سوال نکیا جائے اور کسی ورانداز شخص کی بات جو مخل دوستی ہو نہ سُنی جائے
اور جنرل پیرون نے جو عیسائی تھا اِس اقرار کو حضرت عیسیٰ مسیح کی قسم کے
ساتھہ موکّد کیا۔ مہاراج نے رخصت کیوقت میجر کو ایک بھاری خلعت عطا
کیا اور راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر اور سردار چین سنگھہ کو ہمراہ کردیا جب میجر
رخصت ہوکر قلعہ سے باہر آیا تو اُسنے امرائے ہند کے اُسوقت کے دستور کے
موافق جو کسی خوشی کے موقع پر ایسا کیا کرتے تھے کسیقدر روپیہ فقیرون کو لُٹایا
اور یہان سے کوچ کر کے لبی کہنّہ وغیرہ مین ہوتا ہوا لودھیانہ پہنچا۔
اثنا راہ مین سب چہارمی سکھون سے ہمارے اہلکارون نے خراج وصول
کیا اور قلعہ الیسٹر وادر سنہاور مین بھی دخل کرلیا جو سردار فتحسنگھہ صاحب اہلووالیہ
کا تھا اور رائے پور۔ گوجروال مین بھی تھانہ بٹھا دیا۔ لیکن جب سردار فتحسنگھہ نے
سردار جسّا سنگھہ صاحب اور مہاراج امر سنگھہ صاحب بہادر کی باہم دوستی
یاد دلائی مہاراج نے اُنکا قلعہ چھوڑدیا اور بھائی لال سنگھہ صاحب کی
سفارش سے چھہ مہینے کے بعد رائے پور مین سے بھی تھانہ اُٹھا لیا جب
بیجلوئی منی مزرعہ سے پٹیالہ کو آتا تھا سردار چین سنگھہ نے اُس کچی گڑھی کو
جو سنگھہ پوریون نے بغیر اجازت کے بنوڑ مین تعمیر کرلی تھی مسمار کرادیا اور

دل سنگھہ بہریلی والہ جو سرکار کا چہارمی تہا اور باغی ہوگیا تہا اُسکے دیہات کو بہی ضبط کرلیا جو آخر اُسکے رشتہ دار سردار جودہ سنگھہ کلسیہ کی سفارش سے مہاراجہ نے پہر اُسکو بخشدیے۔ جو روپیہ ان سکہہ سردارون سے وصول ہوا تہا اُس مین سے دو حصے عہدنامہ کے موافق میجر کو دیے گئے اور ایک حصہ مہاراجہ کی سرکار مین رہا جسمین سے ایک ثلث کہا جاکر دو ثلث بہائی لال سنگھہ صاحب اور راجہ بہاگ سنگھہ صاحب اور راجہ جسونت سنگھہ صاحب نابہہ والہ کو دیے گئے اور میجر ہانسی کو لوٹ گیا

میجر لوئی کا دوبارہ اس مُلک مین آنا اور اس مُلک سے مرہٹون کے تعلقات کا خاتمہ

اس سے کچہہ عرصہ کے بعد میجر لوئی بوڑیہ کے گہاٹ جمنا کے اُس پار آگیا اور راجہ بہاگ سنگھہ صاحب بہادر اور بہائی لال سنگھہ صاحب بوڑیہ مین اور سردار چین سنگھہ شہزادپور مین اُس سے جاملے اور آپس کے مشورہ سے کوچ و مقام کرتا ہوا انبالہ مین پہنچا۔ بہائی لال سنگھہ صاحب کے چچا بہائی تخت سنگھہ کی جاگیر کے پینسٹھہ گانون جو سوہہ کے پرگنہ کے نام سے مشہور تہے اور سکہون نے دبا لئے تہے بہائی لال سنگھہ نے میجر کی مدد سے اُنپر قبضہ کرلیا اور انبالہ کے نواح کے سکہون سے معرفت سردار چین سنگھہ نذرانہ لیتا ہوا میجر منی مزرعہ مین پہنچا اور راجہ کرم پرکاش

صاحب والی آہن کیطرف سے جو ملاقات اور خراج دینے مین تامل ہوا انجو ر
کے پرگنہ پر جو مہاراج امر سنگہہ صاحب بہادر نے راجہ کیرت پرکاش صاحب کو بخشدیا
تہا اُسکے عوض کا روپیہ دیکر ریاست کے اہلکارون نے اپنا قبضہ کرلیا۔ اِس دفعہ
مین بہی چہوٹے سکہہ سردارون سے اُسیقدر خراج وصول کیاگیا جتنا پہلے لیا
گیا تہا اور اُسی طرح سے باہم تقسیم ہوا جیسا ہم پہلے لکہہ چکے ہین۔ اِسکے بعد میجر
یکایک کرنال کے راستہ سے دہلی کو کوچ کرگیا۔ ہرچند ریاست کے دفتر سے کچہہ
معلوم نہین ہوسکا لیکن غالبًا اسکا سبب یہہ تہا کہ لارڈ لیک صاحب بہادر
انگریزی سپہ سالار مرہٹون کو دباتے ہوئے کول کے قریب پہونچ گئے تہے
اور آگرہ وغیرہ اور علیگڈہ کے قرب وجوار کا ملک سرکار انگریزی کے قبضہ مین
آگیا تہا اور قریب تہا کہ صوبہ دہلی پر بہی اُنکا تصرف ہوجائے پس میجر کے پاس
اِس معاملہ کے متعلق کوئی ضروری خبر آئی ہوگی جس سے اُسکو دہلی کیطرف
بہت جلد لوٹنا پڑا۔

مہاراج اور رانی اسکور صاحب کے باہم سوء مزاجی اور اُسکے متعلق حالات

تہوڑے عرصہ سے مُلک کے کاروبار مین مہاراج اپنی سوتیلی ماں رانی کہم کور

صاحب سے مشورہ لیتے اور اُنکی بات کو مانتے تہے اور یہہ امر رانی آسکور صاحبہ
کو جو بڑی بلند نظر اور امور ملکی مین مداخلت کی خواہشمند تہین ناگوار ہوتا تہا اس سبب سے
مہاراج کبہی اُنکی راے سے اور کبہی اُنکی مرضی سے معاملات ملکی کو طے کرتے تہے
لیکن دراصل رانی صاحب کی مداخلت مہاراج کو پسند نہ تہی پس رفتہ رفتہ باہم ایسی
سوء مزاجی ہوی کہ مہاراج پٹیالہ سے سنام کو چلے گئے اور وہان سے چیر سنگہہ
پوربیہ کو یہہ پیغام دیکر رانی صاحبہ کے پاس بہیجدیا کہ پٹیالہ سے اپنی جاگیر امرگدہ کو
چلی جاوین رانی صاحب اگرچہ وہان چلی گئین لیکن نہتا سنگہہ پوربیہ کی سازش
سے جو وہان کا قلعہ دار تہا امرگڈہ کے قلعہ پر قبضہ کرلیا - یہہ سنکر مہاراج بہت ناخوش
ہوئے اور منصورپور مین آکر رانی صاحب کو کہلا بہیجا کہ قلعہ سے باہر کسی اور مکان
مین رہین لیکن رانی صاحبہ نے کچہہ نہ سُنا اور اُلٹا قلعہ کو اپنی مرضی کے موافق
مستحکم کرلیا اور سردار ہنگا سنگہہ تہانیسری کو جو اُندنون اپنی فوج سمیت کوہ ہمالیہ
کے قرب وجوار مین پڑا ہوا تہا اور اُسکی بیٹی رانی روپ کنور صاحب مہاراج کرم سنگہہ
صاحب بہادر سے منسوب تہین اپنی حمایت کو بُلالیا اور لوگون سے ایسی چاپلوسی
اور حسن سلوک اختیار کیا کہ جو کوئی اہلکارون یا سردارون مین سے مہاراج کیطرف
سے کچہہ پیام لیکر آتا اُنہین کا ہو جاتا اور اُنہین کا دم بہرنے لگتا یہان تک

کہ سردار چیرا سنگہہ پوربیہ جو غایت درجہ مہاراج کا معتمد علیہ اور پٹیالہ کا قلعہ دار تہا
وہ بہی رانی صاحب سے ملگیا اور اُسنے اپنے بیٹے جوالا سنگہہ کو بہیجکر رانی
صاحب کو پٹیالہ آنیکی تحریک کی اور وہ اچانک امرگڈہ سے پٹیالہ مین چلی آئین
اور شہر اور قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ مہاراج یہہ سُنکر منصورپور سے سنور مین آئے اور
ملک محمود خان کو جو سامانہ کا رہنے والا بڑیچ قوم کا پٹھان اور بڑا معزز سردار
تہا سنور کے قلعہ کی حفاظت کیواسطے چہوڑکر خود سیف آباد مین جا رہے اور
پٹیالہ کو رانی صاحب کے قبضہ سے چہوڑانیکی تدبیرین کرنے لگے اور راجہ بہاگ سنگہہ
صاحب والی جیند اور بہائی لال سنگہہ صاحب والی کیتہل اور سردار جودہ سنگہہ
کلسیہ اور کرم سنگہہ شاہ آبادی کو اپنی مدد کیواسطے بُلالیا اُدہر رانی صاحب کے ملازم
اور سردار بہنگا سنگہہ راجہ جسونت سنگہہ صاحب کو اپنی حمایت کیواسطے نابہہ سے چڑہا لائے
اور رانی صاحب نے اس خوشامد مین اپنی مُہر سے یہہ وعدہ لکہکر اُنکے پاس بہیجدیا
کہ موضع دولدی پر جسکے قرب نابہہ کے سبب سے مہاوایسے وہ ہمیشہ خواہان تہے
اپنا قبضہ کرلین لیکن راجہ صاحب نے موضع مذکور پر اُسوقت قبضہ کرنا مناسب
نہ سمجہا اور اسکو کسی دوسرے وقت پر موقوف رکہا کیونکہ وہ جانتے تہے کہ مہاراج
کی مرضی بغیر رانی صاحب کی ایسی تحریر اُنکے واسطے کچہہ مفید نہین ہے اور اگرچہ

راجہ جسونت سنگہہ صاحب چہہ مہینے تک پٹیالہ مین اپنی فوج لئے پڑے رہے اور ادہر مہاراج کے پاس بہی بہت سے سردار موجود رہے اور اس خانگی جہگڑے کی طوالت کے خوف سے بیچ بچاو کرتے رہے مگر کوئی صورت صفائی کی نہ ٹہری مگر جب مہاراجہ جسونت راو ہلکر انگریزون سے شکست کہاکر تہانیسر کے راستہ سے سیف آباد مین آیا اور تین دن یہان رہا اور مہاراج سے مدد کا خواہان ہوا اور مہاراج نے اُس عہد و پیمان کے لحاظ سے جو مارچ سنہ ۱۸۰۵ع مین ہنڈون بیانہ کے مقام لارڈ لیک صاحب بہادر سپہ سالار انگریزی کے ساتہہ ہوا تہا اُسکو مدد دینے سے انکار کیا اور وہ مایوس ہوکر لاہور کو چلا گیا تو راجہ بہاگ سنگہہ صاحب اور بہائی لال سنگہہ صاحب نے لارڈ لیک صاحب بہادر کے آنے سے پہلے جو ہلکر کے تعاقب مین آتے تہے یہان پہنچکر مہاراج اور رانی مین صلح کرادی اور لارڈ لیک صاحب ہلکر سے جا ملنے کے ایک ہفتہ بعد جو پٹیالہ مین آئے تو مہاراج نے موافق اُنکی قدر و منزلت کے اُنکی بہت تواضع و تکریم کی جس سے وہ خوش ہوئے اور سر دربار یہہ کہا کہ جو کچہہ عہد و پیمان سرکار پٹیالہ کے ساتہہ نواب نجف قلیخان بہادر نے سلطنت دہلی کی طرف سے کیا تہا سرکار انگریزی بہی اُسکا ہمیشہ لحاظ رکہیگی اور مہاراج سے رخصت ہوکر

کے پیچھے نابہہ ہوتے ہوئے پنجاب کو چلے گئے - اگرچہ اس ضروری موقع پر مہاراج اور رانی صاحب مین صلح ہوگئی تہی اور وہ سیفت آباد سے پٹیالہ مین آگئے تہے لیکن چونکہ دلون کی صفائی نہوئی تہی اور اکثر سردار درپردہ مہاراج کے خلاف رانی صاحب سے سازش رکہتے تہے مہاراج دیوان دیوان سنگہہ وغیرہ اہلکارون کو پٹیالہ مین چہوڑکر پہر سنام کو چلے گئے اور رانی صاحب اور مہاراج کرم سنگہہ بہادر ولیعہد پٹیالہ مین رہے -

موضع دولدی کی سرحد کا فساد اور بہائی تارا سنگہہ کا نابہہ والونکے ہاتہہ سے مارا جانا اور مہاراج کی فوج کشی راجہ جسونت سنگہہ پر اور اُسکے نتایج

دولڈی جسکی بابت راجہ جسونت سنگہہ صاحب والی نابہہ کو رانی آسکور صاحب کے ایک کاغذ لکہہ دینے کا ذکر ابہی آچکا ہے نابہہ سے دو میل مغرب کیطرف ایک گانون ہے اور اُسکی سرحد خاص شہر نابہہ سے ملی ہوئی ہے اس سبب سے اکثر کہہ نکہہ تکرار رہا کرتا تہا اب جو دولڈی سکے زمیندارون نے بہائی تارا سنگہہ تہانہ دار منصور پور کے ایما سے جسکے یہہ گانون ماتحت تہا نابہہ کی آبادی کے قریب اپنے ہل چلانے شروع کردیئے اور راجہ جسونت سنگہہ صاحب نے اپنے اہلکار اسکی روک

کے واسطے پٹیالہ بہیجے اور تارا سنگہہ نے اُنکے خلاف مطلب جواب دیکر اُن کو
رخصت کرادیا اور اُنہون نے راجہ صاحب کے پاس تارا سنگہہ کی سخت شکایت
کی اور موقعہ پاکر اُنکے نوکرون نے اُنکے اشارہ سے پٹیالہ سے باہر کہین کو
جاتے ہوئے تارا سنگہہ کو مار ڈالا اور زمین مذکورہ پر زبردستی سے اپنا قبضہ کرلیا
اور اس ناقابل برداشت ظلم کی اطلاع رانی صاحبہ نے مہاراج کی خدمت
مین کی۔ مہاراج سنام سے کوچ کرکے نابہہ کے قریب قصبہ منصورپور مین آگئے
اور رانی صاحبہ نے پٹیالہ سے چڑہکر اسکے انتقام مین راجہ صاحب کے ایک
گانون کہیڑی نامی کو لوٹ لیا اور اُنسے لڑنیکے لئے موضع بہراج مین اپنا کیمپ
قایم کیا اور سردار بہنگا سنگہہ کا بہتیجا سردار مہتاب سنگہہ تہانیسری اور بہای لال سنگہہ
صاحب والی کیتہل اسطرف اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب والی جیند اُسطرف کی
مدد کو آگئے اور دو مہینے تک خفیف لڑائیان ہوتی رہین لیکن جب ایک
دن سردار مہتاب سنگہہ لڑائی مین مارا گیا مہاراج نے زیادہ تر غصہ مین بہر کر
بہای لال سنگہہ صاحب کو ایک بڑی فوج کے ساتہہ مخالفون پر حملہ کرنیکو بہیجا
اور نابہہ سے پانچ چہہ میل کے فاصلہ پر نروانہ کے مقام ایک سخت لڑائی ہوئی
جسمین قریب ڈیرہ سو کے طرفین کے سپاہی مقتول و مجروح ہوئے اور راجہ

جسونت سنگھہ صاحب کو شکست ہوئی اور وہ بہاگ کر نابہہ مین جا گھسے - اب راجہ بہاگ سنگھہ صاحب نے اپنے بہانجے مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر فرمان روائے لاہور کو اپنی امداد کیواسطے بلایا وہ تو یہہ چاہتے ہی تھے کہ ستلج کے بائین کنارے کے ملک مین مداخلت کرنیکا موقع ملے پس وسہرہ کرتے ہی اکتوبر ۱۸۰۶ء مطابق سمت ۱۸۶۳ مین بیس ہزار سوار کے ساتہہ جو شاید مبالغہ ہے ستلج کے اس پار اترآئے سردار فتحسنگہہ صاحب آلہووالیہ اور گوردت سنگھہ لاڈوہ والہ اور کئی چہوٹے چہوٹے سردار اُنکے ساتہہ تہے - راجہ جسونت سنگھہ صاحب کوٹلہ مالیر کے قریب اُنکو جا کر ملے اور اگلے روز مہاراجہ رنجیت سنگھہ نے دولدی کو جسمین تہوڑی سی فوج تہی فتح کرکے راجہ صاحب کو دیدیا اور راجہ صاحب نے نالون کو اُجاڑ کر اُسکے چند کوٹے جو نابہہ کے متعلق تہے مسمار کرکے اپنا غصّہ نکالا اور پہر مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کو منصور پور پر چڑہا لائے اور وہ شہر سے ایک کوس کے فاصلہ پر آن اترے اور قریب تین ۳ گہنٹے کے طرفین سے گولہ چلتا رہا لیکن جب راجہ بہاگ سنگھہ صاحب کے ہاتہی کا ہودہ میر مقصود علی افسر توپخانہ کے بہتیجے میر ذوالفقار علی نے شست باندہکر اوڑادیا اور سنگھہ صاحب (رنجیت سنگھہ) نے دوربین لیکر مخالف فوج کثرت سے دیکہی تو وہ راجہ بہاگ سنگھہ صاحب اور راجہ جسونت سنگھہ

صاحب پر جو انکو یہہ کہکر لائے تہے کہ مہاراج کے پاس کچہہ زیادہ فوج نہین ہے اور منصور ہو بغیر لڑائی کے فتح ہو جائیگا خفا ہوئے پس کچہہ تو یہہ اُنکے تیور بدلے ہوئے دیکہکر ڈر گئے اور کچہہ اُس پیغام نے جو مہاراج نے خفیہ اُنکے پاس بہیجا تہا انکو اپنی اس تدبیر کی غلطی سے جو ایک خانگی جہگڑے کے باعث سے ایک قوی دشمن کو اپنے ملک مین دخل کرنیکا موقع دیدیا متنبہ کیا اسلئے راجہ بہاگ سنگہہ صاحب نے مہاراج کے اہلکار سردار چین سنگہہ کو گفتگو کیواسطے اپنے پاس بلا بہیجا اور آپسمین قسما قسمی اور صلح صفائی کی باتین ہوکر انکی معرفت مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر سے اُنکی ملاقات ہوئی اور اس بات پر صلح ٹہر گئی کہ موضع دودلدی بدستور پٹیالہ کے حوالہ کیا جائے۔ پس اگلے دن مہاراجہ رنجیت سنگہہ صاحب بہادر راجہ جسونت سنگہہ صاحب کو ساتہہ لیکر مہاراج کی ملاقات کیواسطے آئے اور باہم صفائی کرادی اور راجہ جسونت سنگہہ صاحب سے پچاس ہزار روپیہ اپنا مقررہ نذرانہ لیکر لاہور کو کوچ کر دیا۔ راجہ جسونت سنگہہ اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب ساتہہ گئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کے اس ملک مین آنے سے حکام انگریزی کو بہی کچہہ تشویش ہوئی تہی اور اگرچہ وہ بدل یہہ چاہتے تہے کہ اُنکی ظاہرداری پر اعتبار رکہین اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب نے صاحب

ریذیڈنٹ دہلی کو یہہ لکہا ہی کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا یہان آنا صرف اس غرض سے ہوا ہے کہ ریاست نابہہ و پٹیالہ مین جو نزاع ہے وہ رفع دفع ہو جائے مگر تاہم کرنال کی چہاونی کے استحکام کیواسطے اور فوج بہیجی جانی مصلحت سمجہی گیٔ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر درحقیقت سرکار انگریزی کو چہیڑنا نہین چاہتے تہے کیونکہ انکی فتوحات کیواسطے ایک وسیع ملک پڑا ہوا تہا جس سے سرکار انگریزی کو کچہہ سروکار نہ تہا پس وہ تہانیسر مین دیوالی کر کے پہر شمال کیطرف لوٹ گئے اور رائکوٹ[۱] کی ریاست کو جسمین اسوقت کوئی مرد صورت موجود نہ تہا جو مقابلہ کرتا رای الیاس مرحوم کی والدہ رانی نور النسا سے چہین کر اپنے رفیقون کو تقسیم کر دیا۔ چنانچہ

[۱] رئیسان رائکوٹ جو اس صدی کے آغاز مین ایک بڑے علاقہ پر قابض تہے قوم مسلمان راجپوت تہے انکا مورث اعلی تلسی داس سنہ ۱۳۱۲ع مین جیسلمیر سے فریدکوٹ مین آکر آباد ہوا اور مذہب اسلام قبول کیا اسکی نسل کے گوپال نے شاہجہان پور کو جو ایک مقام ضلع لودہیانہ مین ہے آباد کیا اور اسکی اولاد مین سے ایک شخص رای کالا نامی نے سنہ ۱۶۴۸ع مین قصبہ تلونڈی کو بسایا جو رای کی تلونڈی کے نام سے مشہور ہے اب اس خاندان کی کسی قدر ترقی ہونے لگی اور سنہ ۱۷۰۷ع کے لگ بہگ شہر لودہیانہ جسکو اسوقت سے ایکسو چالیس برس پہلے یوسف اور نہنگ نامے دو لودی قوم کے پٹہان سردارون نے آباد کیا تہا اور اسی سبب سے اسکا نام لودہیانہ مشہور ہوا اس خاندان کے قبضہ مین آیا۔ گذشتہ صدی کے خاتمہ پر رائکوٹ تلونڈی جگرائون بدووال جنڈیالی لودہیانہ بسیان وغیرہ انکے قبضہ مین تہے اور سب سے آخر رئیس اس خاندان کا رای الیاس تہا جنے سنہ ۱۸۰۲ع مین قضا کی۔ رئیسون کا خاتمہ تو موت سے

لودھیانہ۔ جنڈیالی۔ کوٹ۔ جگراؤن اور بسیان معہ چون دیہات کے جنکی آمدنی تیتیس ہزار روپیہ سال سے کچھہ زیادہ تھی راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر اور بدووال اور کسیقدر علاقہ جگراؤن کا جسمین تیتیس گانون اسیکے قریب قریب آمدنی کے تھے سردار گوردت سنگھہ لاڈوہ والہ اور گہووال پرگنہ کوٹ بسیان۔ تلونڈی اور جگراؤن کے اکتیس دیہات قریب ستائیس ہزار روپیہ سال کی آمدنی کے راجہ جسونت سنگھہ صاحب بہادر والی نابھہ اور داکہا کوٹ بسیان۔ جگراؤن اور تلونڈی کے پرگنون مین کے ایکسو چھہ گانون قریب چالیس ہزار روپیہ سال کی آمدنی کے سردار فتحسنگھہ صاحب آلہووالیہ اور گہلان۔ کوٹ۔ جگراؤن اور تلونڈی کے پرگنون مین کے اکہتر گانون قریب چونتیس ہزار روپیہ کے دیوان محکم چند اور کوٹ اور جگراؤن کے پرگنون کے دس گانون قریب چھہ ہزار روپیہ کے اور ایک گانون پرگنہ تلونڈی کا چار سو روپیہ کی آمدنی کا سردار بھنگا سنگھہ تھانیسری کے حصہ مین آیا اور اسکے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر نے گوجر سنگھہ خلف تارا سنگھہ غیبا سے گہنگرانہ کا علاقہ جسمین بارہ گانون تھے چھین کر پانچ گانون تیتیس ہزار روپیہ کی آمدنی

کر دیا تھا مگر ریاست کا خاتمہ اب مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے ہاتھہ سے ہوا جسکا ذکر متن مین ہے ۱۲ مولف

کے سردار گوردت سنگہہ لاڈوہ والہ کو اور باقی ماندہ سات گانون راجہ جسونت سنگہ صاحب بہادر والی نابہہ کو دیدیے اور راہون کے گہاٹ دریا اُترکر جوالاکہی کو چلے گئے۔

مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا دوبارہ اس ملک مین آنا اور اُسکے متعلق حالات

مہاراج اور رانی آسکور صاحبہ مین بدستور ناچاقی چلی جاتی تہی اور رانی صاحبہ اپنے سمدہی سردار بہنگا سنگہہ کی مدد سے بدستور پٹیالہ پر قابض تہین اور مہاراج سنام مین رہتے تہے اسلیے مہاراج نے راجہ بہاگ سنگہہ صاحب کے مشورہ سے مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کو اپنی امداد کے واسطے بلایا اور اس خانگی فساد نے انکے برس اُنکو پہر اس ملک مین آنے کا موقع دیا اور وہ برسات کے ختم ہوتے ہی ہری کے پتن[1] سے جہان ستلج اور بیاس ملتے ہین اس پار اُتر آئے اور کوٹ کپورہ پر قبضہ کرلیا اور پٹیالہ کے فیلدار ہبدوڑ والون سے تہوڑا سا نذرانہ لیتے ہوئے مالیر کوٹلہ مین آئے اور اُن سے ایک لاکہہ روپیہ لگا بیچارے پٹہانون مین اسقدر لہو کہان تہا نا چار اُنہون نے جمال پور وغیرہ

---

[1] پتن کو پنجابی زبان مین گہاٹ کو کہتے ہین۔ ۱۲ مولف

اپنے چار قلعے سردار چین سنگھہ کی معرفت جو اُسوقت کوٹلہ پہنچ گیا تہا اس ریاست
کے پاس گرو رکہکر مہاراجہ رنجیت سنگھہ کو روپیہ دیکر پیچہا چہوڑایا اور وہ کوٹلہ سے
نابہہ ہوتے ہوے پٹیالہ آئے - مہاراج نے اُنکا آنا سنکر پہلے سے احتیاطاً
سردار بہنگا سنگھہ کو تہانیسر سے پٹیالہ مین بلالیا تہا اور اَور سردار اور ذیلدار بہی
آگئے تہے اور قریب پندرہ ہزار کے فوج پٹیالہ مین جمع ہوگئی تہی جب مہاراجہ
رنجیت سنگھہ بہادر پٹیالہ آئے مہاراج نے شہر سے باہر اُنکا استقبال کیا اور
اگلے دن وہ اُنسے ملنے کو آئے اور کڑے[1] خان نام توپ اور ہیرون کا وہ
کنٹہا جو مدد کے صلہ مین اُنکو دینا کیا تہا مانگا - چونکہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے
آنے سے پہلے مہاراج اور رانی صاحب مین سردار بہنگا سنگھہ اور راجہ
بہاگ سنگھہ صاحب کی معرفت صلح ہوگئی تہی اور یہہ بات ٹہرگئی تہی کہ پٹیالہ
کے عوض اُنکو قلعہ سنور معہ پرگنہ بنوڑ - بہڑو نظام پور - رانی مزرعہ اور اگہڑہ
کے جنکی پچاس ہزار روپیہ سال آمدنی تہی گذارہ کے واسطے دیا جاے
اور مہاراجہ رنجیت سنگھہ کی اب کچہہ خوشامد نہی تہی - مہاراج نے ان چیزون کے
دینے مین اوّل کسیقدر لیت لعل کی لیکن جب چہبیسوین اسوج سمت ۱۸۶۴ کو سنگھہ صاحب

[1] ستلج کی لڑائی کے موقع پر یہہ توپ سرکار انگریزی کے ہاتھہ آئی اور سرکار موصوف نے پہر اس ریاست کو دیدی تہی

نے اپنی مہر سے انکو یہہ[1] لکہکر دیدیا کہ راے پور۔ گوجروال اُسکے دیہات سمیت انکو دیا جایگا۔ مہاراج نے اُس توپ اور کنٹہہ کا انکو دیدینا ہی مصلحت سمجہا اور وہ یہہ لیکر انبالہ کی طرف کوچ کر گئے اور وہان کے سکہون سے نذرانہ لیتے ہوے نراین گڈہ پہنچے اور میان کشن سنگہہ نابہن والہ سے ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے چارسو آدمی مجروح و مقتول ہوے اور فتح سنگہہ کالیان والہ جو اُنکے مشہور سردارون مین سے تہا کام آیا۔ سنگہہ صاحب نے فتح کے بعد نراین گڈہ کا قلعہ معہ اُسکے پرگنہ کے سردار فتحسنگہہ صاحب اہلووالیہ کو دیدیا اور وہان سے لوٹ کر راجہ گوپال سنگہہ منی مزرہ والہ سے نذرانہ لیتے ہوے راہون کے گہاٹ ستلج کے اُس پار چلے گئے۔

مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کے خوف سے نابہہ جیند کیتہل کے رئیسون کا آیندہ انتظام کیواسطے مہاراج کے ساتہہ مشورہ کرنا اور اُسکے نتایج

مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی اس چال ڈہال سے اُنکے دوست اور دشمن سب

---

[1] یہہ اقرارنامہ ریاست کے دفتر مین ابتک موجود ہے لیکن جو بات اُسمین لکہی گئی تہی اُسکا عملدرآمد نہین ہوا۔ ۱۲۔ مولف

ڈر گئے اور اُنکو یقین ہوگیا کہ ایک دفعہ اگر وہ اس مُلک مین پہر آئینگے تو
ایک ایک کی چُن چُن کر خبر لینگے اسلئے راجہ جسونت سنگہہ صاحب اور راجہ
بہاگ سنگہہ صاحب اور بہائی لال سنگہہ صاحب سامانہ کے مقام مہاراج
کے پاس مشورہ کے واسطے آئے۔ اب دو باتین تہین یا یہہ کہ سرداری اور
خود مختاری چہوڑکر مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا مطیع اور فرمان بردار بن جانا اور اپنے
نیک و بد کو اُنکی مرضی پر چہوڑ دینا یا کسی ایسے شخص کی حمایت ڈہونڈنا جو اُن سے
زبردست ہو پس اس کونسل نے سرکار انگریزی کے ساتہہ جو اسوقت وہی ایک
ایسی سلطنت تہی جو اُن سے آڑے آئے توسّل پیدا کرنا اور اُسکو اپنا حامی
بنانا مناسب سمجہا۔ اگرچہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کیطرح وہ بہی اپنے مُلک کے بڑہانے
اور نئی نئی فتوحات کے حاصل کرنے کی خواہشمند تہی اور اُسکی اینکسیشن
پالسی کا یہی مقتضا تہا کہ حتی الامکان اپنی قلمرو کے وسعت دینے مین کوتاہی
نکرے اور اس سبب سے اُسکی نسبت بہی اس ملک کے رئیسون کو پورا پورا اطمینان
نتہا مگر اس سبب سے کہ رنجیت سنگہہ کیطرح بغیر حیلہ و بہانہ کے صرف زور و ظلم سے
وہ کسیکا ملک نہین چہینتی تہی پولیٹکل لوگ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی نسبت اُسکو
اچہا سمجہتے تہے اور رنجیت سنگہہ کو مرض ہیضہ اور اُسکو تپ دق سے تشبیہ دیتے

تہے پس اس کونسل نے کسی حکیم کے اس مشہور قول پر عمل کیا کہ جب دو مشکلین
پیش آوین تو انسان کو چاہیئے کہ اُنمین سے جو سہل ہو اسکو قبول کرے پس
مارچ سنہ ۱۸۰۹ مین راجہ بہاگ سنگہہ صاحب اور بہائی لال سنگہہ صاحب بذات
خاص اور پٹیالہ کیطرف سے سردار چین سنگہہ اور نابہہ کی جانب سے میر غلام حسن
دہلی گئے اور مسٹر سیٹن صاحب رزیڈنٹ سے ملکر اُنکو چیت سدی پنجمی سمت ۱۸۶۵
مطابق یکم اپریل سنہ مذکور اس مضمون کا ایک کاغذ لکہکر دیا کہ جو کوئی دہلی کا حاکم
ہوتا رہا ہے ہم اُسکی فرمان برداری اور اطاعت کرتے رہے ہین اور اپنے کو
اُسی کے متعلق سمجہتے رہے ہین۔ اسیواسطے جب نواب قمرالدین خان بہادر
وزیر دہلی کی احمد شاہ دُرّانی سے سرہند کے مقام لڑائی ہوئی تہی مہاراج آلا سنگہہ
بہادر وزیر ممدوح کے لشکر مین مدد کو حاضر تہے اور لڑائی کے ختم ہونیکے بعد
خلعت پایا تہا اور جب احمد شاہ دُرّانی نے پانی پت کے مقام مرہٹون کو
شکست دیکر ماہ شعبان ۱۱۷۴ ہجری مین نواب نجیب الدولہ کو صوبہ دہلی کا مختار
بنایا اور سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین اُسکی مہاراجہ جواہر سنگہہ بہادر والی بہرتپور سے لڑائی
ہوئی چار ہزار سوار اور پیادے سردار ہولا سنگہہ کے ساتہہ مہاراج آلا سنگہہ بہادر
نے نواب کی مدد کے واسطے بہیجے تہے اسیطرح امیر الامرا مرزا نجف خان کے

زمانہ مین بہی یہہ سلسلہ قایم رہا اور جب مہاراج آمر سنگہہ بہادر کے انتقال کے بعد مہاراج صاحب سنگہہ بہادر کی خوردسالی کی وجہہ سے ریاست کے انتظام مین خلل آگیا۔ مادہوجی سیندہیا نے جو مہاراجہ پٹیل بہادر کے لقب سے مشہور اور دہلی کا صوبہ دار تہا دہارا راو کو پٹیالہ کی مدد کیواسطے بہیجا اور جنرل پیرون نے بہی جارج طامس صاحب کے خلاف اسیوجہہ سے ہماری ریاستون کی مدد کی تہی اور جب سرکار انگریزی کا دور دورہ ہوا اور لارڈ لیک صاحب بہادر نے دہلی کو فتح کرلیا اور سلطنت ہندوستان سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگئی تو لارڈ موصوف نے ہماری واجب العرض پر جسکا یہہ مضمون تہا کہ بشرطیکہ ہمارا اُستقدر ملک جو مرہٹون کے وقت مین تہا ہمارے قبضہ مین رہے اور ہمسے کبہی کسیطرح کا مطالبہ خراج وغیرہ کا نکیا جاے تو ہم سرکار انگریزی کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن سمجہینگے مارچ ۱۸۰۵ء مین ہندوون بیانہ کے مقام دستخط کردیا اور مہاراجہ جسونت راو ہلکر جب اس ملک مین آئے اور ہمسے مدد کے خواستگار ہوے اور ہمنے سرکار انگریزی کی دوستی کی وجہہ سے صاف انکار کردیا۔ لارڈ لیک صاحب نے اسیوجہ سے اُنسے عہدنامہ[1] مین یہہ شرط درج کرادی کہ اپنے ملک کو واپس جاتے ہوے

---

[1] یہہ عہدنامہ چوبیسوین دسمبر ۱۸۰۵ء کو دریاے بیاس کے کنارہ پر ہوا تہا اور اسکی آٹہوین دفعہ مین یہہ لکہا گیا تہا

ہماری ریاستون کو کسیطرح کی تکلیف نہ پہنچائین پس اب ضرور ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کے خلاف ہی سرکار انگریزی ہماری حفاظت اور حمایت کا وعدہ کرے۔ چونکہ سرکار انگریزی کو اس امر مین تذبذب تہا کہ رنجیت سنگہہ کے خلاف روسا این روے ستلج کی حمایت کرنی چاہیئے یا نہین اسواسطے مسٹر سیٹن صاحب نے انکو گول مول یہہ جواب دیا کہ رنجیت سنگہہ یہہ بات نہین کرسکتا ہے کہ ستلج کے جنوب کی طرف اگر کسیکی حق تلفی کرے اور انتیسوین مئی سنہ مذکور کو نواب گورنر جنرل بہادر ہند کے حکم سے درخواست مذکور کا یہہ جواب لکہا کہ اگرچہ اور سردارون کی طرح سرکار انگریزی کسی رئیس سے خراج لینا نہین چاہتی اور اسیواسطے آپ ہی اُسنے یہہ وعدہ کرلیا ہے اور آپنے اس احسان کے عوض مین لارڈ لیک صاحب

کہ شرائط مذکورہ بالا پر جسونت راو ہلکر کو اجازت ہندوستان مین واپس آنیکی دیجائیگی اور گورنمنٹ انگریزی اُس سے مزاحمت نہین کریگی اور نہ اُسکے کسی امر مین کسیطرح کی مداخلت کریگی اور یہہ ہی مشروط ہوتا ہے کہ جسونت راو ہلکر فوراً بعد دستخط ہونے اور منظور ہونے اس عہدنامہ کے ہندوستان مین واپس اُس راستہ سے جائیگا جس سے شہر پٹیالہ و کیتہل و جیند و علاقہ آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی و ملک مہاراجہ جیپور جانب جیپ سمت جنوب کی چہوٹ جائیگا اور جسونت راو ہلکر وعدہ کرتے ہین کہ راستہ مین انکی فوج غارت گری سے اجتناب کریگی اور کوئی امر دشمنی کا جہان جہان وہ جائینگے نہین کرینگے۔ ۱۲۔ مولف

بہادر کے ہلکر کے تعاقب مین جانیکے وقت جو دوستی اور گرمجوشی ظاہر کی سرکار
انگریزی اُس سے خوش ہے اور اسی سبب سے لارڈ موصوف نے ہلکر سے صلحنامہ
مین یہہ شرط درج کرائی تہی کہ وہ ہندوستان کو لوٹتے وقت آپکی ریاستونکو کسیطرح
کی تکلیف نہ پہنچائے مگر ایسا رابطہ حاکمی و محکومی آپکے اور سرکار انگریزی کے مابین
قایم نہین ہے کہ جسکے باعث سے سرکار پر آپکی کفالت اور حفاظت واجب ہو لیکن
توبہی جو مناسب وقت ہوگا عمل مین آئیگا۔ اُس جواب سے جو مسٹر سیٹن صاحب
نے زبانی دیا تہا اگرچہ کوئی قطعی بات سمجہہ لینی دشوار تہی مگر اس تحریری جواب سے
یہہ بات صاف کہلی گئی کہ سرکار انگریزی بلا اپنی کسی ضرورت کے اِن روسای ستلج کے
رئیسون کی حفاظت اور حمایت کی ذمہ دار نہوگی لیکن اتنے مین زمانہ نے ایک
نیا رنگ بدلا اور نواب گورنر جنرل بہادر ہند کے پاس یہہ خبر آئی کہ نپولین بونا
پارٹ شہنشاہ فرانس جسکی طاقت اسوقت کمال کو پہنچ گئی تہی اور تہوڑے
عرصہ سے سلطنت ایران مین اپنا قدم جمانیکے لئے اُسکی جانب سے کوشش
ہو رہی تہی۔ افغانستان اور پنجاب کے بہی فتح کرنیکا عزم بالجزم رکہتا ہے اسلئے
گورنمنٹ انگریزی نے سرکار کابل اور لاہور سے دوستی اور اتفاق قایم کرنا مصلحت
سمجہا اور الفنسٹن صاحب کو کابل اور سر چارلس مٹکف صاحب کو لاہور بہیجا۔ جب لاہور

کو جاتے ہوئے مٹکف صاحب چھبیسوین اگست ۱۸۰۸ء کو پٹیالہ آئے مہاراج نے
شہر سے باہر انکا استقبال کرکے باغ معروف بارہ دری مین اتارا اور نہایت تپاک
سے ملاقات کی اور سر دربار انسے یہہ کہا کہ شہر پٹیالہ کی کنجیان اب اپنے ہاتھہ سے
گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے مجکو عطا کرین اور مین سرکار انگریزی کو اپنا حامی
اور مددگار سمجھتا ہون اور بجز اسکی دستگیری کے میری ریاست کا کچھہ ٹھکانا نہین ہے
لیکن مٹکف صاحب نے یہہ سمجھکر کہ مہاراج سرکار انگریزی کو اسطرح سے اپنے نیک و
بد کا ذمہ دار بنایا چاہتے ہین اس سے انکار کیا اور یہہ کہکر ٹالدیا کہ گورنمنٹ انگریزی
پٹیالہ کی ریاست کا دل سے بھلا چاہتی ہے اور جسطرح مدت سے ریاست کی
تالیان آپکے ہاتھہ مین محفوظ رہی ہین امید ہے کہ آیندہ بھی اسیطرح رہینگی چونکہ
مٹکف صاحب کی تقریر کا مطلب بھی قریب قریب اسی جواب کے تہا جو سیٹن
صاحب نے دیا تہا اور مہاراجہ رنجیت سنگھہ کیطرف سے کھٹکا لگا ہوا تہا اور یہہ خبر بہی
گرم تہی کہ وہ ہردوار جانیکے ارادہ سے جلد اسطرف آنیوالے ہین مہاراج نے
اپنی ہی ذاتی طاقت پر بھروسہ کرنا مناسب سمجہا اور مٹکف صاحب کے یہان سے
جاتے ہی پٹیالہ اور اور مقامات کے قلعون کو مستحکم کرنا شروع کیا اور راجہ
بہاگ سنگھہ صاحب اور بہائی لال سنگھہ صاحب اور راجہ جسونت سنگھہ صاحب

اور اپنے اہلکار سردار چین سنگھہ کو لاہور بہیجا تاکہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ صاحب
سے چاپلوسی اور دارمدار رکہین۔ مسٹر مٹکف صاحب کے لاہور بہیجے جانیسے پہلے دریائے
جہلم اور بیاس کے درمیان کے اکثر علاقجات مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے قبضہ مین آچکے
تہے اور اگرچہ پنجاب کا شمالی مغربی حصّہ کابل اور صوبہ ملتان نواب مظفر خان اور
کوہستانی اضلاع راجہ سنسار چند کے زیر فرمان تہے مگر یہہ سب اُنکی طاقت اور اقبال
کو مانتے تہے اور اُنکی جانب سے انکو کہٹکا لگا رہتا تہا۔ اِن رو ستلج مین بہی اُنہون نے
بہت سی فتوحات حاصل کر لی تہین جیسا کہ ہم پہلے لکہہ آئے ہین اور جب سے
صاحب رزیڈنٹ دہلی کی ملاقات کا نتیجہ معلوم ہو گیا تہا سردار بہگوان سنگھہ جگادہری
والے کے سوا اس ملک کے سب رئیس ناامید ہو کر لاہور چلے گئے تہے یعنی کوئی بذات
خود حاضر تہا اور کسیکا وکیل موجود تہا اور انمین سے کوئی کوئی مہاراجہ رنجیت سنگھہ
سے جاگیرین اور انعام لیکر بالکل ہی اُنکا جاگیردار اور رعیت بن گیا تہا اور یہہ اسبات
کا نتیجہ تہا کہ ممالک اِن رو ستلج مین اُنہون نے متواتر حملے کئے اور گورنمنٹ
انگریزی کی آنکہون کے سامنے اپنی مرضی سے کئی رئیسون کو بنایا بگاڑا اگرچہ کار
موصوف نے چون بہی نہ کی اور اس سے اُنکو یہہ توقع بندہ گئی کہ اسیطرح شدہ
شدہ تمام سکہہ رئیس اُنکے زیر فرمان ہو جائینگے اور تمام قوم سکہہ کے وہ بادشاہ

بن جائینگے پس جب مٹکف صاحب لاہور کے قریب پہنچے وہ قصور کو چلے آئی
تاکہ ستلج کے اس پار جو مہم کرنیکا انہون نے ارادہ کر رکہا تہا اُسکی تیاری کرین
مٹکف صاحب ہی گیارہوین ستمبر کو وہان گئے اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے اپنی
دیوان محکم چند اور سردار فتحسنگہہ صاحب آلہووالیہ کو دو ہزار سوارون کے ساتہہ
اُنکے استقبال کو بہیجا اور تعظیم و تکریم کے ساتہہ ملاقات کی مگر جس کام کیواسطے
یہہ گئے تہے اُسکی طرف اُنکو راغب کرنا دشوار تہا - وجہہ یہہ تہی کہ اُنکو ابتک گورنمنٹ
انگریزی کی طاقت اور شوکت کا حال بہی مفصل معلوم نہ تہا اور خوشامدیون کی
باتین سنتے سنتے دماغ مین یہہ بوسما گئی تہی کہ اُنکو کوئی مغلوب نہین کرسکتا -
اور فرانس والون کے حملہ کا قصہ بہی اُنکو ایک وہمی اور خیالی بات سی زیادہ
معلوم نہو سکتا تہا کیونکہ وہ نہین جانتے تہے کہ فرانس والے اتنے دور دراز
ملکون کو چیر کر کیونکر پنجاب پر حملہ کرسکتے ہین اور بفرض وقوع اس امر کے
وہ یہہ توقع کرسکتے تہے کہ شہنشاہ فرانس سے اُنکی دوستی ہوجانی ممکن ہے
اسلئے ناممکن تہا کہ وہ بغیر اپنے کسی ذاتی فایدہ کے گورنمنٹ انگریزی کی باتون کو
مان لین - چنانچہ صاحب موصوف کی ملاقاتین تو بہت سی ہوئین مگر وہ ادہر اودہر
کی باتون مین ٹلاتے رہے اور حرف مطلب کا تذکرہ کبہی زبان پر نہ آنے دیا اور

معلوم ہوتا تہا کہ وہ گورنمنٹ انگریزی کی تجویز کو سُننے بغیر ہی ستلج کے پار اُتر کر مہم
مین مصروف ہوجائینگے لیکن آخرکار ایک خلوت کے جلسہ مین اُنہون نے صاحب
موصوف سے پوچھا کہ آپ کیا پیغام لائے ہین - انہون نے پیغام کا مطلب بیان
کیا - اسکے جواب مین اُنہون نے سرکار انگریزی کے ساتھہ دوستی ہوجانے پر تو
اپنی نہایت خوشی ظاہر کی مگر ساتھہ ہی یہہ شرط بہی پیش کی کہ اول وہ تمام سکہہ قوم
کے بادشاہ تسلیم کئے جائین تب عہدنامہ پر دستخط کردیئے جائینگے اور تاج انگلستان
سے ہمیشہ رابطہ اتحاد بہی قایم رہیگا - مٹکف صاحب نے جواب دیا کہ فرانسیسون کے
حملہ کے روکنے کیواسطے دونون سرکارون کا یکدل و یکجہت ہوجانا سرکار دونون کے
حق مین مفید ہے - پس اسپر نظر کرکے جو بات صرف ایک ہی سرکار کے حق مین
نافع ہے اُسکے باب مین تحریک کرنی مناسب نہین ہے - اسلئے چندروز
یہہ بات ہہملے مین پڑی رہی اور جب مٹکف صاحب نے اُنکے روسائے پر و ستلج سے
فایق گنے جانے کی نسبت کچہہ توقع نہ دی تو اُنہون نے ستلج کی طرف کوچ
کردیا اور صاحب موصوف کے پاس کہلا بہیجا کہ آپ ہی ہمارے ساتھہ چلین
اور دوسرے روز دریا سے عبور کرکے موضع کہائی مین آن اُترے - مہاراجہ
رنجیت سنگھہ کی اس بے اعتنائی سے مٹکف صاحب اگرچہ ناراض ہوئے مگر تاہم

اُنکے پیچھے پیچھے کہائی مین پہنچے اور یہان ایک ملاقات اَور ہوئی لیکن نتیجہ
اسکا بہی کچھہ نتہا۔ اور اُنکی حجت کی نسبت اگرچہ صاحب موصوف کو عذر تہا لیکن
وہ خود بخود رفع ہوتا جاتا تہا چنانچہ پہلی اکتوبر کو فرید کوٹ بغیر لڑنے بہڑنیکے اُنکے
ہاتہہ اگیا اور اگرچہ اُنہون نے صاحب موصوف سے یہہ وعدہ کیا تہا کہ شرائط عہد نامہ
کے طے کئے بغیر کہائی سے آگے نہ بڑہینگے مگر چوتہی اکتوبر کو اس نو مقبوضہ علاقہ
کے دیکہنے کی خاطر چلدیئے اور صاحب موصوف نے ہر چند کہا کہ مین مہم پر لشکر
کے ساتہہ ساتہہ پہرنے کا مجاز نہین ہون مگر اُنہون نے ایک نہ سُنی اور چونکہ
وہ عہد نامہ کا مسودہ دیچکے تہے اور جواب کے منتظر تہے پس ناچار انکو بہی لشکر کے
ساتہہ جانا پڑا۔ اب انہون نے بہی اپنی طرف سے ایک مسودہ پیش کیا جسمین یہہ
تین شرطین تہین۔ اوّل یہہ کہ سلطنت کابل اور لاہور مین اگر کوئی تنازعہ ہو تو
سرکار انگریزی اسمین مداخلت نکرے۔ دوسرے سرکار انگریزی اور سرکار لاہور
کی ہمیشہ دوستی اور یکجہتی قایم رہے تیسرے سکہون کے ملک کے صرف وہی مختار
گنے جائین۔ چونکہ سکہون پر اُنکی سرداری کا استحقاق منظور کرنا اس بات کا مستلزم
تہا کہ سرکار انگریزی این روے ستلج کے کسی رئیس کی حامی نہ بنے اور تمام ملک مین
مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا حکم بغیر روک ٹوک کے جاری رہے مسٹر مٹکاف صاحب نے کہا کہ

مین ایسے عہدنامہ پر دستخط کرنیکا مجاز نہین ہون جو کابل یا ریاستہاے این روے
ستلج سے متعلق ہو مگر ہان یہہ کرسکتا ہون کہ ان شرائط کو نواب گورنر جنرل بہادر ہند
کے پاس صدور حکم کے واسطے بہیجدون - اور آخرکار یہہ بات قرار پائی کہ دو عہدنامے
جدے جدے لکہے جائین - ایک مین وہ شرطین مندرج ہون جو مہاراجہ
رنجیت سنگہہ نے پیش کی تہین اور دوسرے مین وہ باتین لکہی جائین جنکی سرکار
انگریزی خواہشمند تہی اور دونون تصدیق کے واسطے کلکتہ بہیجدیئے جائین اور
اسکے اگلے روز اُنہون نے فریدکوٹ سے شمال کیجانب کوچ کردیا - مہاراجہ
رنجیت سنگہہ اگرچہ ناخواندہ محض تہے مگر اُنکی ہوشیاری اور تیزفہمی مین کچہہ شک
نہین چنانچہ یہہ بات اسی سے ظاہر ہے کہ جب سفیر انگریزی نے عہدنامہ کے
باب مین تحریک کی وہ فوراً سمجہگئے کہ اب وہ موقع آگیا ہے کہ ریاستہاے این روے
ستلج پر اپنا سردار ہونا گورنمنٹ انگریزی سے منوالین اور اگرچہ وہ ہلکر کے تعاقب
کے وقت خود لارڈ لیک صاحب سے کہہ چکے تہے کہ سرکار لاہور اور قلمرو انگریزی
مین دریاے ستلج حد فاصل گنا جاوے مگر جب اُنہون نے یہہ بات کہی تہی اُسوقت
مین اور اب کے زمانہ مین بہت بڑا فرق ہوگیا تہا - اب اُنکی طاقت اور حوصلہ
بہت بڑہگیا تہا اور اُنکو کسیقدر یہہ بہی خیال تہا کہ انگریز میرے بس مین ہین -

فرانس والون کا اُنهون نے فقط نام هی سنا تها اور اُن سے انکو نه کچهه محبت تهی
نه عناد اور اس بات کو وه لغو سمجهتے تهے که سرکار انگریزی صرف اُنهین کے
فایده کیواسطے یهه عهدنامه کرتی هے کسواسطے که فرانس کو دشمنی هوگی تو
انگلستان سے هوگی لاهور سے کیا اور بالفرض اگر سرکار انگریزی کو اُن سے محبت هے
تو اب تک اُسنے اسکو پوشیده کیون رکها اور اسکا باطن صاف هے اور اپنے مقاصد
سے اُنکے مقاصد کو مقدم سمجهتی هے اور اُنکو اس قسم کی دوستی کی تلقین نهین
کرتی جس سے اُنکی سلطنت کو نقصان پهنچے تو وه اُنکے راستهاے این سوی ستلج
پر سردار هونے کو کیون نهین تسلیم کر لیتے غرضکه وه اس بات پر جهگڑے که جب سرکار انگریزی
هماری شرطون کو قبول کر لیگی تب عهدنامه پر دستخط کر دینگے اُنکا مطلب اس دیر و درنگ
سے غالباً یهه هی تها که جبتک عهدنامه کی شرطون کا تصفیه هوتا رهے یهه این سوی
ستلج کے بهت سے علاقون کو اپنے قبضه مین کر لین پس یهه بات تو اُنکے اختیار کی
مین تهی مگر اب وه ایک اور چال سوچے اور یهه تجویز کی که جسطرح ممکن هو بهلا پهسلا کر
مٹکاف صاحب کو اپنے ساتهه لیچلین تا که اُنکو اُنکے ساتهه دیکهکر اُن رئیسون کے
جی چهوٹ جائین جو سرکار انگریزی پر اپنی حمایت کیواسطے نظر ڈالتے هین چنانچه
حیله حواله کرکے صاحب موصوف کو اپنے همراه لیلیا اور قصور سے کهائی فرید کوٹ

اور آخر کار کوٹلہ مالیر پہنچے - اب مٹکاف صاحب بہی تاڑ گئے کہ اُنہون نے
اُنکو ایک ایسا اوزار بنا لیا ہے جس سے اپنے کام نکالے جاتے ہین چنانچہ
جب اُنکو یہہ کہا گیا کہ آپ انبالہ چلئے وہان شرایط عہدنامہ طے ہو جائینگی تو
اُنہون نے یہہ خیال کر کے کہ وہ جہان اب جاتے ہین اُسکے قریب وہ ریاستین
ہین جو گورنمنٹ انگریزی سے حمایت کی درخواست کر چکی ہین یہہ صاف جواب دیدیا
کہ مین فوج کے ساتہہ ایک قدم بہی آگے نہین چلونگا اور کوئی مقام آپ ایسا
تجویز کر دین کہ جہان ہم مہم کے اختتام تک ٹہرے رہین - اور ہرچند مہاراجہ
رنجیت سنگہہ نے کوشش کی کہ صاحب موصوف کے اِس ارادہ کو توڑ دین اور
اُن سے یہہ بات کہلالین کہ ریاستہاے این روے ستلج پر اُنکو اقتدار کامل
حاصل ہو اور گورنمنٹ انگریزی اُنکی حامی نہ بنے لیکن اُنہون نے صاف جواب
دیدیا کہ اپنی گورنمنٹ کی اجازت بغیر وہ اسمین کچہہ نہین کہہ سکتے اور جب اُنکو
اختیار ہی نہین ہے تو اُنکی کوئی کارروائی جایز نہین ہو سکتی - صاحب موصوف
نے جو رپورٹ بابت اِس ملاقات کے گورنمنٹ کو کی تہی دلچسپ سمجہکر
اسکا ایک فقرہ مسٹر گرفن صاحب کی کتاب پنجاب راجاز سے ہم یہان نقل
کرتے ہین "مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے اپنی تمناے دلی کے جوش مین یہہ کہا کہ

میرے دل مین صرف اسبات سے شک پیدا ہوتا ہے کہ میری سمجھ مین یہہ بات نہین آتی کہ نواب گورنر جنرل بہادر میری اس چہوٹی سی درخواست کے قبول کرنیمین کیون تامل کرتے ہین۔ مین سرکار انگریزی سے کوئی ملک نہین مانگتا۔ صرف یہہ چاہتا ہون کہ اپنی برادری اور قوم کے لوگون کے ساتہہ جیسا چاہے برتاؤ رکہون۔ سرکار انگریزی اُسمین کچہہ مداخلت نکرے وہ سب میری برتری کے معترف ہین اور مین نواب گورنر جنرل بہادر سے صرف اتنی بات کہلانی چاہتا ہون کہ جس بات کو سب قبول کرتے ہین اُسمین ہمکو کلام نہین۔ اور سرکار انگریزی نے بڑے بڑے علاقے اور جاگیرین اکثر موقعون پر لوگون کو عطا کی ہین اور یہہ بات مشہور ہے کہ وہ اپنے دوستون کی خاطر اپنے بڑے بڑے نقصان قبول کرلیتی ہے پس مین حیران ہون کہ میری چہوٹی سی درخواست کے منظور کرنیمین کیون تامل ہوتا ہے" جسکا جواب مینے یہہ دیا کہ اگر آپکی درخواست ایسی چہوٹی سی ہے تو آپ اُسکے منظور کرانے مین اسقدر کیون سعی کرتے ہین اور اگر یہہ کچہہ بڑی بات ہے تو آپکو یہہ تعجب نہین کرنا چاہیئے کہ اُسپر کسیقدر غور وخوض ہونا بہی ضرور ہے"

مٹکاف صاحب نے جب مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے ساتہہ انبالہ جانا قبول کیا

تو اُنہون نے ایک جگہہ اُنکے قیام کیواسطے تجویز کردی اور آپ یکم نومبر ۱۸۰۸ع کو اکلیر کوٹلہ سے کوچ کرکے انبالہ آئے اور سردار گوربخش سنگہہ کی بیوہ دیاکور سے اُسکا علاقہ [5] چہین کرتہانیسر ہوتے ہوے شاہ آباد پہنچے اور سردار کرم سنگہہ شاہ آبادی کے بیٹون سے اُنکا علاقہ چہین لیا مگر نذرانہ لیکر جسکی ضمانت ہماری سرکار نے کی تہی اُنکو پہر دیدیا اور یہان سے پٹیالہ کیطرف کوچ کیا اور یہہ خبر سنکر سردار بہنگا سنگہہ پٹیالہ آگئے۔ اب اگر لڑائی ہوتی تو ضرور ہمارا اُنکا سخت مقابلہ ہوتا مگر وہ نرے جنگجو ہی نتہے بڑے تُرتیلے اور مدبّر تہے جسکو کمزور دیکہتے اُسی پر ہاتہہ ڈالتے برابر کی طاقت والے کو کبہی نہین چہیڑتے تہے۔ چنانچہ اس سفر مین بہی وہ اُن تمام مقامات کو

[5] شہر انبالہ اور اُسکے علاقہ کو اوّل ایک شخص گُربخش سنگہہ نے فتح کیا تہا جو بعدہ اپنے رشتہ دار دیسا سنگہہ کو دیکر موضع سنگہہ والا واقع ضلع فیروزپور کو چلاگیا اور وہان جاکر مرگیا دیسان سنگہہ ہی گوربخش سنگہہ کو جسکا متن مین ذکر ہے اور ایک اور شخص لال سنگہہ نامے کو یہان کا تہانہ دار بناکر چلاگیا اور اُسکی غیبت مین یہہ دونون اس علاقہ کو دبا بیٹہے لال سنگہہ نے ایک قلعہ ہماری ریاست کی سرحد کے قریب تعمیر کرایا اور اسکا نام جمعیت گڈہ رکہا۔ لال سنگہہ کی وفات کے بعد گوربخش سنگہہ تمام علاقہ کا مالک ہوگیا جسکے لاولد مرنیسے ۱۸۲۳ع مین اُسکی زوجہ دیاکور ریاست کی مالک ہوئی اسکو مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے بیدخل کردیا تہا جیساکہ ہمنے متن مین لکہا ہے مگر جنرل سر ڈیوڈ آکٹرلونی صاحب نے پہر اُسکا علاقہ اُسکو دیدیا جو ۱۸۴۳ع مین اُسکی وفات کیوقت سرکار مین ضبط ہوا۔ ۱۲ مولف

جو راہ مین پڑے تاخت و تاراج کرتے ہوئے چلے گئے مگر ہمارے علاقہ کی طرف آنکھہ اُٹھاکر نہین دیکھا۔ اسیطرح سردار بھنگا سنگھہ کے اوّل کئی مقامات لیلئے مگر پھر بے سبب چھوڑ دیئے اور اُنکی سپاہ جسکے ساتھہ توپین بھی تھین اگرچہ کئی روز تک تہانیسر مین مقیم رہی مگر اُنہون نے اُسکو واپس طلب کرلیا تو تہانیسر کو کچھہ آنچ نہ آئی مہاراجہ رنجیت سنگھہ نے کوٹلہ سے اسطرف کو آتے ہوئے گرچہ پہلے ہی ملاقات کا پیغام بھیجا تھا مگر اب دوبارہ شاہ آباد کے مقام سے اپنے ماموں راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر والی جیند اور اپنے معتمد سردار امت سنگھہ پدھانیہ اور ہمارے اہلکار سردار چین سنگھہ کو مہاراج کے پاس بھیجا اور یہہ کہا کہ لکھنور[1] کے مقام ملاقات ہو تو اچھا ہے۔ مہاراج نے اوّل تو وہان جانے مین پس و پیش کی اور چار پانچ روز لیت و لعل مین رکھا مگر آخر کو جب لوگون نے یہہ سمجھایا کہ جب نواب گورنر جنرل بہادر ہند کا وکیل اُنسے ملاقات کرنے اور دوستی قایم کرنیکے واسطے اُنکے پاس آیا ہے تو آپکو انکار اور اصرار کرنا مناسب نہین تو پٹیالہ سے لکھنور تشریف لیگئے جہان سکھون کے مقتدا بیدی صاحب سنگھہ صاحب اونہ والے پہلے سے موجود تھے اور اس سے اگلے دن مہاراجہ رنجیت سنگھہ بھی

[1] یہہ گانون پٹیالہ سے قریب بتیس میل پورب کی طرف شاہ آباد کے راستہ پر ہے اور بسبب اسکے کہ یہان سکھون کا ایک گردوارہ ہے لکھنور صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲۔ مولف

شاہ آباد سے وہان آگئے اور دیوان محکم چند کو یہہ پیغام دیکر مہاراج کے پاس بہیجا کہ مہاراج آنکے خیمہ مین اُنسے ملاقات کرین مگر مہاراج نے اُسکو منظور نکیا اور سردار چین سنگہہ اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر اور سردار فتح سنگہہ صاحب آلہووالیہ کی معرفت یہہ کہہ بہیجا کہ آپ ہمارے خیمہ مین آکر ہمسے ملین جسکی وجہہ علاوہ خیال کسر شان کے یہہ بہی تہی کہ دونون طرف کو دغا کا اندیشہ تہا پس ایک دو مرتبہ رد و بدل ہو کر بیدی صاحب کے خیمہ مین جنکو دونین اپنا مقتدا سمجہتے تہے اور جنکے ان ملاقات ہونیسے دونون مین سے کسی کی کسر شان نہ تہی اور نہ انکے درمیان ہونیکے سبب سے کسیطرح کا خدشہ تہا ایک دفعہ ملاقات ہو کر چار پانچ روز کے لئے بالکل خاموشی ہو گئی اور جب مہاراج نے سردار امت سنگہہ پدہانیہ کو بلاکر اسکا سبب پوچہا تو اُسنے بیان کیا کہ سنگہہ صاحب (رنجیت سنگہہ) آپ سے ایسی دوستی قایم کرنی چاہتے ہین جیسی پگڑی بدل بہائیون مین ہوتی ہے۔ اگر آپکو اسمین کچہہ عذر ہے تو اگرچہ بیدی صاحب کے زور وہ آپ سے کچہہ پرخاش نکرینگے۔ مگر جب آپ پٹیالہ چلے جاوینگے تب آپکو اُنکے ارادہ کا حال معلوم ہو جائیگا۔ پس اسیطرح ایک اور ملاقات ہو کر باہم پگڑی بدلی گئی اور چوبیسوین ماہ مگہر سمت ۱۸۶۳ب مطابق چھبیسوین نومبر ۱۸۰۶ء کو ایک عہدنامہ لکہا گیا جسکی نقل ہم بلفظہ بیان کرتے ہین وہو ہذا۔

عہدنامہ[1] جو مہاراج کیطرف سے مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کو لکھکر دیاگیا

باعث تحریر این وثیقہ موکدہ آنکہ درینولا باوجود روابطہ سابقہ دمراتبات سالفہ اینجانب و سنگھہ صاحب والاقدر رنجیت سنگھہ بہادر خلوص و اخلاص دلی مستحکم گردیدہ بنابرآن درآئین اخلاص واتحاد وشرم عزت ودل گرمی درامورات راج ریاست سرکارین عالیین قرار یافتہ کہ ست گروجی درین قول وقرار ضامن ودہرم خود را کفیل داریم ہرگز درہیچ وقت پشت بہ پشت ازین عہود تفاوت نخواہد شد اوّل آنکہ اینجانب را از رفاقت سنگھہ صاحب بہادر درہرامر وہروجہ وہروقت از دل و جان وظاہر وباطن تفاوت نخواہد شد۔ دوم آنکہ ہرکسیکہ دوست سنگھہ صاحب بہادر دوست اینجانب ودشمن سنگھہ صاحب ممدوح دشمن مایان۔ باہرکسیکہ ہنگامہ معترض باشد ہنگامہ اینجانب۔ باہرکسیکہ صلح سرکار سنگھہ صاحب بہادر صلح مایان وسازش مایان محض بہ سنگھہ صاحب بہادر وبے صلاح سنگھہ صاحب بہادر باحدے بعمل نخواہد آمد۔ سوم آنکہ ہرکار وہرمہم کہ پیش نہاد سنگھہ صاحب باشد این جانب متفق اللفظ والمعنی بودہ از امورات سنگھہ صاحب اینجانب را دریغ نخواہد شد بنابرآن

[1] ان عہدناموں کی عبارت اسی قدر خامی ہے مگر ہم معذور ہیں جیسے تھے ہم نے انکو جوں کا توں نقل کر دیا ہے ۱۲ مؤلف

این چند کلمہ بطریق عہد نامہ و دہرم نیم نوشتہ دادہ شد کہ ثانی الحال شدہ باشد-
تحریری متی مگہر سودی اشٹمی سمت ۱۸۶۵-

عہدنامہ جو مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے لکہکر مہاراج کو دیا

باعث تحریر این وثیقہ مؤکدہ آنکہ دریولا باوجود روابط سابقہ خالصہ[۱] جی از مہاراجہ صاحب

ف۱ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کا عروج چونکہ تہوڑے ہی عرصہ سے شروع ہوا تہا اور اسکی بنیاد بہی زیادہ تر قومی اور مذہبی اتحاد و عقیدت ہی پر تہی اسلئے یہ بات اُنکے زیادہ تر مناسب حال تہی کہ اپنی سلطنت اور حکومت کو اپنی ذات خاص کی جگہہ اپنے مذہب اور قوم سے منسوب کرین پس یہی وجہہ تہی کہ وہ اپنے نام کی جگہہ لفظ خالصہ جی کا استعمال کرتے تہے جو سکہون کا ایک قومی اور فخریہ لقب ہے اور اپنی سلطنت اور حکومت کو امرتسر سے جو اُس ملک مین سکہ مذہب کا سب سے بڑا اور مقدس معبد ہے منسوب کرتے تہے اُنہون نے اپنے نام کے ساتہہ مہاراجہ وغیرہ کا کوئی تعظیمی لفظ شامل کیا تہا اور مہر مین صرف اکال سہائے رنجیت سنگہہ کندہ کرایا تہا جیساکہ سکہون مین عام دستور ہے اور سکہ مین یہ شعر کہدوایا تہا دیگ و تیغ و فتح و نصرت بیدرنگ ؛ یافت از نانک گرو گوبند سنگہہ- اسی سبب سے لوگ اُنکو مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی جگہہ اکثر سنگہہ صاحب کہتے تہے اور وہ خود محاورات مین اپنے نام کی جگہہ خالصہ جی یا سرکار کا لفظ بولا کرتے تہے- خالصہ جی کا لقب گرو گوبند سنگہہ صاحب نے اپنے خالص اور وفادار سکہون (مریدون) کو اُس مشکل اور امتحان کے زمانہ مین دیا تہا جب سلطنت مغلیہ کے حاکم رات دن اُنکے گرفتار کرنے اور تکلیف دینے کی فکر مین رہتے تہے اور جان و مال کے خطرہ سے لوگ اپنے کو اُنکا سکہہ ظاہر کرنے اور اُنکی اعانت اور مدد کرنے سے ڈرتے تہے مگر باین ہمہ یہ بات مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی نہایت قابل تعریف ہے کہ باوجودیکہ احمد شاہ درانی نے تعصب کے سبب سے سکہون کے مذہبی مقامات خصوصاً امرتسر کی نہایت خرابی اور بے ادبی کی مگر اُنہون نے کبہی کسی مسجد کو نہین ڈہایا اور مسلمانون کے اُن تبرکات کو جو لاہور قلعہ مین تہے بڑی عزت و احترام سے محفوظ رکہا

صاحب سنگھ خلوص و اخلاص قلبی مستحکم گردیده بنابرآن در آئین اتحاد و شرم عزت
و دل گرمی در امورات راج ریاست سرکارین عالیین چنان قرار یافته که ست گرو
جی درین قول و اقرار و هم خود را کفیل داده‌ایم هرگز هیچ وقت پشت به پشت این
عهد تفاوت نخواهد شد **اوّل** آنکه خالصه جی را از رفاقت راجه صاحب بهادر
در هر امر و هر وقت از دل و جان ظاهر و باطن تفاوت نخواهد شد - **دوم** آنکه
دوست راجه صاحب بهادر باشد دوست خالصه جی و دشمن راجه صاحب بهادر
دشمن خالصه جی - با هر کسیکه هنگامه راجه صاحب باشد هنگامه خالصه جی و با هر کسیکه
صلح راجه صاحب باشد صلح خالصه جی و سازش خالصه جی محض راجه صاحب بے صلاح
راجه صاحب باحدے بظهور نخواهد آمد - **سوم** آنکه در هر کار که پیش نهاد راجه صاحب
باشد خالصه جی را متفق اللفظ والمعنی بوده از امورات راجه صاحب دریغ نخواهد شد
چهارم آنکه عمده و تمامی ملک قدیم در تصرف راجه صاحب جی از بٹھنده
تا انباله مع چهارمیان و برادران سوائے در ملک سکهان دیگر کسی اهلکاران
سرکار خالصه متعرض و مزاحمت نرساند - **پنجم** آنکه اگر دائره دولت خالصه جی
بفاصله بعید رونق افزا باشد و ست گرو جی نخواسته باشد راجه صاحب اکثر مهم
روبکار آید تمامی افواج متعینه این ملک برفاقت و امداد راجه صاحب حسب الطلب

اور راجہ بہاگ سنگھہ صاحب اور بہای لال سنگھہ صاحب اور سردار چین سنگھہ دوسری دفعہ
کو انکو دریا سے پار اوتار کر لوٹ آئے اب ایک ایسی صورت پیدا ہوئی کہ جس سے
فرانسیسونکا ملک ہند پر حملہ کرنا نا ممکن معلوم ہونے لگا اور اس سبب سے سرکار انگریزی
کو اہل فرانس کے مقابلہ کی غرض سے مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے ساتھہ دوستی
کرنے کی جو خواہش تہی وہ نہ رہی علاوہ بریں سرکار انگریزی کو کسی حالت مین
یہہ بات منظور نہ تہی کہ ایک عہد نامہ کی خاطر جو غالبًا منعقد ہونیکے بعد کسی مصرف کا
نہ تہا اپنی شمالی سرحد کو خطرہ مین ڈالے کیونکہ اوّل تو فرانسیسونکا حملہ آور ہونا ہی
ایک امر محال تہا دوسرے اگر عہد نامہ منعقد ہو بہی جاتا تو جسوقت اہل فرانس
حملہ آور ہوتے اوسوقت مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا اوسپر ثابت قدم رہنا نہایت دشوار
تہا اور گورنمنٹ انگریزی کو یہہ بہی خیال تہا کہ عہد شکنی کرنا مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے
بائین ہات کا داؤن ہے اور درحالتیکہ وہ اپنے ہمقوم رئیسون اور دوستونکو
چھل دیچکے ہین تو ظاہر ہے کہ جب انکو ہم اجنبی لوگون کی مخالفت سے کچھہ فایدہ
نظر آئیگا تب ہماری بہی کچھہ پیچ نہین کرینگے ۔ پس ان خیالات سے سرکار انگریزی
کی رائے اس معاملہ مین بالکل اور سے اور ہوگئی اور نواب گورنر جنرل بہادر نے
منٹکاف صاحب کو لکہہ بہیجا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کو صاف کہدو کہ روساے این روے ستلج

شامل خواہد شد مقدمہ پٹیالہ دوسری انبرت سرجی واحد گردیدہ بنابرآن این چند سطور بطریق عہدنامہ مرقوم شد۔ تاریخ چوداہ ماہ مگھر سمت ۱۸۶۵۔

اگرچہ اس طرز ملاقات اور عہدنامہ کے الفاظ سے ظاہراً طرفین کی بڑی صداقت اور استقبازی ٹپکتی ہے مگر دراصل یہہ صرف ایک دفع الوقتی تہی جو مہاراج نے سرکار انگریزی کی طرف سے حمایت کی بابت وعدہ نہ ملنے سے اختیار کی تہی اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی اس سے یہہ غرض تہی کہ اودہر ہم اُن پر بہروسہ کرکے اپنی اصلی تدبیر سے غافل ہو جاوین اور ادہر گورنمنٹ انگریزی بدظن ہوکر پٹیالہ کی حامی نہ بنے لیکن نتیجہ اسکا انکی اُمید کے برخلاف ظہور مین آیا اور صاحب رزیڈنٹ دہلی کو جون یہہ بات معلوم ہوئی کہ وہ پٹیالہ کے قریب آپہنچے اُنہوں نے کلکتہ سے حکم آنیکا بہی انتظار نکیا اور مہاراج سے امداد دینے کا وعدہ کرلیا لیکن یہہ کاغذ اُسوقت پہنچا جبکہ یہہ خوفناک ملاقات ہوچکی تہی مہاراج نے اسکے جواب مین تمام حال جو گذرا تہا مفصّل لکہہ بہیجا اور درج کیا کہ اگر آپکا خط لکہنو جانے سے ایکدن پہلے ہمارے پاس پہنچ جاتا تو خواہ کچہہ ہی ہوتا ہم کبہی اُنسے ملاقات نکرتے۔

جب یہہ کپٹ اور فریب کی ملاقات ہوچکی مہاراجہ رنجیت سنگہہ اپنے ایک سردار گنڈا سنگہہ صافی نامی کو پانچ چہہ ہزار فوج کے ساتہہ انبالہ مین چہوڑکر لاہور کو لوٹ گئے

گورنمنٹ انگریزی کے سایہ حمایت مین ہین۔ اور سرکار انگریزی کو مرہٹون کو
شکست دینے کے بعد وہی اقتدار اور اختیار حاصل ہوگیا ہے جو پیشتر اُس
قوم کو حاصل تہا اور اُسوقت آپکو اُس ملک پر جو جمنا اور ستلج کے مابین واقع ہے
کسیطرح کا دعوی نتہا اور چونکہ آپنے لارڈ لیک صاحب کے پاس یہہ لکہہ بہیجا تہا کہ آپکی
یہہ تجویز ہے کہ آپکی اور گورنمنٹ انگریزی کی قلمرو کے مابین دریائے ستلج بطور
ایک حد کے سمجہا جاوے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اُسوقت آپکو یہہ بات بخوبی
معلوم تہی کہ ملک مذکور اُس سلطنت کے سایہ حمایت مین ہے جو ہندوستان کے
شمال مین سب پر حاوی ہے پس تعجب ہے کہ آپ ایسے رئیسون کے مطیع کرنیکا ارادہ
رکہتے ہین جو سرکار موصوف کے زیر حمایت ہین اور زیادہ تر تعجب اس بات سے
ہے کہ آپ اس باب مین سرکار انگریزی کی منظوری چاہتے ہین۔ جب سے سرکار
انگریزی اس ملک پر قابض ہوئی ہے اُسوقت سے اُسنے ستلج سے لیکر جمنا
تک تمام رئیسون کو خراج معاف کردیا ہے اور جسقدر اُنکو مرہٹونکی متابعت کرنی
پڑتی تہی اُسقدر ہماری نہین کرنی پڑتی اور اُنکو اس امر کی اجازت دیگئی ہے
کہ اپنے اپنے علاقون مین بغیر کسی کی مداخلت کے حکومت کرتے رہین گورنمنٹ
انگریزی کی یہہ رعایت اُن رئیسون کے فایدہ کی غرض سے ہے نہ اس غرض

سے کہ انکو نقصان پہنچے اور گورنمنٹ ہرگز یہہ نہین چاہتی کہ اُسکی رعایت کو دیکہکر
کوی اور سلطنت فائدہ اُٹہاے اور اُن رئیسون کو جنکی گورنمنٹ انگریزی حامی اور
مددگار ہے مطیع کرکے اُنپر ظلم کرے اور گورنمنٹ کو یہہ ہرگز گوارا نہین ہے کہ
ان رئیسون کو آپ یا کوئی اور شخص اپنا مطیع بناے اور وہ لوگ گورنمنٹ
انگریزی کے زیرحمایت ہین اور آیندہ بہی رہینگے پس چاہیئے کہ آپ ہرگز بُری
آنکہہ سے اِس ملک کی طرف نہ دیکہین اور جو مقامات آپنے تحریک مذکورہ کے
بعد دبائے ہین انکو اُنکے مالکان سابق کے حوالہ کردین اور اپنی فوج کو دریاے
ستلج کے داہنے کنارہ سے ایک قدم بہی آگے نہ بڑہنے دین اسواسطے کہ دریاے
مذکور کے بائین کنارہ پر فوج رکہنے سے آپکا اسکے سوا اور کچہہ مطلب نہین ہوسکتا کہ
دریاے ستلج اور جمنا کے مابین جو ریاستین بالفعل گورنمنٹ انگریزی کے زیر
حمایت کہلاتی ہین اُنکو ڈراکر مطیع کرین اور سرکار انگریزی نے جو یہہ پیغام آپکے
پاس بہیجا کہ ایک خوف عظیم پیش آنے والا ہے اور اُسکے رفع دفع کرنیمین گورنمنٹ
آپکو امداد دینا چاہتی ہے اور چند باتین وہ پیش کین جسمین صرف آپ ہی کا
فایدہ تہا معلوم نہین کیون آپ نے انکو اعتبار کی نظر سے نہین دیکہا اور جواب
مین اُن روسا کے مطیع کرنیکے باب مین اجازت چاہی جو گورنمنٹ سے تعلق رکہتے،

ہین اور سرکار انگریزی کی دوستانہ تجویزون کا منظور کرنا اپنی درخواست کے منظور
کرنے پر موقوف رکہا اسمین سرکار انگریزی اپنی کسر شان سمجہتی ہے۔ اسکے علاوہ
ادہر تو آپنے یہہ تحریک کی اور ادہر بلا انتظار جواب کے اُن ریسون کے مطیع کرنیکو
چڑہ کہڑے ہوئے جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ خواہ جواب حسب دلخواہ آئے یا
نہ آئے آپ اپنا مطلب پورا کرلین اور آپکی درخواست سے ظاہر ہے کہ آپ بخوبی
جانتے تہے کہ بلا منظوری سرکار انگریزی ہمکو اس ملک پر حملہ کرنیکا کچہہ حق حاصل
نہین ہے اور اگر یہہ بات نہوتی تو آپکو ہماری گورنمنٹ سے اس بات مین تحریک کرنے
کی کیا ضرورت تہی۔ پس آپکا بلا انتظار جواب کے اپنے ارادہ کے پورا کرنیکے لئے قدم
بڑہانا گورنمنٹ انگریزی کی عزت کے برخلاف اور اُس دوستانہ اعتبار کے عوض
جو گورنمنٹ انگریزی آپکی نسبت رکہتی ہے ایسا عمل در آمد کرنا محض نامناسب تہا"
مٹکف صاحب نے مہاراجہ رنجیت سنگہہ کو یہہ بہی لکہا کہ سرکار انگریزی کی تمنا ہے
کہ اُسمین اور ریاست لاہور مین دوستی اور اتحاد پیدا ہوجائے اور اُسکو روز
بروز ترقی ہوتی رہے اور گورنمنٹ انگریزی اپنی قلمرو کو بڑہانا نہین چاہتی
جسقدر ملک بالفعل اُسکے قبضہ مین ہے وہی کافی ہے اور دلی منشا ہے
کہ اپنے مقبوضہ ملک کی حالت کو ترقی دے اور اُسکی رعایا خوشحال و فارغ البال

رہے اور وہ سب سے صلح رکہنی پسند کرتی ہے اور جن رؤسا کو اُسکے تخت دولت سے توسل اور تعلق ہو گیا ہے اُنکو کیسیکا مغلوب و مطیع دیکھنا اُسکو ہرگز گوارا نہین ہے اور گورنمنٹ انگریزی آپکی بدل خیر خواہ ہے اور باوجودیکہ آپکی برتاؤ کی نسبت ہماری گورنمنٹ کی شکایات بجا ہین تاہم اُسکو یہی مدنظر ہے کہ آپ سے دوستی اور اتحاد قایم ہو جاوے "

یہہ جواب پاکر مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے چھکے چھوٹ گئے لیکن وہ بظاہر یہی کہتے رہے کہ یہہ نواب گورنر جنرل بہادر کا قول فیصل نہین ہے اور اسمین عہد و پیمان کے ذریعہ سے تغیر تبدل ہی ممکن ہے مگر مٹکاف صاحب نے اُنکو یہہ یقین دلایا کہ یہہ رائے کسیطرح نہین بدل سکتی اور اس امر کا تقاضا کیا کہ اُنکو سوالات کا جواب بہت جلد دینا چاہیئے - مہاراجہ رنجیت سنگہہ اگرچہ سرکار انگریزی کی بات نہ ماننے سے ہی ڈرتے تہے مگر یہہ بات اُنکے دلمین نہین سما سکتی تہی کہ وہ اپنے مقبوضہ اور بڑی آمدنی کے علاقہ کو چھوڑ دین اور انبالہ فرید کوٹ اور سانہے وال جنکو اُنہون نے ڈنکے کی چوٹ سفیر انگریزی کی آنکھون کے سامنے فتح کیا تہا اُن سے دست بردار ہون - الغرض وہ سرکار انگریزی کی ان باتون کے جواب دینے مین ہزار طرح کے حیلے کرتے اور

بہت دنون تک وعدہ وعید مین ٹالتے رہے کبھی کوئی بہانہ کیا کبھی کوئی اور ہر چند زبانی یہہ کہتے رہے کہ سرکار انگریزی کی خواہش کو بسر و چشم منظور کرینگے مگر ایفاے وعدہ کا کبھی قصد تک نکیا اور انکو سرکار انگریزی کی نسبت اس امر کی نہایت شکایت تہی کہ اُسنے اوّل خود ہی اپنا وکیل بہیجکر عہدنامہ درستی کرنا چاہا اور پہر عہدنامہ کے اصل مطلب کا ذکر ہی گم کردیا اور دوستی ظاہر کی ہی تو کیا اچہے طور پر کی کہ اُنکے تمام عمر کے منصوبون کو ہی ڈہا دیا۔ پس اُنہون نے ٹہان لی کہ انگریزون سے لڑنا چاہیئے اور اُنکو یہہ امید تہی کہ اس لڑائی مین شاید ہی ور رہینگے اور چونکہ سرکار انگریزی کے پیغامون کی تائید کیواسطے سپاہ انگریزی دریاے جمن سے اس پار اُترنے والی تہی اس سے انکو اور بہی شبہ ہوا اور اس سبب سے وہ اپنے اس ارادہ پر جمگئے اور اُسملک کے مطیع کرنیکا جو دریاے ستلج اور جمنا کے درمیان واقع ہے ارادہ ملتوی کرکے نہایت مستعدی کے ساتہہ جنگ کی تیاری مین مصروف ہوے اور تمام سپاہ کو جہان تہان سے بُلالیا۔ امرتسر مین قلعہ گوبندگڈہ پر توپین چڑہادی گیٔین اور کہانے پینے کا سامان جمع کردیا گیا۔ دیوان محکم چند جو انکا بڑا عمدہ سپہ سالار اور انگریزون سے سخت نفرت رکہتا تہا کانگڑہ سے فوراً طلب کیا گیا اور وہ کوچ کرتا ہوا لودہیانہ کے مقابل ستلج

کے اس پار پہلور مین آن اُترا مگر اتنے ہی مین انکا ارادہ بدل گیا اور اگرچہ لاہور مین یہہ افواہ عام تہی کہ محکم چند دریاے ستلج سے اُتر کر انبالہ کی سپاہ سے جا ملیگا مگر بارہوین جنوری ۱۸۰۹ء کو تمام سپاہ انبالہ سے بلا لی گئی - جب دونون طرف یہہ تیاریان ہو رہی تہین مہاراجہ رنجیت سنگہ کا معتمد بہائی گوربخش سنگہ چودہوین جنوری کو اس غرض سے پٹیالہ آیا کہ مہاراج یا انکی اہلکار سردار چین سنگہ کو مع راجہ صاحب بہادر نابہہ و جیند کے انکی ملاقات کیواسطے امرتسر بہیجا سے - لیکن مہاراج نے جواب دیدیا کہ ہم سیکو اُمرتسر نہین بہیجینگے اور راجہ جسونت سنگہ صاحب کو اختیار ہے اگر انکا جی چاہے تو چلے جائین اور راجہ بہاگ سنگہ صاحب جو صاحب ریذیڈنٹ دہلی کے کہنے سے کرنل آکٹر لونی صاحب سے جا کر شریک ہو گئے تہے اس بات پر مہاراج نے اپنی بڑی خوشی ظاہر کی - اور سپاہ انگریزی نے بہی سولہوین جنوری ۱۸۰۹ء کو زیر حکم لفٹنٹ کرنل ڈیوڈ آکٹر لونی صاحب کے دریاے جمن سے عبور کیا - یہہ سپاہ اس مطلب کے واسطے بہیجی گئی تہی کہ ستلج کے کنارہ پر اپنی چہاونی ڈالے تاکہ مہاراجہ رنجیت سنگہ دریاے ستلج کے جنوب کیطرف اپنی عملداری نہ بڑہا سکین اور رئیسان اِس رویہ ستلج کو بہروسہ ہو کہ سرکار انگریزی انکی پوری حامی ہے - جب کرنل صاحب موصوف پٹیالہ سے پندرہ میل گہنور کے مقام پہنچے مہاراج نے اپنے معتمد وار

چین سنگھ کو انکی خاطر تواضع کیواسطے وہان بہیجدیا اور پانچوین فروری کو جب وہ پٹیالہ آئے بڑی خوشی اور تپاک سے بذات خود انکا استقبال کیا۔ سپاہ انگریزی چار دن یہان ٹہری اور بڑی خوشی کے ساتہہ آپس مین ملاقاتین ہوتی رہین اور جب پانچوین کو انہون نے آگے کی طرف کوچ کیا مہاراج نے سردار چین سنگہہ کو ایک ہزار سوار ہمراہ دیکر انکے ساتہہ بہیجدیا اور وہ نابہہ۔ کوٹلہ ہوتے ہوے لودہیانہ جا ٹہیرے۔ لاہور مین شرایط عہدنامہ کا ابتک کچہہ خاک فیصلہ نہین ہوا تہا اور یہہ معاملہ روز بروز خراب ہوتا جاتا تہا اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے یہہ بات ورد زبان تہی کہ مین اپنی فوج متعینہ ستلج کے پاس چلا جاتا ہون۔ اور وہ فریدکوٹ اور اور مقامات سے جو ستلج کے جنوب کی طرف واقع تہے دست بردار ہونے پر راضی نہین ہوتے تہے۔ جو سپاہ انبالہ سے واپس بلائی گئی تہی وہ بہی ابتک ستلج کے اسطرف ہی تہی۔ پہلو مین فوج فراہم کیجاتی تہی اور لڑائی کی تمام تیاریان ہو رہی تہین دیوان محکم چند نے سفیر انگریزی کی ڈاک کو بند کر دیا تہا اور ایسی ایسی پرخاش کی باتین نکالنی شروع کین کہ جس سے مٹکاف صاحب کو یہہ خیال گذرا کہ اب انکو خواہی نخواہی عہدنامہ کی تحریک پر خاک ڈالکر امرتسر سے چلا جانا پڑیگا چنانچہ انہون نے یہہ راے ظاہر کی کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا ارادہ جنگ کرنیکا ہے اور

صاحب کمانڈر انچیف بہادر کو یہہ رپورٹ کی کہ رنجیت سنگہہ کی طاقت کو توڑنے
اور پنجاب مین امن و آمان قایم رکہنے کیواسطے اس ملک پر حملہ کرنا ہی مناسب ہے
- پنجاب مین جو مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی دست درازیون کے باعث سے عام ناراضمندی
پہیلی ہوئی تہی اُسکو دیکہکر سفیر انگریزی کو یہہ یقین تہا کہ اگر لڑائی ہوئی تو ہم ضرور کامیاب
ہونگے اور تمام بڑے بڑے سردار جو اتبک جبراً قہراً اُنکا دم بہرتے تہے اس
معرکہ مین اُنسے ضرور آنکہہ چُرا جاوینگے مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہی اس سے ناواقف
نتہے اور انکو بہی یہہ کہٹکا لگا ہوا تہا اور وہ بخوبی جانتے تہے کہ لڑائی کی حالت مین
اس عام ناراضمندیکا نتیجہ کیا ہوتا ہے پس اُنہون نے اپنے معاون رئیسون
سے انعام اکرام دینے کے باب مین بڑے بڑے اقرار کئے لیکن جب دیکہا
کہ انگریزی فوج کے آنیکا حال سُنکر اِن روے ستلج کے چہوٹے چہوٹے روسا خاصکر مین
لاہور پر ایک بڑا اثر ہوا اور وہ خوف زدہ ہوکر سرکار انگریزی کے ساتہہ معاملہ کرنیکی
خاطر ایک ایک کرکے کہسکنے شروع ہوئے اور یہہ حالت ہوئی کہ اگر لاہور
سے کمک آتی تو دیوان محکم چند کی سپاہ کے بہی وہان پانون نہ جمتے اور
سمجہا کہ اب سرکار انگریزی سے بگاڑنیکا موقع نہین ہے تو وہ اس غرض سے
کہ انکا صُلح جو ہونا ثابت ہو جائے یہہ کہنا چاہئے کہ اپنے معتمد سردار سدا سنگہہ اور

نظام الدین خان کو کرنل آکٹرلونی صاحب کے پاس یہہ دریافت کرنیکو بہیجا کہ یہہ نئے صاحب بہی مٹکاف صاحب سے ہی ہین یا اُن سے کچہہ اچہّے ہین یہہ معتمد تیرہ۱۳ وین فروری کو کرنل صاحب کے لشکر مین پہنچے اور اُنہون نے اُنکے سامنے مٹکاف صاحب کی شکایتون کا ایک دفتر کہولدیا اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی حلیم الطبعی اور سیر چشمی کی بڑی تعریف کی اور جو حالات اُنکو گورنمنٹ انگریزی کے ارادون کی نسبت معلوم ہو سکتے تہے دریافت کر کے کرنل صاحب کو یہہ کہا چند روز مین سنگہہ صاحب (رنجیت سنگہہ) کے پاس سے جواب آجاویگا اُسکے آنے تک آپ یہان ٹہرین - گورنمنٹ انگریزی کو جب اس ملاقات اور آکٹرلونی صاحب کے آگے بڑہنیسے رک جانیکی کیفیت معلوم ہوی تو اُنپر اپنا عتاب ظاہر کیا اور لکہا کہ تمکو یہہ مناسب تہا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے معتمدون کے کہنے سے فوج کے آگے بہیجا نیمین تاخیر کرتے او جب مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے خصومت ظاہر کی تو گورنمنٹ کی عزّت او منفعت متقاضی اس امر کی تہی کہ تُم بے تامّل اپنے لشکر کو لیکر آگے بڑہجاتے اور تُمنے جو ایسی باتون کو کان دیکر سُنا جنسے سفیر انگریزی کی صاف باطنی مین فرق آتا ہے یہہ بہی گورنمنٹ کی شان کے نہایت برخلاف کیا - جب یہہ عتاب آمیز حکم آکٹرلونی صاحب کے پاس پہنچا اُنہون نے فوراً استعفا دیدیا

اور اگرچہ وہ منظور ہوگیا مگر پہر ملتوی ہوگیا۔

اب فرانس کی جانب سے کچھ خوف نہین رہا تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کو خواہ مخواہ چہیڑنا بہی مناسب نہ تہا اسلئے نواب گورنر جنرل بہادر کی یہہ راے ہوئی کہ لودہیانہ یا دریاے ستلج پر کسی اور مقام مین چہاونی ڈالنی مناسب نہین بلکہ بہتر یہہ ہے کہ کرنال مین فوج رہا کرے مگر صاحب کمانڈر انچیف بہادر اور رزیڈنٹ دہلی اور کرنل اکٹرلونی صاحب کی تحریک سے آخر کار یہی صلاح ٹہہری کہ بالفعل لودہیانہ ہی مین چہاونی قایم کیجاے۔ گورمنٹ نے اس موقع پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کی طاقت کے محدود کرنیکو بہی چندان ضروری نہین سمجھا اور اس خیال سے کہ جب وہ ہماری شرایط کے منظور کرنیکی نسبت اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہین تو مناسب حال یہی بات ہے کہ اُنسے صلح اور دوستی کیجاے پس مٹکاف صاحب کے پاس عہدنامہ کا ایک نیا مسودہ اس مضمون کا بہیجدیا کہ جو مقامات مہاراجہ رنجیت سنگھ نے حال مین فتح کیے ہین اُنمین سے وہ اپنا عمل دخل اُٹہالین اور فتوحات سابقہ مین کچھ دست اندازی نہین کیجائیگی مگر مہاراجہ رنجیت سنگھ کو روساے این روے ستلج پر ان جاگیرون کے عوض مین جو انہون نے خود انکو عطا کی تہین ماتحتی کا دعوی نہین کرنا چاہیے۔ اس عرصہ مین مہاراجہ

نظام الدین خان کو کرنل آکٹرلونی صاحب کے پاس یہہ دریافت کرنیکو بہجا کہ یہہ
نئے صاحب بہی تنگف صاحب سے ہی ہین یا اُن سے کچہہ اچّہے ہین یہہ
معتمد تیئسوین فروری کو کرنل صاحب کے لشکر مین پہنچے اور اُنہون نے اُنکے
سامنے تنگف صاحب کی شکایتون کا ایک دفتر کہولدیا اور مہاراجہ رنجیت سنگہ
کی حلیم الطبعی اور سیر چشمی کی بڑی تعریف کی اور جو حالات اُنکو گورنمنٹ انگریزی
کے ارادون کی نسبت معلوم ہوسکتے تہے دریافت کرکے کرنل صاحب کو یہہ کہا
چند روز مین سنگہہ صاحب (رنجیت سنگہہ) کے پاس سے جواب آجاویگا
اُسکے آنے تک آپ یہان ٹہرین - گورنمنٹ انگریزی کو جب اس ملاقات
اور اکٹرلونی صاحب کے آگے بڑہنیسے رک جانیکی کیفیت معلوم ہوئی تو اُنپر اپنا عتاب
ظاہر کیا اور لکہا کہ تمکو یہہ مناسب تہا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے معتمدون کے کہنے
سے فوج کے آگے لیجانیمین تاخیر کرتے اور جب مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے خصومت
ظاہر کی تو گورنمنٹ کی عزت اور منفعت متقاضی اس امر کی تہی کہ تم بے تامل اپنے
لشکر کو لیکر آگے بڑہجاتے اور تمنے جو ایسی باتون کو کان دیکر سنا جنسے سفیر انگریزی کی
صاف باطنی مین فرق آتا ہے یہہ بہی گورنمنٹ کی شان کے نہایت برخلاف کیا
- جب یہہ عتاب آمیز حکم اکٹرلونی صاحب کے پاس پہنچا اُنہون نے فوراً استعفا دیدیا

اور اگرچہ وہ منظور ہوگیا مگر پہر ملتوی ہوگیا۔

اب فرانس کی جانب سے کچھہ خوف نہین رہا تہا اور مہاراجہ رنجیت سنگھہ کو خواہ مخواہ چہیڑنا بہی مناسب نہ تہا اسلئے نواب گورنر جنرل بہادر کی یہہ راے ہوئی کہ لودہیانہ یا دریاے ستلج پر کسی اور مقام مین چہاونی ڈالنی مناسب نہین بلکہ بہتر یہہ ہے کہ کرنال مین فوج رہا کرے مگر صاحب کمانڈر انچیف بہادر اور رزیڈنٹ دہلی اور کرنل آکٹرلونی صاحب کی تحریک سے آخر کار یہی صلاح ٹہری کہ بالفعل لودہیانہ ہی مین چہاونی قایم کیجاے۔ گورنمنٹ نے اس موقع پر مہاراجہ رنجیت سنگھہ کی طاقت کے محدود کرنیکو بہی چندان ضروری نہین سمجہا اور اس خیال سے کہ جب وہ ہماری شرایط کے منظور کرنیکی نسبت اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہین تو مناسب حال یہی بات ہے کہ اُنسے صلح اور دوستی کیجاے پس مٹکاف صاحب کے پاس عہدنامہ کا ایک نیا مسودہ اس مضمون کا بہیجدیا کہ جو مقامات مہاراجہ رنجیت سنگھہ نے حال مین فتح کیے ہین انمین سے وہ اپنا عمل و دخل اُٹہالین اور فتوحات سابقہ مین کچھہ دست اندازی نہین کیجایگی مگر مہاراجہ رنجیت سنگھہ کو روساے این روے ستلج پر اُن جاگیرون کے عوض مین جو انہون نے خود اُنکو عطا کی تہین ماتحتی کا دعوی نہین کرنا چاہیے۔ اس عرصہ مین مہاراجہ

رنجیت سنگہہ کو سپاہ انگریزی کی قواعد دانی کا تجربہ ہی ہوگیا اور انکو یہہ بات
جچگئی کہ انکی فوج سپاہ انگریزی کا مقابلہ نہین کرسکتی۔ اتفاق یہہ ہوا کہ محرم کے
سبب سے مٹکف صاحب کے مسلمان ہمراہیون نے تعزیہ بنایا اور مرثیے پڑہنے
شروع کئے امرتسر کے اکالی جو بڑے شجاع اور جنگجو تھے براہ تعصّب اس سے
بہت برہم ہوے اور اُنکے ایک بڑے گروہ نے جسکا سردار پہولا سنگہہ تہا ۲۵ بیسوین
فروری کو مٹکف صاحب کے کیمپ پر حملہ کیا لیکن مٹکف صاحب کے سپاہیون نے
جو صرف دو سو پیادے اور سولہ سوار تھے اُس ہجوم کو شکست دیکر ہٹا دیا اور
اپنا تعزیہ اُسی دہوم دہام سے اُٹہایا جیسا کہ ہمیشہ ہوا کرتا ہے مہاراجہ رنجیت سنگہہ
یہہ خبر پاتے ہی فوراً موقع پر آے اور خود سفیر انگریزی کے خیمہ مین جاکر
اِس مُعاملہ کی نسبت عذر کیا اور اقرار کیا کہ پہر ایسی بے انتظامی ظہور مین نآویگی
۔ اِس حملہ کو ملکی معاملات سے کچہہ تعلق نتہا اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی اسمین کسی
طرح کی شراکت نتھی یہہ صرف اکالیون کے ایک تعصّب کی بات تہی اور خود
مہاراجہ رنجیت سنگہہ پر بہی ایسی واردا تین بارہا گذر چکی تہین چنانچہ اس سے
دو مہینے پہلے لاہور اور امرتسر مین اِس بات پر ایک مفسدہ برپا ہوا تہا کہ مہاراجہ
رنجیت سنگہہ کی معشوقہ موران نے جو ایک کسبی عورت تہی اپنے ایک آشنا کو مسلمان

کرلیا تہا اس بات پر سکہون اور عام ہندوؤن نے برانگیختہ ہوکر مہاراجہ رنجیت سنگہہ
سے موران کو طلب کیا اُنہون نے موران کو تو نہ دیا مگر اُسکے بہائی کو پیش کردیا کہ
اگر مارنا ہے تو اسکو مارڈالو - ایسے لوگون کے اسطرح گستاخانہ پیش آنیکی وجہہ یہہ
تہی کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی طاقت اور عظمت کی بنیاد صرف مذہبی گرمجوشی تہی پس وہ
اُن لوگون کو سزا نہین دیسکتے تہے جنکا قصور یہہ ہو کہ مذہب کی خاطر بگڑتے ہین
اِس واقعہ کے بعد اگرچہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ فریدکوٹ پر سے اپنا قبضہ اُٹہا لینے
مین چند روز اور ہیچر مچر کرتے رہے اور سفیر انگریزی کو یہہ خیال ہوا کہ لڑائی
ضرور ہوکر رہیگی - لیکن آخرکار لاہور کی سپاہ نے دوسری اپریل کو فریدکوٹ کو
جو دیوان محکم چند کے قبضہ مین تہا اُسکے اصل مالک کے حوالہ کردیا اور عہدنامہ کا
مسودہ جواب کلکتہ سے آیا تہا اُنہون نے لفظ بلفظ اُسکو منظور کرلیا اور پچیسوین
اپریل کو بمقام لاہور اُسپر اپنے دستخط کردیئے - اس عہدنامہ مین یہہ شرطین
تہین -

اوّل گورنمنٹ انگریزی اور سرکار لاہور مین ہمیشہ دوستی قایم رہیگی اور گورنمنٹ
موصوف ریاست لاہور کو ویسی ہی محبّت کی نظر سے دیکہیگی جیسے
وہ اور دوستدار ریاستون کو دیکہتی ہے اور اُسکے مہاراجہ رنجیت سنگہہ

بہادر کے اُن مقبوضہ علاقون سے جو دریاے ستلج کے شمال کیجانب مین واقع ہین اور نیز وہان کی رعایا سے کچھہ سروکار نہوگا۔

دوم۔ جو ملک دریاے ستلج کے بائین کنارہ پر مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر یا اُنکے ذیلدارون کے قبضہ مین ہے اُسمین جسقدر بندوبست کیواسطے ضرور ہو اُس سے زیادہ فوج نرکہی جائے اور اُسکے قرب وجوار مین جو مقامات اور رئیسون کے قبضہ مین ہین یا جنپر اُنکا کچہہ حق ہے اُنپر نہ خود دست درازی کرین اور نہ کسیکو کرنے دین۔

سوم۔ اگر شرائط مرقومہ بالا کے خلاف کوی بات ظہور مین آئے یا جانبین سے کوی حرکت خلاف دوستی سرزد ہو تو اُسوقت سے یہہ عہدنامہ ناقابل العمل تصوّر ہوگا۔

چونکہ اِس عہدنامہ کی رو سے مہاراجہ رنجیت سنگھہ کا این روے ستلج کے رئیسون پر کچہہ دباؤ نرہا اور تمام مُلک این روے ستلج جواب گورنمنٹ انگریزی کی حمایت مین آگیا تہا اُس پر بہی کچہہ حق نرہا۔ سرکار انگریزی نے عہدنامہ کے مطالب کے اعلان اور روساے این روے ستلج کے اطمینان کیواسطے تیسری مئی سنہ مذکور کو ایک اطلاعنامہ جسمین یہہ سات دفعات تہین مشتہر کیا۔

اوّل - چونکہ روسا مالوہ دہنی ستلج کے ملک کو سرکار انگریزی نے اپنی حفاظت مین لیلیا ہے اس سبب سے وہ حسب شرایط سند عہد نامہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کی حکومت اور اختیار سے بری رہیگا۔

دوم - ملک محفوظ سے سرکار انگریزی کچہہ پیشکش یا نذرانہ طلب نہین کریگی۔

سوم - تمام رئیسون کو اپنے اپنے علاقہ مین وہی حقوق اور اختیارات حاصل رہینگے جو انکو سرکار انگریزی کی حمایت مین آنیسے پہلے حاصل تہے

چہارم جب کبہی سپاہ انگریزی کو ایسے کامون کے واسطے جنسے بہبودی عام متصور ہو بنظر مصلحت روسا کے علاقہ مین سے جانیکا حکم ہو تو ہر ایک رئیس اپنے اپنے علاقہ مین فوج انگریزی کو مدد دیا کرے اور غلہ وغیرہ یا جس چیز کی ضرورت ہو فراہم کر دیا کرے۔

پنجم - اگر کوئی غنیم کسی سمت سے اس ملک کے فتح کرنیکے واسطے آئے لازم ہوگا کہ اِن سوبے ستلج کے تمام رئیس اپنی اپنی فوج کے ساتہہ سرکار انگریزی کی فوج سے آکر شریک ہون اور اطاعت اور فرمانبرداری بجا لائین

ششم - جو ولایتی اشیا سوداگر لوگ اضلاع شرقیہ سے لشکر انگریزی کیواسطے لیکر آئین انکو رئیسون کے تہانہ دار اور محصول لینے والے اپنی اپنی حدود

سے حفاظت کے ساتہہ گذر جانے دین اور کسیطرحکا محصول طلب

نہ کرین۔

ہفتم۔ جو گہوڑے رجمٹون کے واسطے سرہند یا کسی اور مقام مین خرید کئے

جائین اور انکے لانے والون کے پاس صاحب رزیڈنٹ دہلی یا

کمان افسر فوج قسمت سرہند کے مہری پروانجات راہداری کے

موجود ہون تو ہر ایک رئیس اُنکو بلا مزاحمت اپنے علاقہ سے چلا

جانے دے اور کسی قسم کا محصول طلب کرے۔

پہولا سنگہہ اکالی کا فساد اور مہاراج کے خطاب مین اضافہ کا ہونا

اس ریاست کو اگرچہ اب کسی بیرونی دشمن کا خوف نرہا تہا لیکن خانگی

فساد ابتک بدستور چلا جاتا تہا اور اگرچہ رانی آسکنور صاحب کو مع اُنکے فرزند ارجمند

مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر ولیعہد کے جاگیر دیکر علیحدہ کر دیا تہا مگر اُنکو ابتک یہی

یہی خیال تہا کہ کسیطرح ریاست کے کاروبار مین اُنکا دخل ہو جاے بس کچہہ تو یہ سبب تہا

کچہہ لوگون نے کچہہ اَور کہہ سُنکر کان بہر دیئے اور مہاراج کو رانی صاحب سے اسقدر

ناراض کر دیا کہ مہاراج کرم سنگہہ بہادر کی چہوٹی بہن بی بی پریم کنور صاحب جو سردار

کہڑک سنگہہ خلف سردار کرم سنگہہ شاہ آبادی سے منسوب تہین اُنکی شادی بہی

برادری کے لوگون کے سمجہانیسے مہاراج نے پٹیالہ مین کی ورنہ اوّل اوّل ہی
کہتے رہے کہ رانی صاحب خود قصبہ سنور مین جہان وہ رہتی تہین شادی کی تیاری
کرین ہمکو کچہہ سروکار نہین ہے۔ اس فساد کے باعث سے اسقدر بے انتظامی اور بد
عملی ریاست مین پہیل رہی تہی کہ لگلے برس جو ہیولا سنگہ[1] اکالی نے موضع جیاوکی کے
متصل کپتان وایٹ صاحب پر جو سرکار انگریزی کیطرف سے سرحد کی پیمایش
کیواسطے مقرر ہوئے تہے حملہ کیا اور قرب وجوار کے دیہات کے لوگ ہیولا سنگہ
کی مدد کو آئے اور بڑہتے بڑہتے ایک ہزار سے زیادہ آدمی جمع ہوگئے اور
وایٹ صاحب کے ہمراہی سوارون مین سے جو صرف اسی آدمی تہے بہاگ گئے

۱ یہہ وہی ہیولا سنگہ تہا جسنے مٹکاف صاحب کے کیمپ پر امرتسر مین حملہ کیا تہا یہہ
ایک مشہور قزاق تہا اور اسوقت گردوارہ دمدمہ صاحب واقع موضع تلونڈی مین رہتا تہا
جو اس ریاست کی عملداری مین بہٹنڈہ کے قریب ایک بہت بڑا گانون ہے اور یہان بہی
امرتسر کے مقدمہ کی طرح اسکا اکالی ہونا ہی اسکو بچا رہا تہا۔ اب امرتسر جانیسے اسکا یہہ مطلب تہا
کہ اسکو اسبات کا گہمنڈ تہا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ بہی اسکو وہان سے نہین نکال سکتا۔ چنانچہ
جب سرکار انگریزی نے مہاراجہ رنجیت سنگہ پر زور ڈالا کہ اسکو ہمارے حوالہ کردو تو کوئی وہ چند
روز کیواسطے وہان سے نکالدیا گیا مگر آخرکار پہر مہاراجہ رنجیت سنگہ کا مورد عنایت ہوگیا اور تمام
اکالی فوج کی سرداری اسکو ملگئی مہاراجہ رنجیت سنگہ بہادر کے سپہ سالارون مین یہہ بہی ایک نامور
شخص گذرا ہے۔ مارچ سنہ ۱۸۲۳ع مین اسکی شجاعت اور جانفشانی کے سبب سے مقام ٹہیری مین

اور اُنیس زخمی ہوے اور سرکار انگریزی کو اُسکی سزادہی کی بابت بڑی کد ہوی
تو وقت سے اُسکی سرزنش کیواسطے فوج بہیجے جانیکا بندوبست ہوسکا۔ یہہ فوج زیر حکم
ملک تیمر اُدوگر بخشی اور سردار اجالی سنگہ مہتہ کا اور سردار جودہ سنگہ کالیکا کے بہیجی گئی
تہی جسنے اُسکو اُس ملک سے نکالدیا اور وہ دریاے ستلج عبور کرکے امرتسر چلا گیا۔
اِس خدمت سے خوش ہوکر سرکار انگریزی نے اکبرشاہ دوم بادشاہ دہلی سے
دہراج راجیشر کا لفظ مہاراج کے خطاب مین بڑہوادیا اور چودہوین دسمبر ۱۸۱۰ء
مطابق پوہ بدی چوتہہ سمت ۱۸۶۷ کو بادشاہ کے حضور سے اِس اعزاز کی بابت مہاراج
کے نام فرمان صادر ہوا اور خلعت آیا۔ اگرچہ اسوقت سلاطین مغلیہ کا صرف نام
ہی نام باقی رہگیا تہا ملک اور سلطنت کی مالک سرکار انگریزی تہی مگر تاہم سرکار
ممدوح یہہ ظاہر کرتے رہنا مصلحت جانتی تہی کہ ملک اور سلطنت کا مالک بادشاہ
دہلی ہے اور ہم بطور نیابت بادشاہ کے فرمان روائی کرتے ہین۔ اسیواسطے
صاحب رزیڈنٹ دہلی وغیرہ حکام بادشاہ سے خطاب لیتے اور اُسکو فخریہ اپنی
مہرون مین کہدواتے تہے حتی کہ نواب گورنر جنرل بہادر ہند کی مہر مین بہی
فدوی محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی کندہ ہوتا تہا۔

بہدیا کابل کے کنارہ پر واقع ہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے مقابلہ مین کئی لڑائیون مین افغانون کو شکست ہوی تہی [illegible]

مہاراجہ کرم سنگھہ صاحب بہادر کی شادی اور اسکے متعلق ایک ہولناک واقعہ کا ذکر

اِس سے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد مہاراجہ کرم سنگھہ صاحب بہادر ولیعہد کی سُسرال سے شادی کا پیغام آیا۔ مہاراجہ چونکہ رانی صاحب سے بہت ناراض تھے بی بی پریم کنور صاحب کی شادی کیطرح اوّل اوّل اسمین بہی شامل ہونا نہین چاہتے تہے مگر برادری کے راجے سردارون کے کہنے سُننے سے آخرکار تیار ہو گئے اور بڑی دہوم دہام سے برات چڑہی۔ برادری کے لوگون کے سوا نواب نصیر الدولہ کرنل آکٹرلونی صاحب بہادر بہی جو اس ملک مین سرکار انگریزی کے پولیٹکل عہدہ دار تہے سرکار ممدوح کیجانب سے دوستانہ شریک ہوئے خیر یہہ باتین تو سبہی ہین مگر اِس شادی کی جو بات تاریخ مین لکہنے کے لایق ہے وہ یہہ ہے کہ شیخ جلال الدین تہانیسری کے مقبرہ کے احاطہ مین جو قصبہ تہانیسر کے اندر ایک اچہا وسیع مکان ہے سب لوگون کو بانڑہ[1] دیا گیا اور ایک لاکہہ روپیہ اُسمین خرچ ہوا اگرچہ

[1] پنجاب مین رسم ہے کہ جب کسیکے ہان شادی ہوتی ہے یا کوئی لڑکا ہوتا ہے تو بہت سے غریب غربا کو ایک جگہہ گہیر کر جیسا جسکا مقدور ہوتا ہے انکو اکثر چار پیسے سے لیکر ایک روپیہ تک بطور خیرات دیتا ہے اور اُسکو بانڑہ دینا کہتے ہین۔ اکثر دولتمندون مین یہہ رسم جاری ہے۔ مگر اب تعلیم و تربیت کے اثر سے بہت کم ہوتی جاتی ہے اور مہاراجہ مہندر سنگھہ

ہجوم اور بے انتظامی کیوجہہ سے سنا تھا ستر آدمی گھٹکر اور کچل کر مر گئے مگر توبھی خیرات دینے کا یہہ نامطبوع طریقہ خیرات ہی سمجھا گیا اور یہہ کسی نے نہ سمجھا کہ اگرچہ کسی محتاج کو کچھہ دینا درحقیقت نیکوی ہے لیکن بعض وقت نیکوی بہی جبکہ اُسکا برتاو بُرے طور سے ہو جیسا کہ یہہ باڑہ دینے کا طریقہ ہے اپنے بُرے نتایج کے اعتبار سے بُرای کے اعلی مرتبہ پر پہنچ جاتی ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے ملک ہندوستان کے لوگ باوصفیکہ قریب سو برس سے اپنے حکمران مہذب قوم انگریز کے عاقلانہ طریقہ خیرات کو دیکھتے ہین پہر بہی اپنی وہی پرانی لکیر پیٹے جاتے ہین اور نیکیوی کو بُری طور پر عمل مین لانے سے بُرای بنا دیتے ہین کاش کوئی دن وہ بہی ہوگا کہ ہماری قوم تعلیم و تربیت کی دولت سے کامل طور پر بہرہ مند ہوگی اور اسکی ہر ایک بات مین شایستگی اور تہذیب نظر آنے لگے گی اور وہ ہمدردی کے معنی اور اُسکے عمل مین لانے کے طور اور طریقہ کو سمجھیگی اور فقیرون اور بہک منگے لوگون کی کاہل اور ملک کی برباد کنندہ جماعت کو جسنے بطور پیشہ خیرات مانگنا اختیار کر رکہا ہے کچھہ دینا لوگ

صاحب بہادر بیکنتہہ باشی کے عہد سے اس ریاست مین تو قطعاً بند ہو چکی ہے کیونکہ آپس کی شرم سے لوگ اسمین بہت تباہ ہوتے تہے اور کبھی کبھی جانون کا بہی نقصان ہوتا تہا۔ ۱۲ مولف

گناہ سمجھینگے اور ہندوستان کے ہندو اور مسلمان اپنی خیرات کو اُسی طور سے عمل مین لائینگے جیساکہ پولیٹکل اکانومی کے اصول کے موافق چاہیئے۔

ریاست کے انتظام کی ابتری اور سرکار انگریزی کی تجویز سے رانی آسکو صاحب کا منتظم ریاست مقرر ہونا

اب ریاست کے انتظام مین بڑے ہرے کا فتور آگیا تہا اور اسقدر جاگیرین لوگونکو دی گئی تہین کہ صرف ایک گہنور کا پرگنہ خالصہ رہگیا تہا مگر شن زمینداروں نے کئی برس کا معاملہ ادا نہین کیا تہا۔ جاگیردار سرداروں نے اپنی فوج کے حاضر رکہنے مین یہانتک بے پروائی اختیار کر رکہی تہی کہ ڈہائی تین سو سوار بہی ضرورت کیوقت مُشکل سے جمع ہو سکتے تہے۔ خزانہ مین ایک پیسہ نہتا اور اسپر مہاراج کی فیاضی کا یہہ حال تہا کہ روپیہ اشرفی کو ٹہیکری کے برابر سمجہتے تہے۔ رانی آسکو صاحب جو بڑی عاقل اور منتظم تہین اور گہر کو بخوبی سنبہال سکتی تہین اُنسے ناموافقت تہی اور جن لوگون پر عنایت تہی وہ صرف اپنے ہی حلوے مانڈے سے غرض رکہتے تہے اور اگرچہ اشتہار مجریہ تیسری مئی ۱۸۰۹ء کی رو سے این روے ستلج کی تمام ریاستونکو اپنے اندرونی انتظام کی بابت ہر طرحکی آزادی حاصل تہی مگر مذکورۂ بالا وجوہات کے باعث سے سرکار انگریزی کی مداخلت اور مہاراج کے

بے اختیار اور رانی آسکور صاحب کے مختار ریاست بنائے جانیکی بنیاد پڑی اس
موقع پر جو جو امور واقع ہوئے افسوس ہے کہ انکی نسبت ہمکو صاف و مفصل اطلاع
ریاست کے دفتر سے حاصل نہین ہو سکی اسواسطے ہم ناچاری بیشتر مسٹر گرفن صاحب
کی کتاب سے ان حالات کو نقل کرینگے اور چونکہ صاحب موصوف کا بیان بھی سرکاری
کاغذات کی رو سے ہے اسواسطے وہ بہت معتبر خیال کرنیکے لایق ہے۔

صاحب موصوف تحریر فرماتے ہین کہ ان حالات کو دیکھکر راجگان نابھہ و
جھیند و بھائی لال سنگھہ صاحب والی کیتھل کی یہہ رائے تھی کہ صاحب ایجنٹ بہادر
کسیطرح اس ریاست کا انتظام درست کردین۔ پس نوین جنوری ۱۸۱۱ کو کرنل
اکٹرلونی صاحب مہاراج اور راجگان نابھہ اور جھیند کے بلانیسے پٹیالہ
آئے اور اگرچہ مہاراج کی ظاہرا یہہ خواہش معلوم ہوتی تھی کہ کچھہ ایسی صورت ہو جاوے
جس سے انتظام ریاست پھر درست ہو جاوے مگر انکا میلان خاطر یہہ تھا کہ انکی سوتیلی
والدہ رانی کھیم کور صاحب منتظم ریاست مقرر ہو جائین مگر کرنل صاحب اور راجہ
صاحبان کی رائے مین اُنسے انتظام کے درست ہو جانیکی توقع نتھی۔ اب
جس امر کی اصلاح کی زیادہ ضرورت تھی وہ یہہ تھا کہ جو جاگیرین ناب تناب لوگون
کو دیگئی تھین وہ اُنسے واپس لیجائین اور آیندہ کوئی جاگیرین اُن لوگون کو ملا کرین

جو اُسکے مستحق ہون اور جاگیر دارون پر یہہ تاکید کیجاوے کہ اپنی اپنی سپاہ کو موجود اور تیار رکہا کرین کرنل صاحب بہادر اگرچہ رانی آسکنور صاحب کو منتظم ریاست مقرر کیا چاہتے تہے اور راجہ صاحبان نابہہ و جیند کی بہی یہی راے تہی مگر بلا منظوری گورنمنٹ مہاراج کے خلاف مرضی کسی شخص کا مقرر کرنا مناسب نتہا۔ پس اُنہون نے گورنمنٹ کو یہہ رپورٹ کی کہ راجہ جسونت سنگہہ صاحب بہادر والی نابہہ اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر والی جیند کو یہہ اجازت دیجاے کہ اگر ضرورت ہو تو ریاست کی مدار المہامی رانی آسکنور صاحب کو جو ریاست مین سب سے زیادہ اس عہدہ کی لیاقت رکہتی ہین اس شرط پر دین کہ تمام کاروبار مہاراج کے نام سے جاری رکہین اور جس بات مین خود رانی صاحب کو تامل ہو اُسکا تصفیہ اِن دونون صاحبون کی راے پر چہوڑ دیا کرین اور اُسکی منظوری یا نامنظوری اِن صاحبون کی راے پر رہے۔ اگرچہ گورنمنٹ کو اُنکی یہہ راے پسند آئی مگر بنظر مصلحت ملکی اس معاملہ مین دخل دینا مناسب نہ سمجہا اور کرنل صاحب کو جواب مین یہہ لکہا کہ تم صرف اسقدر مداخلت کرو کہ جن اُمور کا فیصلہ تمہاری راے پر منحصر کیا جاوے اُنکی بابت اپنی راے اور صلاح ظاہر کر دیا کرو۔

جب سے ریاستہاے این روے ستلج سرکار انگریزی کی حفاظت مین آئین اُسوقت سے یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ گورنمنٹ سے مداخلت کی درخواست کی گئی تہی اور گورنمنٹ کے

اسپر راضی نہونیکے یہہ چند سبب تہے۔

اوّل یہہ کہ گورنمنٹ کے نزدیک اُس اصول کو توڑ کر جسپر پہلے سے عمل ہوتا چلا آتا تہا اِس رو سے تلیج کی کسی ریاست کے اندرونی انتظام مین مداخلت کرنی مناسب تھی

دوسرے یہہ کہ خواہ اِس قسم کی مداخلت کے باب مین خود رئیس اور اُسکے دوست بہی راضی ہون تاہم ایسا کرنیسے گورنمنٹ کے اعتبار مین فرق آنیکا احتمال تہا۔

تیسرے یہہ بہی خیال تہا کہ کسی کمزور ریاست کے انتظام مین ایک ہی دفعہ کی دست اندازی سے یہہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ پہر گورنمنٹ کو خاص اُس ریاست اور اُسکے ملحق ریاستون کے انتظام مین بہی مدد دینی پڑیگی۔

چوتھے مداخلت کے بعد جو انتظام کئے جاوینگے اُنکا ذمہ وار بننا پڑیگا۔

پانچوین اس قسم کی دست اندازی بعض امور مین ریاست کے مقاصد کے مطابق اور بعض مین مخالف ہوگی۔

چھٹے جسحالت مین کہ گورنمنٹ ریاستون کے جھگڑون کے فیصل کرنیمین اپنے اقتدار کو کام مین لائیگی تو اُسکو ایک روز ہر ایک مختص المقام کا مونکی نگرانی اور فیصلہ کرنا پڑیگا اور ریاست محفوظہ کے حقوق اور مقاصد کی بہی اپنے حقوق اور مقاصد کے برابر جانچ کرنی پڑیگی۔

اِس جواب کے آنے پر کرنل اگنٹر تونی صاحب نے اگرچہ تحکم تو نہ کیا مگر اپنی موثر صلاح اور مشورہ سے مہاراجہ سے ہی رانی صاحب کو منتظم ریاست اور مصّر فونده راے کو اُنکا پیشدست مقرر کرادیا اور اس غرض سے کہ رانی صاحب اور اُنکے مخالفون کے باہم صلح ہو جاوے اور کام کے چلنے مین کچہہ دقت نہو دیوان گُردیال اور سردار ابنیل سنگہہ کالیکا کو بہی اُنکے ساتہہ کر دیا جس سے قریب برس دن کے کسیقدر کام اچہّا چلا مگر چونکہ مہاراجہ کرنل صاحب سے ادہر تو یہہ اقرار کرتے رہتے کہ مین آپکی ہدایات کو قبول کرتا ہون اور اُدہر دیوان گُردیال کو یہہ کہلا بہیجا کہ ریاست کی آمدنی اور مصارف وغیرہ کا حال ہرگز کُہلنے نپاوے اور ہر قسم کی روزانہ کار روائی بلکلیہ بند ہو گئی۔ صاحب ایجنٹ کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ جبتک ریاست کے اندرونی انتظام مین مداخلت نکی جاویگی اور رانی صاحب کو اختیار مطلق نہین دلایا جاویگا اُسوقت تک درحقیقت کسی قسم کی اصلاح نہین ہو سکتی۔ پس اُنہون نے رانی صاحب کے منتظم ریاست مقرر کئے جانیکی نسبت گورنمنٹ کو پہر رپورٹ کی اور درج کیا کہ اسصورت مین مہاراجہ معزول بہی نہونگے اور ریاست بہی تباہی سے بچ جاویگی۔ اور گورنمنٹ نے یہہ دیکہکر کہ اگر ہم انتظام مین مدد نہ دینگے تو ریاست تہ و بالا ہو جاویگی صاحب ایجنٹ کو ہدایت کی کہ جو انتظام ضروری ہو وہ پٹیالہ جاکر کردو۔ چنانچہ صاحب موصوف چہٹی اپریل سنہ ۱۸۶۲ع کو پٹیالہ

آئے اور اُنکے ساتھہ کسیقدر فوج بہی تہی۔ جسوقت رانی صاحب کو اختیار دیا گیا تہا اُسوقت ریاست کے تمام کارخانون مین پرے سرے کی بے انتظامی پہیلی ہوئی تہی اور رانی صاحب کے حسن انتظام سے ایک ہی برس کے اندر ریاست کی حالت سی کچہہ ہوگئی جن دیہات کے زمینداروں نے سالہا سال سے معاملہ ادا نہین کیا تہا اُن سے کوڑی کوڑی وصول کی گئی جاگیرداروں کو اس بات پر مجبور کیا گیا کہ اپنی اپنی جاگیر کی حیثیت کی موافق سوار اور پیادے حاضر کہا کرین۔ چنانچہ اخیر ۱۷۹۶ء مین دو ہزار سوار اور اسیقدر پیادے پٹیالہ مین حاضر ہو گئے اور ایک لاکہہ روپیہ نقد خزانہ مین جمع ہوگیا مگر مہاراج کے بدنیت مصاحبون کی آنکہون مین رانی صاحب کا اقتدار ہر وقت کہٹکتا رہتا تہا اسلئے وہ مخالفت سے باز نہین آتے تہے آنبیل سنگہہ کالیکا تہانہ دار بانگر اور گوجر سنگہہ تہانہ دار پنجور اس فرقہ کے رکن اعظم تہے اور انکے ساتہہ وہ بددیانت اہلکار ملے ہوئے تہے جو ریاست کو لوٹ کر اپنے گہر بہر رہے تہے۔ آنبیل سنگہہ کو چونکہ اس جاگیر کے عوض جو اُسکے پاس تہی علاقہ کے انتظام کیواسطے ایک کافی سپاہ رکہنے اور سات ہزار روپیہ خزانہ مین داخل کرنیکا حکم ہوا تہا اور پہر چودہ ہزار روپیہ سالانہ کیا گیا اس بات پر اُسنے اُس مُلک کی تہانہ داری سے اس اُمید سے استعفا

دیدیا کہ رانی صاحب سے ملک کا محاصل وصول نہین ہوسکیگا مگر جب اُسنے دیکھا
کہ اُنہون نے بہت کچھہ وصول کرلیا تو اسکو یہہ خوف پیدا ہوا کہ اب مجھپر چودہ ہزار
روپیہ کا تقاضا کیا جاوے گا۔ گوجر سنگھہ کے پاس تنجور کا علاقہ پانسو روپیہ سالانہ
پر تھا اور اسکا ٹھیکہ بھی رانی صاحب نے بشرح مناسب چودہ ہزار روپیہ سال کو دیدیا تھا
اس سبب سے ان لوگون نے مہاراج کے دل مین یہہ بھرم ڈالدیا کہ رانی صاحب خودمختار
ہوا چاہتی ہین اور آپکو قید کرنیکی فکر مین ہین۔ مہاراج جو نہایت ہی سیدھے
سادے شخص تھے اُنکو فوراً اس بات کا یقین آگیا اور اُنہون نے کچھہ خوف اور
کچھہ غصہ کے سبب سے رانی صاحب کو مع مہاراج کرم سنگھہ بہادر ولیعہد اور مصر نوندہ رام کے
نظربند کردیا مگر تلون مزاجی کے باعث سے اُنکے قید کرتے ہی اُنکو طرح طرح کے اندیشے
پیدا ہوے اور انتظام مین پھر خلل آیا اور پھر وہی ابتری اور بے انتظامی پھیل گئی
جو اس سے پہلے تھی اور ناچار رانی صاحب سے پھر کاروبار ریاست کے سنبھالنے
کی درخواست کی۔ اُنہون نے کام تو سنبھال لیا مگر چونکہ اُنکے رعب مین اب
بڑا فرق آگیا تھا اور وہ یہہ جانتی تھین کہ اگر ایکی دفعہ مہاراج کی طبیعت کا پھر رنگ
بدلا تو ہمکو بہت دقت ہوگی اسلئے وہ یہہ چاہتی تھین کہ جبتک اُن سے یہہ
تحریری اقرار نہ ہوجاے کہ آیندہ پھر کبھی اُن سے ایسا سلوک نکیا جائیگا اُنکا انتظام اور

رعب داب قایم ہونا محال ہے پس اُنہون نے کرنل اگنٹہ تونی صاحب کو
لکھا کہ آپ پٹیالہ تشریف لاکر انتظام کر جاین - ایہہ صاحب موصوف نے رانی
صاحب کو تو یہہ راے دی کہ آپ مدار المہامی کے کام کو جو بڑا نازک ہے قبول نکرین
مگر گورمنٹ سے اس امر کی اجازت طلب کی کہ مہاراج سے اس بات کا اقرار
کرالیا جاے کہ جبتک رانی صاحب کا کوی قصور ثابت ہنو تب تک اُن سے
کسی قسم کی مزاحمت یا پرخاش نکیجاے - مہاراج کی تلون مزاجی کے باعث
سے اُنکے ساتھہ کسی قسم کا معاہدہ کیا جانا ایک مشکل امر تہا اور صاحب ایجنٹ کو اِسکا
تجربہ ہو چکا تہا - پس اب جو وہ پٹیالہ آے تو انکو یہہ اُمید تہی کہ رانی صاحب پہر
منتظم ریاست مقرر ہو جاینگی اور ہمکو صرف اتنی بات کہنی پڑیگی کہ آیندہ اُن سے
کسی قسم کی بدسلوکی نہ کیجاے اور نہ انکو معزول کیا جاے مگر کرنل صاحب کے
آنے کی خبر سُنتے ہی البیل سنگہہ وغیرہ کے کان کہڑے ہو گئے تہے اور چونکہ
رانی صاحب کی مہاراج سے صلح ہو جانی اُنکے حق مین مُضر تہی اس سبب سے اُنہون
نے اوّل ہی سے جال کاٹنے شروع کر دیے تہے اور مہاراج کے پاس یہہ باتین
کہنی شروع کر دی تہین کہ کرنل صاحب آپکو نظر بند کیا چاہتے ہین - چنانچہ مہاراج
جب کرنل صاحب سے ملنے کو تشریف لیگیے بہت ہی احتیاط کے ساتھہ ویدون

کی فوج ساتہہ لیکر گئے جس سے یہہ صاف ظاہر ہوتا تہا کہ اُنکے دل مین خوف اور
شک بہرا ہوا ہے۔ اب صاحب ایجنٹ نے مہاراج کے نام ایک مراسلہ بہیجا
جسمین بڑی تاکید کے ساتہہ لکہا تہا کہ رانی صاحب کو اختیار دیدیا جاوے اور اہلکاران
حال معزول کئے جاوین۔ اسکے جواب مین مہاراج نے رانی صاحب کو اختیار
دینے کی بابت تو رضامندی ظاہر کی مگر اُسکے ہمیشہ قایم رکہنے کے باب مین تحریری
دستاویز دینے سے انکار کیا جس سے صاحب ایجنٹ کو یہہ خیال گزرا کہ اُنکے لودہیانہ
کو واپس چلے جانے کے بعد یا کسی اور موقع پر رانی صاحبہ سے پہر ویسا ہی سلوک
کیا جاویگا جیسا کہ پہلے کیا گیا تہا۔ اتنے مین چند شریر اور کوتہ اندیش لوگونکی تحریک سے
جو معقول انتظام قایم ہونا نہین چاہتے تہے ایک اکالی نے اُنپر حملہ کیا مگر خیر گزری
کہ صاحب موصوف نے حوصلہ کرکے اُسکے ہاتہہ سے تلوار چہین لی اور اگرچہ
خفیف سا زخم اُنکے ہاتہہ پر آیا مگر جان بچگئی اور اُنہون نے اُسکو دایم الحبس کرنیکے لئے
بہیجدیا۔ علاوہ برین مہاراج نے صاحب ایجنٹ کے سمجہانیسے اوّل تو اپنے
اخراجات ذاتی وغیرہ مین تخفیف کرنی منظور کرلی جسکی رو سے بآسانی پچاس ہزار
روپیہ سال کی بچت نکل آئی اور کسی خاص شخص پر کہ بی تشدد بہی نہوا اور نہ کوئی
گذارہ سے محروم ہوا مگر جب یہہ کاغذ دستخط کیواسطے پیش کیا گیا تو اُنہون نے قطعی انکار

کردیا اور کہا کہ مینے بخوبی سمجھ لیا کہ یہہ میرے اختیارات چہیننے کی تدبیرین ہین اور
لوگونکی معاش مین اس سبب سے تخفیف کیجاتی ہے کہ ہمارا کوئی خیر خواہ نرہے اور سپاہ
کی تعداد مین کمی کرنیسے یہہ غرض ہے کہ رانی صاحب کے متوسلون کو بہرتی کیا جائے اور
اُٹہکر قلعہ کے ایک اوپر کے مکان مین حفاظت کی خاطر چلے گئے اور اِس خیال سے کہ کوئی
مار نہ ڈالے معمول سے زیادہ پہرہ چوکی مقرر کیا۔ پس صاحب ایجنٹ کو جو یہہ امید تہی
کہ صرف فہمایش ہی سے کام چل جاویگا اور کچہہ سختی کرنی نہ پڑیگی۔ ہی ہی جاتی
رہی اور اُنہون نے زیادہ تاخیر کرنا نامناسب سمجہا اور لودہیانہ سے اور سپاہ طلب
کی جسمین چہہ توپین بہی تہین تاکہ وہ اپنی تدابیر کو بخوبی عمل مین لاسکین اور مہاراجہ کو
اُنکے خودغرض مشیرون کی نصیحت پر کاربند ہونے کی ترغیب ہو۔ یہہ حالات دیکہکر
رانی صاحب کو بہی اپنی جان کے لالے پڑرہے تہے کیونکہ ابتک وہ پٹیالہ ہی
مین تہین اور اُنکو اپنے قلعہ سنور مین جانیکی مہاراجہ کے حضور سے اجازت حاصل نہین
ہوئی تہی جہان وہ ہرطرح سے محفوظ رہ سکتی تہین لیکن جب تیسری اور چوتہی
ماہ جون کو سپاہ انگریزی پٹیالہ پہنچ گئی تب رانی صاحبہ کی جان مین جان آئی اور وہ قبل
از طلوع آفتاب ایک لونڈی کا بہیس بدلکر اور ڈولی مین چڑہکر اپنے بہائی سردار دیوان سنگھ
کے گہر چلی گئین اور یہان جیسے کہ پہلے تجویز ہوچکی تہی دو سو سپاہی اُنکی خدمت مین

حاضر ہو گئے۔ قبل اسکے کہ یہہ فوج پٹیالہ پہنچے مہاراج نے اُس کے آنیکی خبر سنکر
یہہ اقرار کر لیا تہا کہ ہم رانی صاحب کو نہایت عزّت اور وقعت کے ساتہہ انتظام
ریاست حوالہ کر دینگے۔ مگر دیوان گوردیال نے اُنکو اس ارادہ سے پہیر دیا اور
آخر کار جب کرنل صاحب نے یہہ کہہ بہیجا کہ مین خود آتا ہون اور رانی صاحب کو بہی
اپنے ساتہہ پٹیالہ لاؤنگا تب رانی صاحب کو برائے نام منتظم بنا دیا گیا تہا مگر دیوان
گوردیال کے فریق کے لوگ بدستور حاوی تہے اور اہلکارون کے نام رانی
صاحب کے دربار مین حاضر ہونے کی بابت کچہہ حکم صادر نہین ہوا تہا اور معمولی نذرین
بہی نہین دی گئی تہین اسلئے کرنل صاحب نے مہاراج کے مشیرون کو دہمکایا اور دیوان
موصوف سے جو اُس گروہ کا افسر تہا ایک اقرار نامہ بدین مضمون لکہا لیا کہ وہ بدی دوج سمت ۱۸۶۹
مطابق اٹہائیسوین اپریل سنہ ۱۸۱۲ کو اس مضمون کا لکہا لیا کہ وہ رانی صاحب کی
متابعت مین کبہی قصور نہین کریگا اور خفیہ یا علانیہ مہاراج کے مزاج کے برگشتہ
کرنیمین کوشش نہین کریگا اور تمام حساب کتاب سمجہا دیگا اور چودہوین جون ۱۸۱۲
مطابق جیٹہ سودی پنچمی سمت ۱۸۶۹ کو ریاست کے تمام اہلکارون اور سردارون
اور رعایا کے نام رانی صاحب کے مختار مطلق کئے جانیکی نسبت اشتہار جاری
کیا اور بڑی تاکید سے اُسمین یہہ درج کیا کہ کوئی شخص کسیطرح کا مفسدہ یا

مہاراج کے مزاج کے برگشتہ کرنیمین سعی کرے ورنہ بہت سخت سزا دیجاویگی اور اسی تاریخ کو ایک سند متضمن اختیارات عام اپنی مہر اور دستخط سے رانی صاحب کے پاس بہیجدی۔ اب جو لوگ مہاراج کو رانی صاحب کی مخالفت پر آمادہ کرتے رہتے تہے انکی آنکہین کہل گئین اور وہ اس بات کو سمجہے کہ انکی ان حرکات کا انجام کیا تہا اور مہاراج اول رانی صاحب کی ملاقات کو گئے مگر اُنہون نے ملنا منظور نکیا۔ بعد ازان راجہ بہاگ سنگہہ صاحب اور بہائی لال سنگہہ صاحب کے کہنے سے کرنل اکٹرلونی صاحب کے پاس گئے اور قلعہ کی کنجیان اُنکے حوالہ کردین روہیلون کے پہرے جو جتنے قلعہ پہر رہتا تہا اٹہا دیے گئے اور یہہ انتظام ہوگیا کہ جبتک مہاراج اور رانی صاحب کے باہم قابل اطمینان تصفیہ ہوجاوے اُسوقت تک انگریزی سپاہ کے پہرے تو قلعہ کے باہر کے دروازہ پر اور ہوڈی سر جن سنگہہ جو رانی صاحب کا بڑا خیرخواہ تہا اُسکے سپاہیون کے پہرے اندر کے دروازہ پر متعین رہین دوسرے روز مہاراج کی مہر خاص رانی صاحب کے حوالہ کی گئی اور تمام قلعہ دارون کے نام یہہ حکم جاری ہوا کہ جسکو رانی صاحب قلعہ دار مقرر کرین اُسکو قلعہ سپرد کردو۔ چنانچہ سیف آباد اور اور چہوٹے چہوٹے مقامات مین جو پٹیالہ کے قریب تہے رانی صاحب کے طور پر انتظام ہوگیا۔ مگر ڈہوڈان کے قلعہ دار کے پاس جب یہہ حکم پہنچا او

اسکے ماننے سے صاف انکار کردیا اور مہاراج نے یہہ فرمایا کہ مین کیا کرون یہہ شخص
میرے حکم کو بہی نہین مانتا اسپر تہوڑی سی سپاہ انگریزی اس قلعہ کے سر کرنیکے واسطے
بہیجی گئی اور جب اُنہون نے قلعہ پر گولے برسانے شروع کردیئے تب قلعہ دار نے اطاعت
قبول کی اور بیان کیا کہ مہاراج کے اشارہ سے اُسنے آجتک قلعہ پر قبضہ کر رکہا تہا۔
جب یہہ سب انتظام ہوگئے کرنل صاحب نے رانی صاحب سے کہا کہ جو اعتبار کا
کام آپکو دیا گیا ہے اُسکو نہایت احتیاط اور ہوشیاری کے ساتہہ انجام دیجیے
اور ریاست کے تمام ملکی اور جنگی عہدہ دارون کو یہہ سمجہایا کہ رانی صاحب تمہاری جاگیرون
پر تمکو قابض رہنے دینگی اور تمہاری ہر طرح سے حامی رہینگی مگر جو کوئی انکی اطاعت
سے باہر قدم رکہیگا اُسکی جاگیر ضبط ہوجائیگی چونکہ جاگیر پرگنہ چنکوئیان کاہلکو جسپر نند سنگہ[۵]
خلف بہلا سنگہ جاگیردار قابض تہا اگست ۱۸۰۹ء سے اب تک چلا آتا تہا اور اب گورنمنٹ

۵ یہہ شخص مواضعات کدون مغل مرسہ مقصود ڑہ بوانی۔ اُٹہل ماجی مرمہ اور تقی پور مین
جو پرگنہ پایل کے گانون مین ہمارے ساتہہ چوتہائی کا شریک تہا۔ اسی طرح موضع گڑہی بہاگہ
بلاسپور کنٹہری ورلا مین ہمارے ذیلدار ہیموٹیون کے ساتہہ شراکت رکہتا تہا اور موضع چونیا
خاص اُسکے قبضہ مین تہا۔ یہہ پایل کے علاقہ مین گاہ گاہ غارتگری کرتا تہا اور ہمارے ذیلدار ہیموٹیون
اور پیر والون کو تکلیف دیتا تہا اور ہم اسپر اس بات کا دعوی کرتے تہے کہ وہ بہی اور
جاگیردارون کی طرح ہمارا ذیلدار ہے۔ اسواسطے ہمنے ۱۸۰۸ مین اسکے قلعہ کو چہین لیا

سے اس رپوٹ کی منظوری آگئی تہی جو صاحب موصوف نے اس باب مین کی
تہی صاحب موصوف نے اپنے پٹیالہ آجانیسے پہلے چودہوین جون کو پرگنہ
مذکور جسمین تیرہ گانون تہے بطور جاگیر مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کو دیدیا اور

اور اسکا مال واسباب پہدوڑا اور بہیروالون نے اپنے مال مغروقہ کے عوض مین لیلیا لیکن جنرل اکٹرلونی صاحب بہادر نے مہاراج کو یہہ لکہا کہ اسکا قلعہ اسکو دیدیا جاے اور اسکا مال ہی اسکو دلایا جاے کسواسطے کہ موجب اشتہار مجریہ ۱۸۰۹ع کے سرکار انگریزی اسکے علاقہ کو ہی اپنا محفوظ سمجہتی تہی اور تحقیقات کرکے ہمارے دعوی کو جواب اسکی دیلاری کے تیار کردیا اور قلعہ جھلوہیان اسکو جسکا واپس دلادیا لیکن جب ۱۸۱۱ع مین اسنے سرکار انگریزی کی ڈاک کے ہرکارہ کو لوٹ لیا اور ویسی ہی بدمعاشیان کرنے لگا جیسی پہلے کرتا تہا تب صاحب موصوف نے ناراض ہوکر اول اسکا قلعہ اور دیہات بطور امانت ہمکو سپرد کردیئے اور پہر اس سبب سے کہ ریاست کا انتظام مہاراج کے ہاتہہ سے اس وقت مصلحتاً لیلیا گیا تہا گورمنٹ نے وہ دیہات مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر ولیعہد کو بطور جاگیر علیحدہ از ریاست عطا کردیے اور اگرچہ سنہ ۴۳ و ۵۰ مین اسنے اور اسکی اولاد نے صاحب رزیڈنٹ دہلی اور صاحب کمشنر انبالہ اور محکمہ بورڈ اڈمنسٹریشن پنجاب مین اپنی نالش دایر کی لیکن نامسموع ہوی اور آخر کار چودہوین فروری ۱۸۵۵ع کو تین لاکہہ روپیہ نذرانہ لیکر جو ہمارے قرضہ ذمگی گورمنٹ مین محسوب ہوا ہمیشہ کیواسطے یہہ علاقہ گورمنٹ نے ہمکو دیا اور اب بموجب حکم مذکور یہہ ہی علاقہ اور علاقجات موروثی کے سمجہا جاتا ہے ۱۲ - مولف

پندرہویں کو باہ انگریزی اور صاحب موصوف لودہیانہ کو چلے گئے۔

جو انتظام اب کیا گیا تہا اُسکی رو سے مہاراج کو یہہ اختیار تہا کہ اپنی ذاتی جاگیر کی آمدنی کو جو ایک لاکہہ روپیہ سے زیادہ تہی چاہین جسطرح صرف کرین اور یہہ بہی رانی صاحب کو ہدایت کی گئی تہی کہ بشرط ضرورت ریاست کی آمدنی کا چوتہا حصّہ مہاراج کو اور دیدیا کرین لیکن مہاراج کی بیحد فیاضی اور دور خرچی کے لئے یہہ کب کفی تہا پس اُنہون نے قیمتی جوہرات او زیور جو اُنکے ہاتہہ آئے بیچنی شروع کئے جس سے ایک یہہ بہی غرض تہی کہ ولیعہد کیواسطے خزانہ مین کوی چیز باقی نرہے اور اپنے مکان سے باہر آنا او سیر و تماشے کیواسطے بے تکلف تن تنہا چلے جانا جسکے وہ بڑے شایق اور عادی تہے قطعی چہوڑ دیا مگر اتنے ہی مین صاحب ایجنٹ کو یہہ خبر پہنچی کہ انکا ارادہ یہہ ہے کہ پٹیالہ سے کہین دور دست مقامات مین چلے جائین اور واسطے برہمی انتظام مجوزہ صاحب ایجنٹ کے فساد برپا کرین یا انقلابات ریاست کے پہر حاصل کرنیکے واسطے گورکہون سے مدد لین پس اُنکے اختیارات کے واسطے ایک نئی حد مقرر کیجانی مناسب سمجہی گئی اور گورنمنٹ ہند کی منظوری سے توپخانہ اور خزانہ رانی صاحب کے سپرد کیا گیا اور مہاراجہ کے ذاتی اخراجات کے واسطے بارہ ہزار روپیہ ماہوار مقرر کیا گیا اور اُن سے یہہ کہا گیا کہ اگر کوئی نامناسب

بات آپ اپنے طور مین لائینگی تو آپکے گذارہ کی تعداد اُور کم کردیجائیگی اور آپکو نظر بند

کردیا جائیگا اور دوسری ستمبر ۱۸۷۱ء کو صاحب ایجنٹ نے رانی صاحب کو تحریراً

یہہ ہدایات کین۔

اوّل یہہ کہ مہاراج کے توشیخانہ کا تمام نقد وجنس خواہ وہ باختیار خاص مہاراج

کے ہو یا رانی پرتاب کنور صاحب یا اور کسی شخص کے پاس ہو سب لیا جا کر ایک

محفوظ جگہہ رکہا جاوے۔

دوسرے۔ یہہ کہ مہاراج کی جاگیر کی آمدنی کا روپیہ سیٹھ ہانسہ سے لیکر اپنی

تحویل مین رکہین لیکن خرچ کیطرف سے مہاراج کو تنگ ہونے دین اور جب

وہ طلب کرین ہزار دو ہزار روپیہ فوراً دیدین۔

تیسرے یہہ کہ اگر وہ سواری اور سیر وشکار کا ارادہ کرین جس سواری پر چاہین اور

پسند کرین اُسپر اُنکو سوار ہونے دین اور کسیطرح کی روک ٹوک نکرین بلکہ اس باب

مین کوشش کرین کہ وہ سواری اور سیر وشکار کیطرف مائل ہون۔

اب اگرچہ رانی صاحب کا دور دورہ تہا مگر مخالف بہی اپنی چالین بدستور

چلے جاتے تہے چنانچہ مصر نوندہ رائے جو رانی صاحب کا مشیر خاص تہا اُسکی نسبت

لوگون نے یہہ مشہور کردیا کہ یہہ شخص رانی صاحب کے خلاف کچہہ خفیہ تدبیرین کرتا ہے

اور اگرچہ اس سے رانی صاحب کے دل مین اُسکی طرف سے ایک بے اعتباری سی پیدا ہوگئی
مگر آخرکار یہہ الزام جہوٹہا ثابت ہوا اور وہ شک رفع ہوگیا پہر اُنہون نے یہہ ارادہ
کیا کہ مصر نوندہ رائے اور اُسکے ماتحت آٹہہ نو عہدہ دارون کو مروا ڈالین مگر
خوش قسمتی سے یہہ سازش بہی معلوم ہوگئی اور اس سبب سے مصر نوندہ رائے
اور اُسکے ہمراہیونکی جان بچگئی -

مہاراج کی وفات اور اُسکی نسبت لوگون کا اشتباہ

اب ان طرح طرح کے افکار اور اُنکے رفع کرنیکے لیئے مے نوشی کی کثرت
نے جسکی پہلے سے ہی عادت تہی مہاراج کو دفعتاً بیماری کے بستر پر ڈالدیا اور
ایک نہایت تکلیف وہ بیماری جسکو اطبار یونانی ماشرا کہتے ہین اور جو اکثر مہلک
ہوتی ہے داہنی کنپٹی کے نزدیک نکل آئی جسنے اُنکو بہت ہی عاجز کردیا اور چیت
بدی نومی سمت ۱۸۶۹ مطابق چھبیسوین مارچ سنہ ۱۸۱۳ع کو اس دار فانی سے رحلت کرگئے
کہتے ہین کہ مہاراج نے اپنی وفات سے چند روز پہلے ایک خواب دیکہا تہا جسکی
اگلی صبح سے اُنہون نے شراب پینی یکقلم چہوڑدی اور اگرچہ طبیبون اور معالجون
نے جو اس سے پہلے اسکے کم کرنیکو برابر سمجہاتے رہتے تہے یہہ فہمایش کی کہ شراب
کا یکلخت چہوڑنا اچہا نہین اُسکی مقدار مین بتدریج کمی کرنی بہتر ہے مگر اُنہونے ایک نماق

اور چونکہ مختلف اسباب سے اُنکے قوا بہت ضعیف ہو گئے تہے اور مدت سے وہ
شراب ہی کے زور سے چلتے پہرتے تہے اس سبب سے اِسکا پہوٹنا ہی اُنکے
حق مین زہر ہو گیا۔ چونکہ اس زمانہ مین لوگونکی طبیعتین طرح طرح کے خیالات سے
بہری ہوئی تہین اور نفاق اور دشمنی کا بازار گرم تہا یہہ شک کیا گیا کہ مہاراج زہر دیکر
مارے گئے اور جب یہہ خبر لودہیانہ مین پہنچی تو صاحب ایجنٹ نے حکیم غلام رسول خان
وغیرہ طبیبون کو جو مہاراج کے معالج تہے اس امر کی تحقیقات کیواسطے بلایا تیسرے دن
کی رسم کے بعد یہہ لوگ وہان گئے مگر اس شبہ کی کچہہ بنیاد پائی نگئی کسواسطے
کہ رانی صاحب کے فرقہ کے لوگ ایسے شخص کا مرنا کیونکر چاہ سکتے تہے کہ جسکی وفات
سے اُنکے انتظام ہی کا خاتمہ ہو جاے اور اُنکا فریق مخالف یعنی مہاراج کے مربیے
بدست وپا ہو گیا اور اُسکے تمام منصوبے خاک مین ملگئے۔

مذکورۂ بالا معاملات کی نسبت مؤلف کی راے

اب یہہ بات قابل غور ہے کہ یہہ معاملہ جو مہاراج اور رانی صاحب کے باہم واقع
ہوا اور سرکار انگریزی نے ریاست کے اندرونی انتظام مین مداخلت کی اور
ریاست کے اہلکارون اور سردارون مین سے کچہہ رانی صاحب کے طرفدار بنگئے
کچہہ مہاراج کی ہواخواہی کا دم بہرتے رہے اور ایک دوسرے کو بدخواہی اور

بیوفائی کا الزام دیتے رہے اسکا اصل حال کیا تھا - سرسری طور سے اس معاملہ
پر جب ہم نظر ڈالتے ہین تب تو یہی دکھائی دیتا ہے کہ خود غرض لوگ خیر خواہی
کی آڑ مین اپنا کام نکالنا چاہتے تھے اور رئیس اور ریاست کی ہمدردی اور خیر خواہی
اسمین کچھہ نتھی مگر نظر غور سے جب دیکھتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ دیوان گوپال
اور سردار الیل سنگھہ اور گوجر سنگھہ وغیرہ چند اشخاص خاص ایسے ہون تو ہون
جو صرف اپنی ذاتی اغراض کے سبب سے مہاراج کی طرفداری کرتے ہون مگر عام
ملازمون اور رعایا کی ہمدردی اُنکے ساتھہ اس سبب سے نتھی بلکہ وہ اُسی جوش وفاداری
اور نمک حلالی کی وجہہ سے تھی جو ہر ایک وفادار رعایا اور ملازم کے دلمین اُسکے
آقا کی نسبت ہونی چاہیئے اور ایک سبب یہہ بھی تھا کہ مہاراج نہایت بھولے بھالے
اور محض بے آزار اور بیحد فیاض تھے اس سبب سے عام رعایا اور ملازم جنکو
ریاست کے قوی اور چست انتظام کے فواید کی چندان قدر اور پروا نہین
ہوتی اُنسے بہت مالوف تھے اور چونکہ رانی صاحب کو خود مالک ریاست نے
برضامندی حکومت سپرد نہین کی تھی اسلیئے اُنکی حکومت کو لوگ خلاف استحقاق
سمجھکر مہاراج کے ساتھہ ہمدردی کرتے تھے اور ایسے معاملات مین یہہ امر بھی
قابل لحاظ ہے کہ اُن ملکون مین جہان شخصی حکومت ہو اور لوگون کی جان اور

مال قانون کی حفاظت مین نہو لوگون کا رئیس اور والی ملک کا طرفدار نہ بنانا گو
وہ کیسا ہی ناقابل حکومت کیون نہو ایک سخت مشکل کام ہے کیونکہ یہہ خیال اُنکی
ہمتون کو ہمیشہ پست کئے رہتا ہی کہ اگر ہم رئیس کی جانب داری نکرینگے اور
اُسکے مخالف فرقہ کے شریک ہون گے تو خواہ کسی وجہہ سے اسوقت اُنکو ضرر
نہ پہنچ سکے لیکن خود وہی یا اُسکا جانشین اُنکی بیوفائی اور دغابازی کا ایک روز
ضرور انتقام لیگا۔ پس اکثر ملازمان ریاست اور رعایا کو جن باتون نے مہاراج کے
ساتہہ ہمدردی اور وفاداری ظاہر کرنے پر مایل کیا اُن مین سے یہہ بہی ایک بڑا
سبب خیال کیا جا سکتا ہے اور رانی صاحب کی یہہ کوشش اگرچہ حصول جاہ کی
غرض سے بہی خیال کیجا سکتی ہے مگر اُنکو اپنے فرزند ولیعہد ریاست کے حقوق
کی محافظت مین سعی کرنا بہی ایک طبعی امر تہا جسکے واسطے ہر ایک شخص معذور سمجہا جاتا ہے
اور سرکار انگریزی کا اس انتظام مین مدد دینا اور ریاست کو بدانتظامی اور تباہی سے
بچانا تو واجب ہی تہا کیونکہ اگرچہ ریاست کے اندرونی معاملات مین مداخلت کرنا اور
عہد جایز نتہا لیکن جب اُس سے مدد مانگی جائے اور حقیقتاً وہ ضروری بہی معلوم
ہو تو ایسی سرکار جو ہندوستان مین باعتبار اعلی سلطنت ہونیکے بہبودی عام کی
ذمہ وار ہے اس معاملہ مین درگذر اور پہلوتہی نہین کر سکتی تہی



شبیہ مبارک جناب معلےٰ القاب مہاراجہ دہراج راجیشر مہاراجہ راجگان کرم سنگہہ صاحب
مہندر بہادر والی ریاست پٹیالہ

مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کی مسند نشینی اور سرکار انگریزی کا گورکہون سے لڑنا اور پہاڑ کے ملک کا ریاست کو ملنا

جب سوگ اُٹھگیا اور ماتمداری کی رسمین ختم ہوگئین اساڑہ سودی دوج سمت ۱۸۷۰ مطابق تیسوین جون ۱۸۱۳ کو مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر نے پندرہ برس کے سن مین مسند ریاست پر جلوس فرمایا اور کرنل آکٹرلونی صاحب نے جو اس موقع پر موجود تہے سرکار انگریزی کیطرف سے خلعت تہنیت عطا کیا اور برادری کے تمام راجون اور سردارون کی طرف سے خلعت اور گہوڑے پیش ہوئے اور سب سردارون جاگیردارون اور ذیلدارون نے نذرین گذرانین اور حسب معمول مہاراج کے فرمانے سے دربار میں مصر نوندہ رائے کو ایک خلعت فاخرہ اپنے ہاتہہ سے دیا جو اس بات کی علامت تہا کہ مہاراج اُس سے بہت خوش ہین اور بدستور اُسکو دار المہام کے عہدہ پر رہنے دینگے اگرچہ اب یہہ معلوم ہوتا تہا کہ رانی آسکور صاحب اور مصر نوندہ رائے کا اختیار جاتا رہیگا اور ریاست مین بیہد بدنظمی پہیل جائیگی کیونکہ مہاراج ابہی بہت نو عمر اور ناتجربہ کار تہے اور اُن کے مسندنشین ہوتے ہی سرکار انگریزی نے ریاست کے اندرونی انتظام سے اپنا تعلق بالکل اُٹھا لیا تہا مگر چونکہ اُن پر جیسا کہ اکثر ہوتا ہے اُنکی والدہ کا بہت رعب چہایا ہوا تہا اُنکے اختیار و اقتدار مین کچہہ فرق نہین آیا

ادہر نوندہ رانے بہی بدستور اپنے عہدہ پر قایم رہا اور سب کام کاج اسی طرح جاری رہا جیسا کہ
اس سے پہلے تہا چنانچہ اگلے برس جو موسم سرما کے شروع مین سرکار انگریزی اور
گورکہو مین لڑائی ہوئی سرکار انگریزی کو قابل قدر امداد دیگئی - بات یہہ تہی کہ نیپال
کے لوگ بہت دنون سے اپنا راج بڑہاتے چلے آتے تہے اور علاقہ انگریزی کے اُن
مقامات کو جو دامن کوہ مین واقع تہے حملہ کرکے وہانکے باشندون کو نقصان پہنچایا کرتے تہے
اسوقت وہانکا راجہ نابالغ تہا اور راج کا کام کاج بالکل کاجی[۹۱] بہیم سین وزیر کے اختیار مین
تہا اور اگرچہ فوج جنگی اُسکے ہان صرف بارہ ہزار تہی مگر اُسکی مستعدی اور بہادری پر اُسکو
بکمال بہروسہ تہا جب سرکار انگریزی سمجہاتے سمجہاتے تہک گئی اور نیپالیون پر کچہ
کا کچہہ اثر نہوا تو ناچار ادہر بہی مہم کی تیاری ہوئی اور مختلف اطراف سے اُنکے ملک پر حملہ کیا
گیا چنانچہ تین ہزار پانسو آدمی جنرل جلیسپی صاحب کے ہمراہ سہارنپور اور دیرہ دون کو گئی جنرل
اوکٹرلونی صاحب چار ہزار پانسو سپاہیون کے ساتہہ گورکہپور سے پالپا کے قلعہ کے لینے کو روانہ ہوئے جنرل
بارلو صاحب آٹہہ ہزار فوج کے ساتہہ دانا پور سے تیار ہوکر نیپال کی دار الحکومت کاٹہمنڈو پر
حملہ کرنیکو چلے کرنل گارڈنر صاحب روہیلکہنڈ سے کمایون جاکر الموڑہ پر حملہ آور ہوئے -
اب جو معاملات ان سردارون کو پیش آئے اُنکا لکہنا ہم متروک کرتے ہین

[۹۱] نیپال مین اہلکارونکو کاجی کہتے ہین یعنی کام کاج کرنے والے - ۱۲ مولف

کیونکہ اس ریاست کی تاریخ سے انکو کچھہ علاقہ نہین ہے اور صرف کرنل اکٹرلونی
صاحب بہادر کا حال لکھتے ہین جنہون نے چھہ ہزار آدمیون کے ساتھہ روپڑ کے
راستہ سے پہاڑون مین جاکر امر سنگہہ پر حملہ کیا تہا - یہہ شخص گورکہون کی فوج کا
سپہ سالار تہا اور امر سنگہہ تہاپا کے نام سے مشہور تہا - جب اسکو مہاراجہ رنجیت سنگہہ
بہادر نے کانگڑہ سے مار کر نکالدیا تب اسنے اینروے ستلج کے پہاڑون پر حملہ کیا اور
سرکار انگریزی کی فوج کشی سے پہلے پہلے ناہن عرف سرمور - ہنڈور عرف نالاگڈہ
کہلور عرف بلاسپور - اور نسہر کا ایک بڑا حصہ اور کیونٹہل - بھجی - باگہل - بگہاٹ - کٹہار
دامی - بلسن - کمہارسین - منگل بارہ چہوٹی چہوٹی ریاستین جنکے رئیس راناکہلاتے
تہے اسنے فتح کرلی تہین اور اس تمام علاقہ مین قریب پانچہزار دو سو کے گورکہے سپاہی
تہے جنمین سے سولہ سو ناہن مین اور دو ہزار امر سنگہہ کے ساتھہ باگہل کی ستیگاہ
ارکی مین تہے ہماری فوج نے سرکار انگریزی کی فوج کشی سے پہلے کئی دفعہ صاحب
پولیٹکل ایجنٹ مقیم لودہیانہ کے اشارہ سے گورکہون کو پسپا کیا تہا اور مقامات
منڈلائین اور بہدولی فتح کرلئے تہے - اکتوبر ۱۸۱۴ع مین جب کرنل اکٹرلونی صاحب
بہادر روپڑ کے راستہ سے پہاڑون کی طرف روانہ ہوئے - ہماری پیادہ فوج انکی
فوج کے ساتھہ تہی اور سوارون کی فوج دامن کوہ مین حفاظت کے واسطے متعین تہی

کرنل اگٹرلونی صاحب نے سب سے پہلے نالاگڈہ پر حملہ کیا اور پانچوین اکتوبر کو وہ فتح ہو گیا
اور آٹھوین نومبر کو تاراگڈہ سر کر لیا گیا۔ جب فوج رامگڈہ کیطرف گئی جو گورکہون کا سب سے
بڑا اور مضبوط مورچہ تہا اُسوقت امرسنگہہ تین ہزار سپاہی لیکر اُسکے بچانیکو آیا۔ کرنل صاحب
نے اپنی مدد کے لئے اور فوج آجانیکا انتظار کیا اور پہر بہ دانون کہیلا کر بظاہر ملون کے
فتح کرنیکے واسطے جو بڑا مضبوط قلعہ تہا کوچ کیا۔ جب نیپالی رامگڈہ سے ملون کے
بچانیکو چلے تب گیارہوین فبروری ۱۸۱۵ء کو رامگڈہ پر آسانی سے قبضہ کر لیا غرض
انگریزی فوج تو اس پہاڑ کے نیچے جسپر ملون کا قلعہ ہے ایک ندی کے کنارہ پر پڑی
تہی اور نیپالی ملون سے سورجگڈہ تک پہاڑ پر مورچہ جمائے ہوئے تہے جسکے درمیان
مین ریلا اور دیوتہل تہے جو دونون مضبوط مقام تہے اگٹرلونی صاحب نے چودہوین
اپریل ۱۸۱۵ء کو میجر انیس صاحب کو کچہہ فوج دیکر ریلا پر بہیجا اور کرنل طامسن صاحب کو
دیوتہل پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ اسیطرح کپتان شاورس صاحب کو قلعہ کے نیچے نیپالیون
کی چہاونی لینے کو روانہ کیا کپتان شاورس صاحب مارے گئے لیکن ریلا اور دیوتہل
قبضہ مین آگئے۔ دوسرے روز امرسنگہہ نے اپنے ایک سردار بہگتی سنگہہ کو مقابلہ کیواسطے
بہیجا اور خود باقیماندہ فوج کے ساتہہ مدد کے لئے مستعد ہوا بہگتی سنگہہ کے پیچہے نیپالی فوج
انگریزی فوج کے دونو بازوونکو دبائے شیرونکی طرح غراتی ایسی بڑہنے لگی کہ گو انگریزی

توپخانہ نے شدت سے آگ برسائی لیکن تین افسرون اور تین گولہ اندازون کے سوا
اُسنے اور سب مورچون پر آگر قبضہ کرلیا اب انگریزی سپاہیون نے سنگینین چڑہاکر دشمنون
پر حملہ کیا اور دو گہنٹے تک خوب لڑائی ہوئی آخر کار گورکہون کو شکست ہوئی او بہگتی سنگہہ
میدان مین مارا گیا اور امر سنگہہ قلعہ ملون مین جا چہپا چونکہ شایستہ لوگون کے
نزدیک دشمن کی جانب کے بہی بہادر اور دلاور انصافاً قابل تعظیم و تکریم ہوتے
ہین کرنل اکٹر لونی صاحب نے بہگتی سنگہہ کی لاش کو دوشالہ مین لپیٹ کر امر سنگہہ کے پاس
بہجوادیا جہان اُسکی دونون بیبیان اُسکے ساتہہ جلکر ستی ہوگئین اب امر سنگہہ کے
ساتہہ ہر روز لڑائی ہوتی تہی اور طرفین کے سپاہی اپنی عزت اور نام کے واسطے کٹتے
مرتے تہے لیکن جب آٹہوین مئی کو سپاہ انگریزی نے حملہ کی تیاری کی امر سنگہہ نے
مجبور ہوکر کرنل اکٹر لونی صاحب کے پاس کہلا بہیجا کہ اگر اُسکے ہمراہیون اور جیتگ کے
قلعہ والون کو جو ناہن کے قریب ایک جگہہ ہے مع سلاحات اور مال اسباب کے
نیپال جانیسے مزاحمت نکیجاے تو قلعہ کو خالی کردونگا۔ اُسکو یہہ اجازت دیگئی
اور جمنا اور ستلج کے مابین کا تمام پہاڑی علاقہ سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگیا
اور سرکار انگریزی نے کیونہتل اور بگہاٹ کے رئیسون کے علاقہ مین سے جنہون
نے سرکار ممدوح کو مدد دی تہی اور گورکہون سے سازش رکہتے تہے مفصلہ ذیل

پرگنے ضبط کرکے دو لاکہہ اسّی ہزار روپیہ نذرانہ لیکر بطور ہبہ بالعوض ہمکو دوام کے واسطے دیدئے اور نیسوین اکتوبر ۱۸۱۵ کو نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا صاحب بہادر نے اپنی مہر اور دستخط سے سند لکہدی - پرگنات مذکورہ بالا یہہ ہین - ہاملی - بگجون - بن تہرا - کوسا ہلا - جہبروت - کیہلی - بڈہری - باگہڑی - تراہ - ست گانون - چایل - ٹبہ کوٹی - یہہ پرگنے کیونہٹل کے رانا سے ضبط کئے گئے تہے بہگیت اور شہر ٹکسال مع قلعہ واقع سکہہ چین پور اور قلعہ واقع بازار ٹکسال - قلعہ ٹہاڈو گڈہ - پرگنہ پاملی کہا مع قلعہ اجمیر گڈہ - پرگنہ کیوتن مع قلعہ اجاگڈہ - پرگنہ لچہہ آتنگ پرگنہ بہرولی - قلعہ جگت گڈہ مع پرگنہ جگت گڈہ یہہ پرگنے بگہاٹ کے رانا سی چہینے گئے تہے

مصر نوندہ راے کی وفات اور مہاراج اور اُنکی والدہ رانی آسکور صاحب کے باہم شکر رنجی کا ہونا اور اُسکے متعلق حالات

تہوڑے عرصہ تک ریاست کا انتظام بڑی کامیابی کے ساتہہ ہوتا رہا مہاراج کی والدہ ماجدہ رانی آسکور صاحب اور مصر نوندہ راے کار فرما رہے اسی عہد مین چڑہت سنگہہ جاگیردار امرالہ واقع پرگنہ کہانون کا حصہ بہی بسبب اُسکی شورہ پشتی اور تمرد عدول حکمی کے جو در باب حق سی سکہا سنگہہ اُسکے شریک کے

اس سے سرزد ہوئی تہی سرکار انگریزی نے ضبط کر کے سوتہون می ۱۸۱۵ء مطابق سمبت ۱۸۷۲ کو ریاست کو دیدیا مگر اب مہاراج جوان ہوگئے اور انکو یہہ خیال ہوا کہ عنان حکومت اپنی ہاتہہ مین لین - اسلئے انہون نے رانی صاحب اور مصر نوندہ راے کے بے اختیار کردینے کا ارادہ کیا اور مصر کے ساتہہ اس طرح پر سلوک شروع کیا کہ جس سے لوگون کی نظرون مین اسکی خفت ہو اور بات ہلکی پڑجائے مثلاً سردار تہا سنگہہ پوربیہ جو اسکی طرف سے بطور اتالیق مہاراج کی خدمت مین تعین تہا قید کرلیا گیا اور اور چند باتین اسی قسم کی ہوئین جنسے مصر نوندہ راے کو یقین ہوا کہ بالضرور اسپر آفت آنیوالی ہے لیکن چونکہ رانی صاحب اسکی بڑی حامی اور مددگار تہین اور سرکار انگریزی کے نزدیک بہی اسکا نہایت لائق اور کارگذار اور خیرخواہ ریاست ہونا مسلّم تہا اسکو کامل توقع تہی کہ اسکی بات مین فرق نہ آیگا اور جن لوگون نے مہاراج کو اسکے خلاف پر آمادہ کیا تہا انکو بخوبی سزا دیسکیگا چونکہ مصر نوندہ راے شاکتاک مت[۵] کا بڑا سرگرم پیرو اور معتقد تہا اسلئے ہر برس جوالا مکہی کے درشن کو جایا کرتا

[۵] دیوی کے بہت سے نامونمین سے شکتی بہی ایک نام ہے جو سنسکرت زبان مین بمعنی قدرت اور توانائی کے ہے اور اس مناسبت سے اسکے پوجنے والون کو شاکتک کہتے ہین اور مت بمعنی مذہب اور طریق کے ہے - ۱۲ - مولف

تہا جو دیوی کا ایک مشہور مندر ہے اب چونکہ وہان جانیکا موسم تہا اسلئے
اٹہارہوین اکتوبر سنہ ۱۸ کو اسنے اسطرف کو کوچ کیا مگر نہایت غصہ مین بہرا ہوا اور
یہہ کہتا ہوا گیا کہ واپس آکر اپنے مخالفون کی چُن چُن کر خبر لونگا مگر اسکی خبر نتہی
کہ وہان سے واپس آکر مختار اور مدار المہام ریاست ہونا تو کیسا پٹیالہ کی شکل دیکہنی
ہی نصیب نہو گی اور وہ خود تو کیا اسکی مٹی بہی پٹیالہ مین نہ آئیگی - پس جب دیوی
کا درشن کرکے وہان سے واپس آیا راستہ ہی مین اُسکو پیغام اجل پہنچگیا اور جیجون
کے مقام دنیا سے رخصت ہوا اور سب حسرتین دل کی دل ہی مین لیگیا - یہہ شخص
بڑا مدبّر اور ہوشیار تہا - اسنے ریاست کی جو خدمتین کین وہ بہولنے کے قابل
نہین ہین اسنے رانی صاحب کو مدد دیکر ریاست کو بدعملی سے بچایا اور ازسرنو مردہ ملک
کو زندہ کیا کوہستان - جنکو تیان اور امر الہ کا نیا علاقہ پیدا کرکے ریاست مین شامل کیا
اور ایسی دیانت اور بہلائی سے کام کرتا تہا کہ اُسکے دشمنون کو بہی اُسپر بددیانتی کا
الزام لگانے کی گنجایش نملی - مصر نونده راے کی وفات کے بعد رانی صاحبہ
کا بہی اختیار و اقتدار رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا اور مہاراج نے خزانہ - توشہ خانہ اور
میغہ مال کے تمام شعبے اپنے زیر اختیار کرلئے مگر پُرانا توشہ خانہ اور خزانہ اور جواہرات
اور زیور وغیرہ جو سالہا سال کا اندوختہ تہا سب رانی صاحب ہی کے قبضہ مین

تہا اور پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر جو مہاراج صاحب سنگہہ بہادر نے ۱۸۰۶ء مین
اُنکے اور مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر ولیعہد کے گذارہ کیواسطے عنایت کی تہی
اور اُنہون نے اپنی مختاری ریاست کے زمانہ مین اُسکو بہت کچہہ بڑہا لیا تہا یعنی جب
کسی وجہہ سے کسی سردار کی جاگیر ضبط ہوئی تو اُنہون نے بجائے اسکے کہ اُسکو
خالصہ مین شامل کرین اپنی جاگیر مین ملالیا اور اسیطور سے رفتہ رفتہ یہہ جاگیر قریب دو لاکہہ
روپیہ کے ہوگئی تہی اُسپر ہی اختیار رانی صاحب کا ہی تہا اور اُنکے نوکر چاکر اور اہلکار
سب جدا تہے اور ریاست مین ایک صورت دو عملی کی ہی تہی - اب جو اتفاقاً
رانی صاحب اور سیّد برکت علیخان کے لوگون کے باہم (جو خیرآباد صوبہ اودہ
کا رہنے والہ اور جنرل سر ڈیوڈ اگٹر لونی صاحب کا میر منشی تہا اور مصر نوندہ رام
کے مرنیکے بعد جنرل صاحب موصوف کی استرضا سے مہاراج نے اُسکو اپنا نائب
اور مدار المہام مقرر کیا تہا) دنگہ ہوگیا اور طرفین کے آدمی زخمی ہوئے - مہاراج
کو یہہ خیال ہوا کہ رانی صاحب کے متوسلون کا اسطرح فتنہ و فساد کرنا اس غرض سے
ہے کہ بدنظمی کی شہرت ہو کر ریاست کی باگ پہر رانی صاحب کے ہاتہہ مین چلی جاوے
پس اُنہون نے کپتان جارج برچ صاحب اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ کو مراسلہ بہیجکر انبالہ
سے پٹیالہ بلالیا اور اُنہون نے یہان آکر یہہ انتظام کر دیا کہ فقط مہاراج ہی ریاست کے

مالک اور فرمان روا ہین اور رعایا اور ملازمان ریاست کے نام ایک اعلان
جاری کیا جسمین بتاکید تمام یہہ لکہا تہا کہ لوگ صرف مہاراج ہی کو حاکم اور مالک ریاست
سمجہین اور اگر کوئی کسیطرح کا فتنہ و فساد کریگا تو مہاراج اُسکو سخت سزا دینگے اور
رانی صاحب سے یہہ اقرار کرالیا کہ اپنی جاگیر قصبہ سنور مین تشریف رکہین اور کاروبار ریاست
مین کبہی دخیل نہون مگر دو بڑے جہگڑے ابہی اور تصفیہ طلب باقی تہے - ایک یہہ
کہ رانی صاحب اُسیقدر جاگیر کا دعوی کرتی تہین جسقدر بالفعل اُنکے قبضہ مین تہی -
دوسرے تمام خزانہ اور توشیخانہ اپنے ساتہہ سنور کو لیگئی تہین اور اُسپر سے اپنا قبضہ اُٹہانا
نہین چاہتی تہین پس سر ڈیوڈ آکٹر لونی صاحب نے یہہ تجویز کیا کہ اگرچہ اس تمام جاگیر پر
جو فقط انکے ہی نہین مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کے گذارہ کے واسطے بہی
مقرر کی گئی تہی رانی صاحب کا کچہہ حق نہین ہے مگر تاہم مقتضائے سیرچشمی اور
عالی ہمتی یہہ ہے کہ مہاراج یہہ تمام جاگیر اپنی والدہ ماجدہ کو دیدین لیکن جسقدر اُنہون
نے اُسکو اپنے اختیار کے زمانہ مین بڑہا لیا ہے وہ شامل خالصہ کرلیجائے توشیخانہ
مین جو زر نقد اور جواہرات اور سونے چاندی کے برتن تہے یہہ تخمیناً پچاس ۵۰ لاکہہ
روپیہ کا مال تہا اور اسکو رانی صاحب کپتان برچ صاحب کی اجازت سے سنور
لیگئی تہین - صاحب موصوف کو یقین تہا کہ یہہ بات مہاراج کی رائے سے بہی

خلاف نہو گی اور خزانہ رانی صاحب کے پاس حفاظت سے رہیگا اور وہ اُسکی
ہرطرح ذمہ دار رہینگی اور انہون نے اسکی ایک صحیح فہرست بہیجنے کا بہی اقرار کیا
تہا مگر ایفاے وعدہ نہین کیا اور صرف ایک ناکمل فرد یادداشت کے طور پر تحریر
کراکر بہیجدی اور اُس سے زیادہ مشرح فہرست بہیجنے سے انکار کیا۔

اب سر ڈیوڈ آکٹر لونی صاحب تو راجپوتانہ کی ریزیڈنٹی کے عہدہ پر
بہیجے گئے اور یہان کے معاملات ویسے ہی ناقابل اطمینان حالت مین تہے
اور رانی صاحبہ نے اُن تجاویز کو جو نہایت مناسب طور سے اُنکے روبرو پیش
کیگئی تہین منظور نہین فرمایا تہا اور جاگیر اور خزانہ دونون پر قابض و متصرف
رہنا چاہتی تہین اور مہاراج کو اُس مال و متاع مین سے جو رانی صاحبہ کے قبضہ
مین تہا غبن ہو جانیکا یقین تہا اس سبب سے آغاز ۱۸۲۳ء مین یہہ معاملہ
کپتان راس صاحب ڈپٹی سوپرنٹنڈنٹ ریاستہاے این روے ستلج کو
تصفیہ کے واسطے سپرد ہوا۔

مسٹر گرفن صاحب لکہتے ہین کہ مہاراج کو اپنی والدہ ماجدہ کی نسبت
مفصلہ ذیل شکایتین تہین۔

اوّل یہہ کہ اُنہون نے کاروبار ریاست سے علحدگی اختیار کرنی نہین اُن باتون پر

عمل نہین کیا جو خاندان پٹیالہ کی وقعت کے لائق تہین۔

دوسرے جن اسناد کی روسے وہ ابتدائے ۱۸۴۸ء مین پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر پر قابض ہوئی تہین اُنکو بدل ڈالا اور ہمارا نام خارج کرکے صرف اپنے نام کی سندین تیار کرالین اور توشہ خانہ کا بہت سا قیمتی اسباب اودہر اُدہر کردیا۔

تیسرے یہہ کہ اُنکے علحدہ اجلاس کرنیکے سبب سے ہمارے رعب مین فرق آتا ہے اور اُنکے پرورده عہدہ دار انتظام ریاست مین مداخلت کرتے ہین اور ریاست کی سپاہ اور خزانہ کی تعداد کو اسقدر نقصان پہنچا ہے کہ غالباً ہمسے کنٹنجنٹ کا رسالہ بہی گورنمنٹ کی خدمت کیواسطے بہم نہ پہنچ سکیگا اور ہمکو اس سبب سے ناحق بدنامی اُٹھانی پڑیگی۔

ان نقصون کے رفع کرنیکے واسطے مہاراج کیطرف سے یہہ تجویز پیش ہوئی کہ رانی صاحب پٹیالہ تشریف لے آئین اور یہین رہا کرین اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ بابت آمدنی اصل جاگیر کے اُنکو ملا کرے اور حال مین جسقدر جاگیر بڑہائی گئی ہے وہ اُنسے لیجاوے اور توشہ خانہ پٹیالہ مین آجائے اور اگر کل نقد وجنس کی مکمل فہرست دیدین اور اس بات کا اطمینان ہوجائے

کہ اُنکے اہلکارون نے اُسمین کچہہ خیانت نہین کی تو توشہخانہ رانی صاحب
کی ہی تفویض مین رہے - یہہ تجویزین نہایت معقول اور قرین انصاف تہین
اور جیسے ایک نہایت عالی رتبہ شخص کی جانب سے اُسکی نہایت بلند
مرتبہ مان کے ساتہہ ملحوظ ہونی چاہئین ویسی ہی تہین - پس مہاراج کو اختیار تہا
کہ اپنے گہر کا انتظام جسطرح چاہتے کرتے گورنمنٹ کی مداخلت کی کوئی وجہ نتھی
مگر اس سبب سے کہ رانی صاحب ایک بڑے علاقہ پر قابض تہین اور خاندان
پٹیالہ کا تمام اندوختہ خزانہ اُنکے قبضہ مین تہا اور سپاہ بہی کافی موجود تہی اور ظن غالب
فساد ہوجانیکا تہا گورنمنٹ نے اس اندیشہ سے کہ کہین خانہ جنگی کی نوبت نہ پہنچ جاے
اکتوبر سنہ مذکور مین مہاراج کی درخواست سے کپتان مرے صاحب کو
اس غرض سے پٹیالہ بہیجدیا کہ ریاست کے خزانہ پر مہاراج کا قبضہ ہوجاوے
اور جو جاگیر رانی صاحب نے ٹہرالی تہی وہ اُنسے لیلیجاے اور رانی صاحب
سنور کا رہنا چہوڑکر پٹیالہ مین آجائین جب رانی صاحب کو اُنکے وکیل منشی پیچند
کی معرفت کپتان مرے صاحب نے یہہ پیغام دیئے تو اُنہون نے جواب مین
کہہ بہیجا کہ آپ براہ مہربانی انتظام موجودہ کو بدستور قایم رہنے دین اور چونکہ ہماری
طرف کی کوئی بات گورنمنٹ نے ابتک نہین سُنی ہے اس سبب سے جو

کاغذ ہم تیار کر کے آپکے پاس بھیجین اُسکو آپ کلکتہ بھیج دین اور اگر آپ اِس بات
کو قبول نکرینگے تو مین تارک الدنیا ہوکر گنگا پر جا بیٹھونگی اور مجھکو اپنے لڑکے بھی
نہ جاگیر اور نہ کچھ کہانے پینے کو لینا منظور ہے مگر جب اُنکو نہایت اصرار کے ساتھ
کہا گیا کہ گورنمنٹ کے منشار کو بہت جلد قبول کرنا چاہئیے تب قلعہ کو خالی کرا ور
پالکی مین سوار ہو کپتان مرے صاحب کے کمپ مین تشریف لیگئین اور
کئی روز تک اس جھگڑے کے طے ہونیکے باب مین انکار کرتی رہین آخرکار
مین بہی جو اُنکی قدیم جاگیر تہی رہنے سے انکار کیا اور یہہ کہا کہ اگر سنور ہمارے قبضہ مین
نہین رہیگا تو بذات خود کلکتہ جا کر استغاثہ کرونگی اور آخرکار یہہ بات کہکر کہ جبتک
سنور اُنکو نہین دیا جائیگا اُسوقت تک وہ ایک بہی شرط نمانینگی - چودہوین اکتوبر کو انبالہ
کی طرف روانہ ہوئین -

رانی صاحب تو شاید ان باتون کو قبول ہی کر لیتین مگر منشی روپ چند وغیرہ
جو اپنے ہی فائدہ کو مقدم سمجھتے تہے اُنکو برانگیختہ کر دیتے تہے -

اب مہاراج بہت گھبرائے اور اگرچہ چاہتے تو نتھے مگر ناچار ہوکر قصبہ سنور
مع قلعہ کے رانی صاحب کو دیدیا اور وہ واپس تشریف لے آئین اور پچاس
ہزار روپیہ کی جاگیر لیکر راضی ہوگئین اور مان بیٹون مین صلح ہوگئی اور اِس سے

تہوڑے ہی دنون کے بعد جب بکرمی سنہ ۱۸۸۱ مطابق چہبیسوین نومبر ۱۸۲۴ء کو مہاراج نرآند سنگہ بہادر پیدا ہوئے تو پوتے کے دیکہنے کی خوشی مین سنور سے پٹیالہ چلی آئین اور اخیر دم تک یہین رہین۔

مہاراج کے چہوٹے بہائی کنور اجیت سنگہ صاحب بہادر کو لوگونکا بہکا کر دہلی لیجانا اور تقسیم ریاست کی بابت انکا دعویدار ہونا اور اسکا انجام کار

اب ہم مہاراج کے چہوٹے بہائی کنور اجیت سنگہ صاحب بہادر کے اُس جہگڑے کا حال لکہتے ہین جو انہون نے تقسیم ریاست کی بابت کیا تہا۔ کنور صاحب بہادر دوسری جیٹہ سمت ۱۸۱۰ مطابق یکم اگست ۱۸۰۳ء کو پیدا ہوئے تہے اور مہاراج صاحب سنگہ بہادر کے انتقال کے وقت مہاراج کرم سنگہ بہادر قریب پندرہ سال کے اور یہہ ساڑہے تین برس کے تہے پس چہوٹا ہونے کی وجہہ سے اگرچہ مسندنشینی ریاست کی بابت انکا کچہہ حق نتہا مگر رانی کہیم کنور صاحب جنکا ذکر اس کتاب مین اکثر ہوا ہے یہہ چاہتی تہین کہ مہاراج کرم سنگہ صاحب بہادر کی عوض کنور صاحب مسندنشین ریاست ہون اور اسکا سبب یہہ تہا کہ انکو اُمید تہی کہ اگر کنور صاحب مسندنشین ہو جاینگے تو پہر ہمارا دور دورہ ہو جایگا اور انکے اس منصوبہ کے راجہ جسونت سنگہ صاحب

والی نابهه مدد معاون تهے اور اسکے کئی سبب تهے ایک یهه که رانی صاحب موصوف کی بهتیجی انکو بیاهی تهی - دوسرے ریاست پتیاله کا عروج همیشه انکی انکهون مین کهٹکتا رهتا تها - تیسرے انکے خاص مدنظر یهه بات تهی که یهه ریاست دو حصون مین تقسیم هو جاوے اور نابالغ رئیس مسندنشین کیا جاوے جسکی رانی کهیم کنور صاحب تو برائے نام سرپرست رهین اور دراصل تمام کاروبار هماری هدایت سے هوا کرین مگر یهه باتین هونهار نه تهین اور کب ممکن تها که بڑا بهائی محروم هو کر چهوٹا مسندنشین هو جاوے - پس اگرچه برخلاف انکی آرزو کے مهاراج کرم سنگهه بهادر مسندنشین ریاست هو گئے مگر تاهم یهه اپنی تدبیرون سے غافل نهین رهے چنانچه اب جو صفر نوندے رانی گیا اور رانی آسکور صاحب کا بهی وه اقتدار نه رها جو اس سے پهلے تها اور اپریل ۱۸۱۹ء مین مهاراج کو اپنے سالے سردار فتح سنگهه خلف سردار بهنگا سنگهه کی وفات کے باعث سے تهانیسر جانا پڑا اور رسم کے موافق کنور صاحب اور اُنکی والده رانی آنند کنور صاحب بهی مهاراج کے ساتهه وهان گئین تو خودغرض لوگ جو صرف موقع هی کی تاک مین تهے کنور صاحب کو جو اسوقت قریب دس برس کے تهے لے اوڑے اور انکو مع انکی والده کے کرنال لیگئے اور اُبهار کر کهلم کهلا ریاست کی بالمناصفه تقسیم کا دعوی دایر کرادیا اور انکی بهترین خوبی مهاراجه راجگان هندر بهادر کا خطاب جو صرف

سند نشین ریاست کا حق تہا کشیدہ کرالیا۔ اگرچہ رانی کہیم کنور صاحب کا جون ۱۸۴۱ء
مین انتقال ہوگیا مگر راجہ جسونت سنگہ صاحب بہادر برابر کنور صاحب کو مدد دیتے
اور بہت سے لوگ خصوصاً گوپال سنگہ جو کنور صاحب کا دیوان اور بڑا ہشیار تدبیر
اور ایک چالاک شخص تہا اُنکو تلقین کرتے اور بہای بہای مین پہوٹ کا بیج بوتے
رہے مگر مہاراج چونکہ بدل یہہ چاہتے تہے کہ بہای سے صفای ہوجاوے اور کوی بات
شکایت کی باقی نرہے اسلئے اُنہون نے اپنے مدار المہام منشی حکمت سیّد علیخان کو
اس مضمون کا مراسلہ دیکر کپتان مرے صاحب کے پاس بہیجا کہ ہم آپکو اس معاملہ
مین اختیار دیتے ہین جسطرح آپ مناسب سمجہین کنور صاحب کے راضی کرنیکا انتظام
کرین اور اکیس قصبون اور تعلقون کی ایک فہرست اس غرض سے بہیجی کہ اُنمین سے
جو آپکی راے مین مناسب معلوم ہو کنور صاحب کی بود و باش کیواسطے نامزد کردین
لیکن بدلوگون کا تو اسیمین فایدہ تہا کہ یہہ جہگڑا جاری رہے پس وہ کب فیصلہ ہونے
دیتے تہے۔ اُنہون نے ایسے لغو اور بیہودہ دعوے پیش کرادیے جنکے سبب سے
تصفیہ بہت مشکل ہوگیا چنانچہ اوّل نصف ریاست کے خواہان ہوے جو بالکل ریاست
کے دستور کے خلاف تہا۔ پہر سیف آباد یا سنّام یا بہٹنڈہ کے ملجانیکی خواہش کی اور جب
دیکہا کہ یہہ درخواستین منظور ہوتی معلوم نہین ہوتین تو یہہ استدعا کی کہ کوی ایسا قلعہ

ملجاے جسکے ملحق ایک قصبہ بہی ہو جیسے ڈہوڈان منصور پور - ہڈیایہ - برنالہ وغیرہ اور جب یہہ بات بہی بنتی نظر نہ آئی تو آخر کار یہہ درخواست کی کہ رانی آسکنور صاحبہ کی دو لاکہہ روپیہ کی جاگیر جو ریاست مین شامل ہو گئی ہے وہ ہمکو دیجاے مگر مہاراج یہہ کب منظور فرما سکتے تہے کیونکہ آیندہ کے واسطے دستور بگڑتا تہا اور اسی طرح رفتہ رفتہ ریاست کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانیکا اندیشہ تہا مگر تاہم اُنہون نے یہہ تجویز کر دیا کہ علاوہ اُس پندرہ ہزار کی جاگیر کے جو کنور صاحب اور اُنکی والدہ کے گذارہ کے واسطے پہلے سے مقرر تہی تیس ہزار روپیہ کی جاگیر اور پانچ ہزار روپیہ نقد اخراجات جیب خاص کیواسطے ملا کرے اور اپنی مہر اور دستخط سے کنور صاحب کے نام اسکی سند لکہدی مگر کنور صاحب اگرچہ یہہ بخوبی جانتے تہے کہ سرکار انگریزی اُنکی کچہہ بہی مدد نہ کریگی اور جبتک وہ اپنے بڑے بہائی کا کہنا نہ مانینگے اُسوقت تک کچہہ نہین مل سکتا مگر اُنکا مزاج کچہہ ایسا تہا اور لوگون نے کچہہ ایسا سکہایا پڑہایا تہا کہ مہاراج کی یہہ تجویز اُنکی خاطر مین نہ آئی اور اپنی والدہ کو لیکر پہر دہلی کو چلے گئے اور ۱۸۲۸ع تک وہین رہے لیکن اب عمر کے ساتہہ عقل بہی بڑہ گئی اس سبب سے کچہہ سمجہہ بوجہہ کر بہائی سے صُلح کر لی اور جو کچہہ مدد معاش کیواسطے مقرر ہوا تہا اُسکو قبول کر کے پٹیالہ چلے آئے اور یہان جون ۱۸۲۹ع مین مہاراج نے بڑی دہوم

وہاں سے اُنکی شادی کی۔

ریاست کے پرانے اور قدیم انتظام اور نئی اصلاحوں اور جدید قاعدون کا ذکر

ان جہگڑون قصون سے فراغت پاکر مہاراج نے اپنی توجہہ زیادہ تر انتظام ریاست کی طرف مصروف فرمائی اور اپنے لائق مدار المہام منشی سید برکت علیخان اور اور اہلکارون کے مشورہ سے انتظام سابقہ مین مناسب مناسب اصلاحین کین اگرچہ ناظرین کو اُن واقعات اور حالات پر غور کرنے سے جو ہمنے اس کتاب مین مفصل لکہی ہین مہاراج صاحب سنگہہ صاحب بہادر اور اُن سے پہلے رئیسون کے عہد مین زمانہ کی جو حالت تہی اور انتظام ریاست کا جو ڈہنگ تہا کچہہ کچہہ معلوم ہو سکتا ہے مگر چونکہ کسی مُلک اور سلطنت کی تاریخ تب ہی زیادہ مفید اور دلچسپ ہو سکتی ہے جبکہ اُسکے اُصول حکمرانی اور قواعد سیاست اور طرز انتظام کو مفصل بیان کیا جائے اسلئے ہم اوّل اُسوقت کے انتظام اور حکمرانی کے ڈہنگ اور نظم ونسق کے طرز وانداز کا حال لکھکر پہر اُس تغیّر وتبدّل اور اصلاح وترمیم کی کیفیّت بیان کرینگے جو مقتضائے وقت کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً مہاراج کے عہد دولت مین عمل مین آئی۔

واضح ہو کہ ابتداے قیام ریاست سے اس وقت تک یہان کا انتظام نہایت سیدہا سادہ اور جنگی طور کا تہا اور چونکہ سرکار انگریزی اور مہاراجہ رنجیت سنگہ بہادر کے درمیان دریاے ستلج کے حد مقرر ہو جانیسے پہلے ستلج اور جمنا کے دوآبہ مین رات دن لڑائی بہڑائی اور مار دہاڑ رہتی تہی اور سرحد والونکی طرف سے ہمیشہ خون خرابے ہوتے رہتے تہے اور غیرونکی دیکہا دیکہی کبہی کبہی خود اپنی رعایا ہی بگڑ بیٹہتی تہی اسلئے ملک کے اکثر حصّے ایسے سردارون کے سپرد رہتے تہے جنکو ملک اور فوج دونون پر اختیار ہوتا تہا یہہ لوگ تہانہ دار[1] کہلاتے تہے اور اگرچہ رعایا کے تمام دیوانی اور فوجداری کے جہگڑون کا فیصل کرنا اور ایک دوسرے عہدہ دار کی وساطت سے جو اگراہا (تحصیلدار) کہلاتا تہا اور ایک طرح کا اُنکا مطیع ہی ہوتا تہا ملک کا محاصل وصول کرنا اُنکے ذمہ تہا مگر بڑا کام اُنکا یہہ تہا کہ ملک مین امن وامان قایم رکہین اور سرحد والونکی طرف سے اگر حملہ ہو اُسکا تدارک کرین اور اس غرض سے سپاہ کافی اُنکی ماتحت رہتی تہی جسکا بڑا حصّہ سوار ہوتے تہے تاکہ دشمنون کا دور تک تعاقب ہو سکے اور فاصلہ پر جاکر دہاوا مار سکین اور اگرچہ تہانہ دار اپنے ماتحت ملک

[1] سلطنت مغلیہ مین بموجب آئین عہد شہنشاہ اکبر کے ایسے عہدہ دار فوجدار کہلاتے تہے۔ ۱۲ مولف

کے معاملات مین کُلی اختیار رکہتے تہے مگر اس سبب سے کہ بعض وقت خود انکی طرف
سے بغاوت اور سرکشی کا اندیشہ ہوتا تہا احتیاطاً اکثر بڑے قلعونکا انتظام
اور حفاظت ایسے لوگون کے سپرد ہوتی تہی جو تہانہ دار کے ہمقوم اور ہم مذہب
بلکہ رہنے والے بہی اسمقام کے نہون اور قلعہ کی سپاہ جو اکثر پیادہ ہوتی تہی
اُنکے ماتحت ہوتی تہی اور وہ صرف اُنہین کا حکم مانتی تہی۔

سپاہ کی تنخواہ مین اکثر جاگیرین دیجاتی تہین لیکن یہہ طریقہ بہی رایج تہا کہ
تنخواہ کے بدلے سپاہی کی خوراک اور گہوڑے کا دانہ گہاس اور قدرے
قلیل نقد سرکاری گوداموں سے جنکو مودی خانہ اور راباڑہ کہتے تہے روز
مرّہ یا ہفتہ وار یا ماہوار دیاجاتا تہا۔

خود اسپے سوار بہت کم ہوتے تہے اور اکثر یہہ دستور جاری تہا کہ ایک
معزز شخص کو سردار بناکر اجازت دیجاتی تہی کہ بطور خود سپاہی بہرتی کرلیوے
اور جاگیر سے جو اُسکی اور اُسکی سپاہ کے خرچ کیواسطے دیجاتی تہی بقدر مناسب اُنکو
تنخواہ وغیرہ دیتا رہے۔ یہہ لوگ اکثر سو سوار یا پیادون کے اور کبہی کبہی اس سے
بہی کم کے سردار ہوتے تہے مگر سو سے زیادہ کا کبہی کوئی سردار مقرر نکیا جاتا تہا۔

لیکن قلعہ دارون کو اجازت تہی کہ قلعہ کی حفاظت کیواسطے جسقدر مناسب سپاہی

اپنے پاس رکھین۔

فوج ایک ایک ڈہال اور تلوار اور توڑہ دار بندوق اپنے پاس رکہتی تہی اور خال خال شخص اپنے شوق اور مرضی سے بندوق کی عوض برچہی اور تیر و کمان رکہتے تہے اور قواعد جنگ صرف اسی قدر جانتے تہے کہ لڑائی کے وقت اپنے سردار کے ماتحت صف باندہ کر کہڑے ہو جاوین اور بندوقین چہوڑتے رہین اور جب موقع ہو حملہ کر کے دشمن پر جا پڑین۔ مگر مہاراج صاحب سنگھ بہادر کے نابالغی کے زمانہ مین دیوان نانون مل نے مرہٹون کی دیکہا دیکہی ایک نئے اسپاہی کی ایک پلٹن جسکے پاس چقماقی بندوقین تہین بہرتی کر کے اسکو فرانسیسی قواعد سکہلای تہی۔

ایسی توپخانہ یہان نتہا اور نہ اُس سے کوی شخص واقف تہا اور اُسکی جگہ زنبور خانہ سے کام لیا جاتا تہا البتہ بہاری بہاری چند وہ توپین تہین جو بیلون سے کہینچی جاتی ہین لیکن انکے چلانیوالے اُسی پرانے فیشن کے لوگ تہے اور یہہ آتش فشانی اور طرح طرح کی حکمتین اور انداز جو اہل یورپ نے اس فن مین ایجاد کئے ہین اُنکو نہ آتے تہے۔

سپاہیون اور گہوڑون کی چہرہ نویسی کا دستور رایج نتہا اور اس سبب سے

سرداروں کی خوب بن آتی تہی اور جب کبہی کسی سردار کی فوج کے جایزہ لینے کا حکم ہوتا تو تعداد مقررہ کے پورا کرنیکے لئے وہ اکثر یہہ کرتا کہ کچہہ دیکر کے غیر ملازم لوگونکو ادہر ادہر سے گہڑی کی گہڑی اکہٹا کرکے دیکہا دیتا ویا جو شخص جایزہ لینے آتا اسکو بہت سوٹ گہوڑون کی پچہاڑیان گنوا دیتا اور یہہ بہانہ کر دیتا کہ سوار کہین ادہر ادہر نوکری پر گئے ہوئے ہین اور کچہہ دے لیکر اُن سے اپنے مطلب کے موافق رپوٹ کرا دیتا اور اسطرح سے سپاہیونکی تنخواہ کا روپیہ بلا خوف وخطر ہضم کر جاتا۔

اگرچہ سپاہ مختلف سردارون کے ماتحت تہی جو ڈیرہ دار یا رسالدار کہلاتے تہے مگر ایک شخص بخشی کے لقب سے بہی نامزد رہتا تہا جو اصطلاح مین اُس شخص کو کہتے تہے جو کُل فوج کا سردار ہو اور ابتدا سے قیام ریاست سے ابتک یہہ عہدہ صرف ایک ہی خاندان مین چلا آیا تہا جو مذہب کا مسلمان اور اُس قوم سے تہا جسکو اس ملک مین ڈوگر کہتے ہین۔

دیوانی اور فوجداری کے مقدمات کے تصفیہ کیواسطے سب پرگنون مین تہانہ دار اور پٹیالہ اور سنام مین کوتوال مقرر تہے اور انکو ان معاملات مین اختیار ناطق حاصل تہا اور وہ ہر قسم کے جہگڑے جو انکے روبرو پیش ہوتے صرف زبانی تحقیقات کے بعد فیصل کر دیتے تہے اور زبانی ہی اُسکی تعمیل

ہوجاتی تہی اور ضمانت اور ہر طرح کے قول و قرار متعلق مقدمہ بہی اکثر زبانی ہی
ہوجاتے تہے اور بسبب سادگی مزاج زمانہ کے رعایا اُنہین کی تجویز اور احکام پر
قناعت کرتی تہی اور شاذ و نادر ہی کوئی ایسا مقدمہ ہوگا جو رئیس یا دیوان کے
روبرو جو بطور نایب ریاست اور وزیر کے سمجھا جاتا تہا پیش ہوکر فیصل کیا جاے

یہہ لوگ کسی تحریری قانون کے پابند نتہے مگر رسم و رواج کی پابندی اُنپر فرض
تہی جسکو لوگ بمنزلہ قانون اور بطور اصول ہر ایک معاملہ دیوانی اور فوجداری کے
مانتے اور سمجہتے تہے اور چونکہ حاکم و محکوم دونون ایک ہی مُلک کے رہنے والے
تہے اور آپس کے میل جول اور باہم رہنے سہنے سے لوگونکی طبیعت اور خصلت اور
چال چلن سے اُنکو بخوبی واقفیت ہوتی تہی غالباً معاملات کی اصلیت اُن سے
بہت کم مخفی رہتی ہوگی

پنچایت اور ثالث کا طریقہ بہی اکثر رایج تہا خصوصاً اراضیات زرعی کے حدود
کے جہگڑون مین ثالثونکی امداد زیادہ کارآمد تہی۔

مدعا علیہ کے انکار یا گواہون کے موجود نہونے کی حالت مین اکثر قسم
لیجانیکا مختلف طریقون سے دستور رایج تہا جسکو عموماً نیم کہا جاتا تہا اور مدعی
یا مدعا علیہ کو کہا جاتا تہا کہ بیٹے کو گود مین لیکر قسم کہاے یا کسی سنت یا ولی کی

سمادہ یا مزار کی گُنڈی کہولدے اور کبہی مدعی یا مدعا علیہ کے سوا اُنکے خاندان مین سے کسی ایسے شخص سے قسم لیجاتی تہی جسکو فریق مخالف تجویز کرتا تہا اور لین دین کے معاملات مین قسم کا ایک یہہ طریقہ بہی رایج تہا کہ مدعا علیہ مدعی کے ہاتہہ مین قلم دیکر کہتا کہ خدا کو حاضر و ناظر سمجہکر سفید کاغذ پر اپنے مطالبہ کی صحیح تعداد لکہدیوے اور بعض اوقات ایک مدت معینہ تک جو اکثر ایک مہینہ یا چالیس روز ہوتے تہے قسم کے نتیجہ یعنی میعاد معینہ کے اندر قسم کہانے والے پر کسی ناگہانی آفت کے نزول کا انتظار کیا جاتا تہا اور میعاد گذرنے کے بعد مقدمہ کو جہوٹا یا سچا کہا جاتا تہا۔

فوجداری کے مجرمون کو اکثر جرمانہ کی سزا دیجاتی تہی اور اگرچہ کبہی کبہی مشہور بدمعاش اور سخت مجرمون کو قید بہی کیا جاتا تہا مگر کچہہ میعاد مقرر نہین کیجاتی تہی اور حاکم کو اختیار تہا کہ جب چاہے مجرم کو رہا کردے۔

خون کے مقدمات مین اکثر خون بہا دلایا جاتا تہا اور کوشش کیجاتی تہی کہ مقتول کے وارث قاتل کے خاندان مین سے کوئی ناطہ یا کسیقدر زرعت کی زمین یا کسیقدر نقد لیکر رضامند ہوجائین ورنہ مجرم کو ایک مضبوط رستی گلے مین ڈالکر کسی منظر عام مین اکثر کیکر (ببول) کے درخت سے لٹکا کر ہلاک کردیا جاتا

تہا جہاں کئی کئی دن تک لوگوں کی عبرت کیواسطے اُسکی لاش لٹکتی رہتی تہی۔
ہاتہہ یا ناک کاٹ ڈالنے اور کالا مونہہ کرکر گدہے پر چڑہا کر باواز دہل تشہیر کرنیکا دستور ٹہیک معلوم نہیں کہ تہا یا نہیں مگر ظن غالب ہے کہ ہوگا گو مقتضای وقت یا رئیس کی طبیعت کے اختلاف او تفاوت کے موافق ان میں کمی بیشی ہوتی ہی ہو کیونکہ ابتک اکثر وہی طور وطریقے جاری اور قایم تہے جو ابتدا سے چلے آتے تہے علاوہ برین سلطنت مغلیہ اور اُس سے پہلی سلطنتوں کے عہد میں جسکی طرز حکومت اور رنگ ڈہنگ سے اُسوقت کے رئیسوں نے تعلیم حاصل کی تہی اس سے بہی زیادہ سخت اور وحشیانہ سزائیں دیجاتی تہیں پس ظن غالب ہے کہ یہہ سزائیں بہی دیجاتی ہونگی۔
تحصیل مال کیواسطے یہہ قاعدہ مقرر تہا کہ سوائے اُس پیداوار کے جو غلہ کی تعریف میں داخل نہیں ہے مثلاً ایکہہ۔ مرچ۔ پیاز وغیرہ غلہ اور بہوسہ میں سے ایک مناسب حصہ لیا جاتا تہا اور اشیاء مذکورہ کی بابت نقد لگان وصول کیا جاتا تہا جسکا مفصل حال ایک موقع پر ہم آیندہ لکہینگے۔
راہداری کے محصول سے جو عموماً زکات کے نام سے مشہور تہا سرکار کو ایک معقول رقم وصول ہوتی تہی اور ایک ذریعہ آمدنی کا یہہ بہی تہا کہ جولاہہ وغیرہ اہل حرفہ سے جو کپڑا یا کمبل وغیرہ بُنتے تہے اُنکی پیشہ کی حیثیت کے موافق محصول لیا جاتا تہا

جسکو ترافی (اخترافی) کہتے تہے اور جن جن قصبون یا شہرون کے گرد شہر پناہ بنی ہوئی تہی اُنکی مرمت کے نام سے بجز سرکاری ملازمون کے قریب تمام شہر کے رہنے والون سے سالوار ایک رقم وصول کیجاتی تہی جسکی شرح چار آنے آٹہہ آنے یا ایک روپیہ ہوتی تہی جسکا اصطلاحی نام **پگڑیون کا محصول** تہا اور چونکہ یہہ ٹیکس صرف مردون ہی پر مقرر رہتا تہا جو رسم مُلک کے موافق عموماً پگڑی باندہتے ہین اس مناسبت سے یہہ نام پڑ گیا تہا۔

جو روپیہ تحصیل ہوکر آتا خواہ وہ مُلکی محاصل کا ہو خواہ راہداری یا اخترافی یا کسی اور قسم کا **دیوان** کی معرفت شہر کے بڑے بڑے سرافون کی دوکانون مین جمع اور وہین سے لیکر خرچ کیا جاتا تہا اور ریاست کے تمام اخراجات کی سربراہی دیوان کے ذمہ تہی جو ایک حیثیت سے صیغہ مال کا افسر اعلیٰ اور تمام آمدنی و خرچ کی نگرانی کا ذمہ دار اور دوسری حیثیت سے گویا خزانچی تہا۔

آمدنی و خرچ کا حساب ہندی مہاجنی حروف مین لکہا جاتا تہا اور سب کاغذات دیوان ہی کے گہر مین رہتے تہے۔ کچہری اور دفتر کیواسطے کوئی سرکاری مکان مقرر نہتا اور یہی حال اُسکے تمام ماتحت صیغون کا تہا اور نتیجہ یہہ تہا کہ سرکار ہمیشہ مفلس اور دیوان اور اُسکے ماتحت لوگ بڑے مالدار و متمول

ہوتے تہے اور کیون نہون جب خود ہی رکہنے والے خود ہی دینے والے اور خود ہی جمع وخرچ کا حساب لکہنے والے ہون اور کوئی دوسرا شخص پوچہنے والا نہو۔ غیر ریاستون کے ساتہہ خط وکتابت میر منشی کی معرفت ہوتی تہی جسکے پاس رئیس کی دستی مہر رہتی تہی اور نئے گانوون کی آبادی اور جاگیرون اور معافیون اور وقفی روزینون کے پٹے اور سندین بہی اُسکے قلم سے لکہے جاتے تہے مگر اُسکی کچہری اور دفتر بہی اُسی کا اپنا گہر تہا۔

اِسوقت کی سندون وغیرہ کاغذات کے دیکہنے سے جو ابتک لوگون کے پاس چہوٹے چہوٹے پرچون پر لکہے ہوئے بکثرت موجود ہین اور جنمین سال و تاریخ تک درج نہین ہے اور عبارت بہی کچہہ ایسی ہی ہے۔ اس بات کی شہادت حاصل ہوتی ہے کہ مُلک کی بدانتظامی اور حکومتون کے انقلاب اور رات دن کی مار وہاڑ نے عموماً لوگون کو حفظ جان ومال کی ضروری اور لابدی فکر مین ڈالکر تعلیم اور تعلّم کیطرف سے نہایت درجہ غافل اور بے پروا کردیا تہا اور ضرورتاً سپاہ گری کے فنون کے حاصل کرنے اور رات دن اُنہین خیالات مین بسر کرنے پر مائل ہو گئے تہے۔ علی الخصوص سکہہ سردار سپاہ گری کے پیشہ کو جسنے اُنکو سرداری اور حکومت کے مرتبہ پر پہنچا دیا تہا سب سے زیادہ عزیز جانتے

تہے۔ فارسی کا پڑہنا جو اُسوقت یہی ایک علمی زبان خیال کیجاتی تہی اور جسکے جاننے والے کو بمنزلہ ایک عالم فاضل کے سمجہا جاتا تہا اُنہین قریباً متروک تہا اور متروک کیسا بلکہ وہ اُسکو معیوب جانتے تہے اور اُنکو یہہ خیال تہا کہ فارسی پڑہکر آدمی نکمّا اور بُزدل ہو جاتا ہے مگر زمانہ سب سے بڑا موثر ہے جب یہہ بدلتا ہے تو لوگونکے خیالات بہی ساتہہ کے ساتہہ بدل جاتے ہین اور کیسے ہی تعصبات او مضبوط خیالات کیون نہون آخر کار یہہ اثر غالب آہی جاتا ہے۔ مگر ہان یہہ بات ضرور ہے کہ عقلمند اور سمجہدار آدمی جو ہر ایک چیز کے نشیب و فراز اور ترقی و تنزل کے اسباب پر غور کرنے کی عادت رکہتے ہین قصداً اپنی رفتار اُسکی رفتار کی موافق کرتے ہین۔ اور نادان اور سادہ لوح شخص اگرچہ اپنی مرضی اور اختیار سے اُسکے موافق چلنے کا قصد نہین کرتے مگر اُسکے پر زور بازو خواہی نخواہی اُنکو بہی اپنے ساتہہ گہسٹنے پر مجبور کرتے ہین اور بہت نہین تو تہوڑا اُنکو بہی اُسکے ساتہہ ساتہہ چلنا پڑتا ہے الغرض زمانہ سبکو ایک ہی لاٹہی سے ہانکتا ہے اور عقلمند ہون یا بیوقوف سبکو اُسکی مرضی کی موافق چلنا پڑتا ہے۔ چنانچہ زمانہ ہی کی تبدیلی کا اثر تہا جو مہاراج نے اپنے ولیعہد مہاراج نراندر سنگہہ بہادر کو جبکہ جناب ممدوح نے گیارہوین سال مین قدم رکہا فارسی پڑہنا شروع کرایا اور اُنکی اُستادی کا فخر راقم کے والد حکیم

سید سعادت علی صاحب مرحوم کو دیا گیا اور اگرچہ زمانہ کی حالت ابتک بہی ایسی تہی کہ حضور ممدوح کو اپنی والدہ ماجدہ مائی آسکور صاحب کے لحاظ سے انکو علانیہ فارسی پڑہوانے مین تامل ہوا اور مینے اپنے والد مرحوم سے سُنا ہے کہ اسیواسطے انکو پٹیالہ سے سیف آباد (بہادر گڈہ) لیجاکر پڑہنا شروع کرایا تہا لیکن جب تہوڑے ہی دنون کے بعد پہاگن بدی ایکم سمت ۱۸۹۹ مطابق تیرہوین فروری سنہ ۱۸۴۳ء کو اُن کا انتقال ہوگیا تو علانیہ پڑہایا جانے لگا۔

یہ حال تو پرانے اور قدیم انتظام کا تہا اب نئے نظم و نسق کی کیفیت سنئے کہ مہاراج نے ایک لایق اور تجربہ کار شخص کو اپنا نایب اور مدار المہام مقرر فرمایا اور اُسکے ماتحت بخشی دیوان - میر منشی اور عدالتی مساوی عزت کے چار بڑے عہدہ دار مقرر ہوے جنمین سے عدالتی کا عہدہ اب نیا تجویز ہوا تہا اور انکو حکم ہوا کہ بڑے اور اہم معاملات مدار المہام کے امتزاج اور مشورہ سے طے کیا کرین اور جو وہ حکم دیوے اُسکو واجب سمجہین اور چارون صیغون کا کام اسطرح پر تقسیم ہوا کہ فوج کی سرداری اور اُسکے متعلق تمام امور کی دیکہہ بہال اور نوکرون کی تنخواہ کا دینا خواہ وہ فوج سے علاقہ رکہتے ہون یا ملک سے بخشی کے متعلق ہوا اور رسدین اور جاگیرین موقوف کرکے تنخواہ نقد مقرر کی گئی اور دست بدست ششماہہ تقسیم کئے جانیکا حکم ہوا و

ہدایت ہوئی کہ جو لوگ مفصلات مین متعین ہون اُنکی تنخواہ ایک خاص عہدہ دار جاکر بانٹ آیا کرے مگر خاص خاص سرداروں اور اہلکارون کی ذاتی تنخواہین جاگیرین قایم رہین۔

سپاہیون اور گہوڑون کی چہرہ نویسی کا قاعدہ جاری ہوا اور تجویز ہوا کہ مدت مناسب کے بعد فوج کا جائزہ خود مہاراج کے حضور مین لیا جایا کرے۔

ایک ایک ہزار سپاہی کی کئی باقاعدہ پلٹنین قایم کی گئین اور فوجی قواعد جو اُس وقت وہی مروج تہی اُنکو سکہائی گئی مگر سوارون کی حالت مین بجز اسکے کہ گہوڑے اپنے گہر کے رکہین اور گہوڑے اور سوار دونون کی چہرہ نویسی ہو اور کچہہ تبدیلی نہین کی گئی۔

ایسی توپخانہ بہی قایم اور مرتب کیا گیا اور چند توپین ایسی بہی بنائی گئین جنکو اونٹ کہینچتے تہے۔

صیغہ مال کا اہتمام دیوان کے تفویض ہوا اور حکم ہوا کہ معافون کے ان داخلہ موقوف کرکے راہ راست روپیہ خزانہ مین داخل کیا جائے اور ہنڈی کی تحریر موقوف ہوکر خزانہ توشیخانہ۔ توپخانہ۔ تعمیرات وغیرہ غرض تمام کارخانون کے علیحدہ علیحدہ فارسی دفتر مقرر ہوئے اور ایک معزز عہدہ دار گرڈورہ کے نام سے

انکا گران حال مقرر ہوا لیکن تحصیل معاملہ کا وہی پرانا طریقہ جاری رہا اور سمت ۱۸۹۸ مین جو
دیوان سیدہا سنگہہ نے پانچ برس کیواسطے اکثر پرگنون کا ٹہیکہ مقرر کیا وہ
چل نسکا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ صدہا بلکہ ہزارہا ملکیتین بدل گئین اور بناچاری ایک ہی سال
بعد اسکو منسوخ کرنا پڑا وجہ یہہ تہی کہ بلالحاظ مزروعہ وغیر مزروعہ چاہی اور بارانی کے
عموماً فی بگیہہ خام آٹہہ آنے اور کہین کہین دس آنے لگائے گئے تہے جسکے لوگ
تحمل نہوسکے اور بناچاری زمینین چہوڑدین اور روپیہ دیکر غیر شخص اُنپر قابض ہوگئے
جو آجتک حقیّت کے مقدمونمین اُسکو سند پکڑتے ہین اور سیدہا سنگہہ کی ٹہنّی کے
نام سے مشہور ہے۔

اب اگرچہ خام تحصیل کا دستور عموماً رایج تہا مگر کبہی کبہی کسی پرگنہ یا کسی گانونکا
کسی خاص وجہہ سے یکسالہ یا دوسالہ ٹہیکہ بہی ہوجاتا تہا مگر کسی قاعدہ کی بنیاد پر نہوتا
تہا اور علاوہ برین یہہ بڑی خرابی تہی کہ جب کسی فصل کی پیداوار اچہّی ہوئی اور
دیوان کو معلوم ہوا کہ ٹہیکہ توڑ دینمین سرکار کا فایدہ ہے تو بلالحاظ اختتام میعاد
فوراً منسوخ کردیا جاتا اور یہہ خیال نہ کیا جاتا کہ اسطرح کی بدعہدی زمینداروں کو
محنت کرنے اور زمین کو زیادہ زرخیز بنانے سے روکتی ہے کیونکہ جب تک
انکو اس بات کا یقین نہین ہوتا کہ ہماری محنت سے جو کچہہ حاصل ہوگا اُس سے

ہم ہی فایدہ اٹہاینگے تب تک وہ جان توڑکر محنت نہین کرتے جس سے زمین زیادہ زر ریز اور بار آور ہو جائے اور رفتہ رفتہ وہ خود ہی آسودہ ہو جائین اور سرکار کو بہی لگان بڑہانیکی گنجایش ہو لیکن یہہ بدمعاملگی اور بدعہدی صرف پُرانے اور قدیم دیہات کے معاملہ مین برتی جاتی تہی نوآباد گانون اس سے مستثنے تہے اور اُنکی آبادی کی سندون مین جو شرطین تخفیف معاملہ کی بابت ایک میعاد مناسب کیواسطے درج ہوتی تہین اُنکو ایمانداری کے ساتہہ پورا کیا جاتا تہا اور غلہ وغیرہ مین سے سرکار اُسیقدر حصّہ لینے پر قناعت کرتی تہی جو شرائط سند کی رو سے واجب ہوتا اور یہہ اسی عمدہ برتاؤ کا نتیجہ تہا کہ رفتہ رفتہ بیسیون نئے گانون آباد ہو گئے اور آمدنی کے بڑہ جانے اور مصارف کے عمدہ انتظام کے باعث آخر کار خزانہ کی حالت اس قابل ہو گئی کہ بٹہنڈہ کے قلعہ کی مرمت کرائی گئی۔ پٹیالہ کے قلعہ کا بیرونی حصار تعمیر ہوا اور عمدہ عمدہ محل بنائے گئے اور بہرتپور کی دوسری لڑائی[۵۷] کے موقع پر جبکہ ہمسایہ ریاستین یہہ کہتی تہین کہ اسطرح اپنے گھر کا خزانہ

۵۷۔ مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر والی بہرت پور نے مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کو جبکہ وہ لارڈ لیک صاحب بہادر سپہ سالار انگریزی سے فرخ آباد کے قریب شکست کہاکر آئے تب پناہ دی تہی اسوقت سے آغاز سنہ ۱۸۰۵ء مین لارڈ لیک صاحب نے بہرت پور پر حملہ کیا جسمین سپاہ انگریزی کو چار دفعہ شکست

نکالکر نہ دو میں لاکھہ روپیہ سرکار انگریزی کو قرض دیا گیا جس سے علاوہ سود کے یہہ بھی فایدہ ہوا کہ گورنمنٹ نے اس دوستانہ برتاؤ کا احسانمندی کے ساتھہ اعتراف کیا۔

اگرچہ چندے یہہ طریقہ بھی جاری رہا کہ خود دیوان خاص خاص پرگنون کی مستاجری لے لیتا تھا جسکے ساتھہ فوجداری کی آمدنی بھی اسکو اجارہ پر مل جاتی تھی اور اُن پرگنون مین تحصیلدار اور تہانہ دار اس کے بیچ کے ملازم مقرر ہوجاتے تھے مگر پھر موقوف ہو گیا غیر ریاستوں کے ساتھہ خط و کتابت کرنا اور پولیٹیکل معاملات کی نگرانی میر منشی کے ذمہ ہوئی اور جاگیرداران بہدوڑ اور کہانون وغیرہ کے معاملات اور منازعات باہمی کا تصفیہ بھی اُسی کے محکمہ کے متعلق ہوا کیونکہ اُن کی نسبت سرکار انگریزی اپنا

ہوئی اور آخر کار مہاراجہ نے از راہ دور اندیشی مُلکر کو رخصت کر دیا اور بیس لاکھہ روپیہ خرچہ جنگ دیکر صُلح کر لی یہہ پہلی لڑائی تھی جو سرکار انگریزی کی ریاست بھرت پور کے ساتھہ ہوئی تھی۔ دوسری لڑائی آغاز ۱۲۶۱ء مین ہوئی جبکہ مہاراجہ جسونت سنگھ صاحب بہادر رئیس حال کے والد مہاراجہ بلونت سنگھ بہادر کو جو نابالغ تھے انکے ایک قریب رشتہ دار درجن سال نامے نے قید کرکے ریاست پر قبضہ کر لیا تھا اور قرب و جوار کے ملک مقبوضہ سرکار انگریزی مین فساد کرنا شروع کر دیا تھا جسکو شکست دیکر سرکار موصوف نے گرفتار کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدیا اور مہاراجہ بلونت سنگھ بہادر کو پھر مسند نشین کیا۔ ۱۲ مولف

ایک قسم کا دعوی رکہتی تہی اور اس سبب سے اُنکے معاملات مین کبہی کبہی اپنا تعلق ظاہر کرتی رہتی تہی۔

عدالتی صیغہ جوڈیشل کا حاکم اعلی تجویز ہوا اور پہلے پہل مولوی محمد فضل امام صاحب خیر آبادی اس عُہدہ پر مقرر ہوئے مگر اُنکے اور تہانہ دارون کے اختیار مین کچہہ تمیز نہین کی گئی اور اگرچہ اب مقدمات دیوانی اور فوجداری کی مثل مرتب ہونے لگی اور مقدمات دیوانی کا فیصلہ بہی لکہا جانے لگا مگر فوجداری کے احکام کی تعمیل اب بہی زبانی ہی رہی اور اگرچہ مقدمات حقیت کا تصفیہ اب سے چند سال بعد دیوان کے متعلق ہوگیا مگر اُس وقت محکمہ سے متعلق تہا

ریاست کیتہل جنید اور نابہہ کے ساتہہ عہدنامہ کا ہونا

ہمارے اور ریاست کیتہل اور جنید اور نابہہ کے باہم طرح طرح کے جہگڑے رہتے تہے اور کبہی کبہی لڑائی تک نوبت پہنچ جاتی تہی اس لئے مہاراجہ لال بہائی اودے سنگہ صاحب والی کیتہل اور راجہ سنگت سنگہ صاحب والی جنید اور راجہ جسونت سنگہ صاحب والی نابہہ نے باہم ایک عہدنامہ کا ہوجانا مناسب سمجہا اور اس غرض سے ڈہوڈان کے مقام جمع ہوئے اور جیٹہہ سُدی ترودسی سمت ۱۸۹۰ مطابق دسوین محرم ۱۲۴۹ ہجری کو عہدنامہ لکہا گیا اور چارون صاحبون نے اُسپر اپنی مُہرین کین جسکا ترجمہ بطور خلاصہ ہم یہان لکہتے ہین اسکی

تمہید مین یہہ لکہا گیا کہ اگر کسی ریاست کے کسی عہدہ دار یا ملازم یا رعایا سے کوئی ایسا امر سرزد ہو جو دوستی کے برخلاف اور فساد و نزاع کا باعث ہو تو رئیس پر واجب ہوگا کہ فوراً اُسکا تدارک کرے اور اگر وہ ایسا نکرے تو دوسرے رئیس بالاتفاق امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کردین اور اگر رئیس موصوف اُنکی فہمائش اور دوستانہ مشورہ کو نمانے تو مقدمہ کی حیثیت کے موافق بنام نہاد بہیٹ دیوجا گور دوارہ اُسکی نسبت تاوان تجویز کرین اور وہ اُسکو بلا توقف ادا کرے اور مفصلہ ذیل شرطین درج ہوئین۔

اوّل۔ یہہ کہ ہر ایک ریاست پر واجب ہوگا کہ دوسری ریاست کے سرکش زمیندار اور تابعین کو کسی طرح کی امید یا سہارا ندین بلکہ بالاتفاق اُسکے مطیع کرنے مین کوشش کرین اور اگر کوئی گانؤن باغی ہو جائے تو بہی بالاتفاق اُسکی سزادہی اور تدارک عمل مین لائین۔

دوسرے یہہ کہ واسطے رفع نزاع سرحدات کے یہہ قاعدہ[۵۱] قرار پایا کہ سمت ۱۸۶۵ سے جسکا جس جگہہ پر قبضہ ہو وہ قایم رہے اور بحالت نزاع دو بے تعلق

---

۵۱ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ قرارداد باتباع منشا اُس اشتہار کے تہی جو گورنمنٹ انگریزی نے مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے ساتہہ عہد ہو جانیکے بعد تیسری مئی ۱۸۰۹ء کو این روے ستلج کے رئیسون کی اطلاع اور اطمینان کیواسطے جاری کیا تہا۔ ۱۲ مولف

ریاستین اسی قاعدہ کے موافق فیصلہ کردین اور بغیر اُنکے فیصلہ کے زمین متنازعہ
مین نہ تو کنوان بنایا جاسے اور نہ سرحد کی حفاظت کیواسطے کوی برج تعمیر
کیا جاسے اور نہ کوئی گانون آباد کیا جائے اور اگر فریقین مین سے کوی
اسکے برخلاف عمل کرسے تو دونون رئیسون کو اختیار ہوگا کہ جس ریاست کے
اہلکارون کا قصور سمجھین اُنکی نسبت سزا تجویز کرین اور بعد انفصال اور رفع نزاع
کے سرحد سے ڈیرہ سو قدم کے فاصلہ پر کنوان بنانے اور پانسو قدم پر
گانون آباد کرنے یا برج تعمیر کرنے کا اختیار ہوگا۔
تیسرے یہہ کہ بارانی اور سیلابی نالون اور دریاسے سرستی اور
گھگر وغیرہ پر جہان جہان سمت ۱۸۶۵ سے بند قایم ہون وہ بدستور قایم رہینگے
اگر اسکے خلاف کسی ذی تعلق ریاست کا کوی عہدہ دار یا زمیندار پانی کے
پہنچنے مین حارج ہو تو جسقدر طرف ثانی کا اس سے نقصان ہو وہ اس ریاست
کے ذمہ عاید کیا جاسے۔
چوتھے۔ یہہ کہ اگر کسی ریاست کا کوئی باقیدار دوسری ریاست کے علاقہ
مین جا بسے تو واجب ہوگا کہ اُس ریاست کے کاغذات کی رو سے فوراً
یا باقساط جیسا مناسب ہو زر باقی باقیدار سے ادا کرا دیا جائے۔

پانچوین یہ کہ مقدمات قرضہ مین بلحاظ جائداد اور حیثیت مقروض کے زر قرضہ بلا سود قرض خواہ کو دلایا جائے۔

چھٹے یہ کہ کسی ریاست کی رعایا کو جائز نہوگا کہ اپنے کسی مطالبہ کے عوض مدعا علیہ کا مال یا مویشی چھین لائے اور اگر کوئی اسکے برخلاف عمل کرے تو مال مغصوبہ بجنس واپس کرایا جائے اور بطور سزا اُسکا دعوی ناقابل سماعت قرار دیا جاوے۔

ساتوین یہ کہ اگر مدعی کسی مخبر کی نشاندہی یا اپنے ہی شبہ سے کسی ریاست کے علاقہ مین مال مسروقہ کی تلاشی کیواسطے جائے تو کوئی اُسکا سد راہ نہو بلکہ مدد دیکر تلاشی دلادی جائے اور اگر گانون کے لوگ مزاحمت یا چشم پوشی کرین تو مال مسروقہ اُنسے دلایا جائے اور مخبری کا خرچہ جسکو **مہر کہائی** کہتے تھے دس روپیہ سے پانسو روپیہ تک کے مقدمہ مین چوتہائی اور پانسو سے ہزار تک آٹھوان حصہ اور ہزار سے جسقدر بڑہتا جائے فیصدی دس روپیہ قرار پایا اور یہ ہوا کہ اگر مُخبر اپنا حصہ معاف کرا کر اور لوگون کے ذمہ چوری ثابت کرادیوے تو مدعی کی حق رسی باستثناء مُخبر باقی ملزمون سے کرائی جائے اور اگر مُخبر اپنا حق لیکر اثبات مقدمہ سے مُنکر ہوجائے تو مدعی کی حق رسی اُسی سے کرائی جائے

اور اگر کوئی شخص چور بتادیوے اور چور مال مسروقہ کا کسی دوسرے علاقہ مین منتقل ہوجانا بیان کرے تو بالحاظ قول مدعاعلیہ مدعی کی حق رسی اُسی سے کرائی جاوے اور قرار پایا کہ مسروقہ مویشی بجنسہ واپس کرائے جاوین ورنہ مدعی سے قسم لیکر اُنکی قیمت مدعاعلیہ سے دلائی جاوے اور چوری کی تاریخ سے سال کے دن اور مہینون کے لحاظ سے چھہ روپیہ سالانہ بہینس اور تین روپیہ گاے کے دودہ وغیرہ کی بابت اور اگر بیل ہو تو دس روپیہ بطور اُسکے کرایہ کے مدعاعلیہ سے مدعی کو دلائے جاوین اور بچون کی قیمت اس شرح سے دلائی جاوے کہ اگر مثلاً گاے بیس روپیہ کی قرار پاوے تو پانچ روپیہ بابت قیمت بچہ کے دلائے جاوین اور اگر گہوڑی یا اونٹنی گابہن چرائی گئی ہو تو معہ بچہ واپس کرائی جاوے اور اگر مسروقہ گہوڑے یا اونٹ کی کسی عضو مین نقصان آجاوے تو کسی ایماندار شخص کے حلف کی روسے اُسقدر قیمت دلائی جاوے جس قیمت کا وہ چوری جانیکے دن بیان کیا جاوے اور یہہ قرار پایا کہ کوئی شخص کسی غیر معتبر شخص سے کسیطرح کا مال بغیر ضمانت معتبر کے نہ خریدے۔

آٹھوین یہہ کہ اگر کسی گانون کی سرحد مین کسی چوری کے مقدمہ کا سُراغ پہنچ جاوے تو زمیندارون کو لازم ہوگا کہ مدعی کے ساتھہ ہوکر اُسکو آگے چلادین

اور اگر آگے نہ چلے تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ اپنی تسلی کیواسطے اُن سے قسم لیوے

نوین یہہ کہ ترغیب عورات کے مقدمات مین پانچ برس تک عورت مع
اُس مال و اسباب کے جو وہ اپنے گہر سے نکال لائی ہو مدعا علیہ سے مدعی کو واپس
دلائی جاوے اور اِس میعاد کے گذرنیکے بعد مدعا علیہ سے مدعی کو ناطہ دلایا جاے
اور وہ عورت اُسکے پاس سے علحدہ کراوی جاوے۔ مقدمات نسبت ناطہ
مین یہہ قرار پایا کہ حسب موافق رواج قوم کے رسوم کا ہونا ثابت ہو جائے خواہ
ناطہ معاوضہ کا ہو یا بلا معاوضہ کا خواہ عوض کسیقدر روپیہ کے ہوا ہو تو مدعی
کی شادی اُس سے حکماً کرادیجاوے اور اگر اُسکے والدین نے اُسکو کسی اور
جگہہ بیاہ دیا ہو تو وہ ملزم سمجھے جائین اور مدعی کے رضامند کرنے پر مجبور
کئے جائین۔ ؎[1]

دسوین یہہ کہ کسی ریاست کی رعیت کا کوئی شخص جو بغیر ثبوت الزام جرم

؎[1] مہاراج مہندر سنگھہ صاحب بہادر کے با اختیار ہونے تک ہمارے ان یہہ دستور تہا کہ مقدمات نسبت ناطہ مین بحالت انکار والدین منسوبہ حکماً نکاح یا پہیرے کرا دیئے جاتے تہے لیکن حضور مدوح نے اپنے عہد حکومت مین اسکی ممانعت کی اور ناطہ کے عوض مدعی کو صرف اُسقدر ہرجانہ جو روئیداد مقدمہ کے موافق عدالت تجویز کرے یا وہ زر و زیور جو اُسکی طرف سے مدعا علیہ کے ہان پہنچا ہو دلائے جانیکا حکم ہوا۔ ۱۲ - مولف

یا قزاقی کے صرف شبہ سے گرفتار کر لیا گیا ہو فوراً رہا کر دیا جاے اور آیندہ کے لئے موقع واردات کے سوا کوئی شخص خواہ مخواہ نہ پکڑا جاے۔

گیارہوین یہہ کہ مقدمات قتل مین مجرم سے مقتول کے وارثون کو دو سو روپیہ نقد اور ایک ناطہ دلایا جاے اور عبرتاً قاتل کو کوئی سنگین سزا بھی دیجاے اور اگر کسی نے کسیکا ہاتہہ پانون یا کوئی اور عضو کاٹ ڈالا یا ناقص کر دیا ہو تو اُس مدعی کو پچاس روپیہ دلاے جائین اور ضرب خفیف کی حالت مین پانچ روپیہ سے دس روپیہ تک دلاے جائین۔

یہہ عہدنامہ لکھا تو بڑے شدومد سے گیا تہا جیسا کہ اُسکی تمہید سے ظاہر ہے مگر اُسپر عمل کچھہ نہ ہوا اور تہوڑے ہی دنون بعد ایک سرحد کی بابت ریاست کیتہل کے ساتھہ بہاری خوب لڑائی ہوئی جسکو صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ نے بیچ بچاؤ کر کے موقوف کرایا۔

راجہ سنگت سنگھہ صاحب والی جیند کا لاولد مرنا اور مہاراج کی اعانت سے راجہ سروپ سنگھہ صاحب بہادر کو ریاست کا ملنا

نومبر ۱۸۳۴ء مین راجہ سنگت سنگھہ صاحب بہادر کے لاولد مرنیسے ریاست جیند لاوارث رہگئی اور وراثت کے مختلف دعویدار کہڑے ہو گئے جنمین ایک تو

اُنکی تینون رانیان تہین جو اس بیان سے دعویدار تہین کہ سکہون مین عام دستور
ہے کہ شخص لاولد کی بیوہ اپنے حین حیات اپنے شوہر کی جائداد کی مالک ہوتی
ہے۔ دوسرے اُنکی والدہ رانی صاحب کنور جنہون نے اُنکی نابالغی کے
زمانہ مین بہت لیاقت کے ساتہہ کاروبار ریاست کو انجام دیا تہا اور اُنکی سوتیلی والدہ
رانی کہیم کنور جو رانی صاحب کنور سے نصف حصّہ چاہتی تہین۔ تیسرے راجہ
صاحب کے چچا کنور پرتاب سنگہہ کی زوجہ رانی بہاگ بہری جو اس بنا پر مدعی تہی
کہ مین راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر کے اُس چاہتے لڑکے کی رانی ہون جسکو اُنہون نے
وصیت نامہ مین تمام ریاست لکہدی تہی اور راجہ صاحب آنجہانی کے والد راجہ
فتح سنگہہ صاحب بہادر کو تہوڑا سا علاقہ دینا تجویز کیا تہا۔ چوتہے راجہ جسونت سنگہہ صاحب بہادر رئیس
نابہہ جنکے دعوی کی بنیاد یہہ تہی کہ ہمارا اور خاندان جیند کا مورث اعلی ایک ہی
اور یہہ کہ بنسبت اسکے کہ ریاست کسی کم حیثیت قرابت دار جدّی کو دیجائے بہتر
ہے کہ ہمکو ملے ہم چار لاکہہ روپیہ گورنمنٹ کو نذرانہ دینگے۔ پانچوین مہاراجہ رنجیت سنگہہ صاحب
بہادر والی لاہور جو راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر بانی ریاست کے نواسہ ہونیکی وجہہ سے
دعویدار تہے اور اُنکا یہہ بہی دعوی تہا کہ عہدنامہ ۱۸۰۹ء سے پہلے اور پیچہے جو علاقے
اُنہون نے اپنے ماموں راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر کو دیئے تہے اس حالت

مین وہ اُنکے واپس لینے کے مستحق ہین۔

راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر کے چہوٹے بہائی سردار بہوپ سنگہہ صاحب کے پوتے راجہ سروپ سنگہہ صاحب بہادر اور اُنکے چچیرے بہائی سردار سکہا سنگہہ صاحب بہی مدعی تہے اور ایک دوسرے کے مقابلہ مین اپنے اپنے دلایل پیش کرتے تہے۔ راجہ سروپ سنگہہ صاحب بہادر یہہ کہتے تہے کہ ہمارے والد سردار کرم سنگہہ صاحب سردار بہوپ سنگہہ صاحب کے بڑے بیٹے تہے اسواسطے ہم حقدار ہین۔ سردار سکہا سنگہہ صاحب کی یہہ حجّت تہی کہ سردار کرم سنگہہ صاحب نے سرکشی کرکے سردار بہوپ سنگہہ صاحب سے موضع بڈروکہان چہین لیا تہا اور اس سبب سے وہ اُن سے سخت ناراض تہے اور اُنہون نے اُنکو وراثت سے محروم کردیا تہا۔ دوسرے راجہ سنگت سنگہہ کا کریا کرم مینے کیا ہے اسلئے مین حقدار ہون اور سب سے بڑی دعویدار سرکار انگریزی تہی جو اس واقعہ سے تین ہی چار سال پہلے روساے خاندان پہول اور کیتہل پر اپنا یہہ منشا ظاہر کرچکی تہی کہ روسا، دو آنہ فی روپیہ کے حساب سے خراج دینا منظور کرین ورنہ نتیجہ یہہ ہوگا کہ لاوارث ریاستونکی ضبطی کا اندیشہ پیدا ہوجائیگا جسکو چارون رئیسون نے ڈہوڈان کے مقام مشورہ کرکے خلاف منشای اشتہار مجریہ تیسری مئی سنہ ۱۸۰۹ء کے منظور نہین کیا تہا اور

گورنمنٹ نے یہہ ٹہان لی تہی کہ لاوارث یا ستو ٹمی ضبطی کے ذریعہ سے اُن اخراجات کی کسر نکالنی چاہیئے جو ریاستہاے این روے ستلج کی حفاظت کیواسطے ہمکو اُٹہانے پڑتے ہین۔

اگرچہ انصاف کی روسے راجہ سروپ سنگہہ صاحب بہادر کا دعوی بجا تہا مگر ایسے بڑے اور ذیمقدور اور قوی دعویدارون کے مقابلہ مین اُنکی دعویداری ٹہیک ٹہیک شیخ علی حزین کے اس شعر کی مصداق تہی ؎ سلوکم در طریق عشق با یاران چنین ماند * کہ مور لنگ ہمراہی کند چابک سواران را۔ کیونکہ اسوقت یہہ صرف بازید پور کی ایک بہت چہوٹی سی جاگیر کے مالک تہی اور سقدر روپیہ کہان تہا جو اِدہر اُدہر آتے جاتے اور با طمینان مقدمہ کی پیروی کرتے مگر خوش قسمتی سے مہاراج اُنکے ایسے مددمعاون ہو گئے کہ علاوہ ہزار ہا روپیہ کے خرچ کے اُنہون نے اس مقدمہ کو اپنا مقدمہ سمجہہ لیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ بعد تین برس کی دوا دوش اور بحث و تکرار کے گورنمنٹ نے یہہ فیصلہ کیا کہ راجہ صاحب صرف اُسقدر علاقہ کے ملنے کے مستحق ہین جو اُنکے جدامجد راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر کے قبضہ مین تہا اور جو علاقے مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر نے راجہ بہاگ سنگہہ صاحب کو عطا کئے تہی اُنمین سے جو عہدنامہ سے پہلے دیئے تہے اُنکی سرکار انگریزی حقدار ہے اور جو پیچہے

دیئے تھے انکا اختیار سرکار لاہور کو ہے۔

اس فیصلہ کی روسے پرگنہ جیند۔ سفیدون۔ اسندہ۔ سالون۔ بالان والی۔ ٹنگروز وغیرہ جمعی دو لاکھہ چھتیس ۳۶ ہزار روپیہ راجہ صاحب بہادر کو ملے۔ ہلوارہ۔ تلونڈی وغیرہ جمعی نو ۹۰۰۰ ہزار روپیہ سرکار لاہور کو دیئے گئے لودھیانہ۔ بسیان۔ مونڈھ۔ جنڈیالی وغیرہ جمعی ایک لاکھہ چھیاسٹھہ ہزار روپیہ سرکار انگریزی نے لئے اور وہ جاگیرین بھی ضبط کرلین جو خود سرکار ممدوح نے لارڈ لیک صاحب بہادر کے زمانہ مین راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر کو خدمات جنگی کے صلہ مین دی تھین اور اٹھارہوین ۱۸ مارچ ۱۸۳۴ء مطابق پھاگن بدی ۱۰ سمت ۱۸۹۳ کو راجہ صاحب بہادر جیند کے مقام گدی پر بٹھائے گئے اور چونکہ ان ستلج کی سکھہ ریاستون مین تبلیغ وراثت کے مختلف اور پیچیدہ طریقے جاری تھے اور کوئی مسلم قاعدہ نتھا اسواسطے گورنمنٹ نے اپنی طرف سے ایک عام قاعدہ کا تجویز اور جاری کرنا مناسب سمجھا اور دسوین جنوری ۱۸۳۶ء کے رزولیوشن کے روسے ریاست پٹیالہ۔ جیند۔ کیتھل اور نابھہ کے واسطے یہہ قاعدہ مقرر کردیا کہ وہ شاستر کی روسے جو رشتہ دار قریب ہو وہ کُل جایداد کا مالک ہوا کرے اور عورتون کو کچھہ حق نہ دیا جایا کرے۔ اور ان چار ریاستون کے سوا اور چھوٹی ریاستون کے باب

مین ہم خاندان کی تحقیق کیجایا کرے۔

یہہ لطیفہ یاد رہنے کے لایق ہے کہ جب یہہ مقدمہ دایر تہا راجہ جسونت سنگھہ صاحب نے یہہ کہکر کہ ہم اس شرط سے آپکے مددگار بنتے ہین کہ آپ ہمکو یہہ لکھدین کہ ریاست ملنے کے بعد سنگرور ہم آپکو دیدینگے راجہ سروپ سنگھہ صاحب سے ایک اقرارنامہ لکہوالیا تہا اور اُنہون نے یہہ سمجھکر کہ جب ریاست ملجائیگی تو جیسا ہوگا دیکھا جائیگا بالفعل ایسے کاغذ کے لکہدینے مین کیا قباحت ہے لکہدیا تہا کہ جب ریاست ہمکو ملجائیگی ہم سنگرور آپکو دیدینگے مگر اب جو خدا نے ریاست دیدی تو اُنکو یہہ خیال ہوا کہ مبادا راجہ جسونت سنگھہ صاحب اُسکے ذریعہ سے سنگرور کا دعوی کر بیٹھین اسلیے ملاقات کے بہانہ سے نابہہ آئے اور بڑی گرمجوشی کے ساتہہ راجہ جسونت سنگھہ صاحب کی مددہی کا شکریہ ادا کیا اور نہایت صفائی کے ساتہہ اُنسے یہہ کہا کہ آپ وہ کاغذ میرے پاس بہیجدین تاکہ راجگی کی نئی مُہر بہی اُسپر لگادون۔ راجہ جسونت سنگھہ صاحب یہہ سنکر بہت خوش ہوے اور اُنہون نے اپنے اہلکار منشی صاحب سنگھہ اور سردار گوربخش سنگھہ کے ہاتہہ اُسکو اُنکے پاس بہیجدیا اور جونہین اُنہون نے خوشی خوشی اُسکو مُہر لگانیکے واسطے راجہ صاحب کو دیا اُنہون نے اپنی مُہر دانت سے پکڑکر نکال لی اور کاغذ اُنکے آگے پہینکدیا اور سوار ہوکر سنگرور کو چلدیے اور یہہ

دیکہتے کے دیکہتے رہگئے۔

راجہ جسونت سنگہ صاحب کے ان سے بگڑ رہنے کا یہہ سبب تہا کہ قصبہ
قدیم سے انہین کا تہا مگر سمت ۱۸۳۱ مطابق ۱۷۷۴ء مین جب سردار مہا سنگہ پسر چڑہت سنگہ
کی شادی راجہ گجپت سنگہ صاحب کی لڑکی رانی راجکور والدہ مہاراجہ رنجیت سنگہ بہادر
والی لاہور سے بڈرکہان کے مقام ہوئی جو اسوقت ریاست جیند کا دارالحکومت
تہا ایک چہوٹی سی بات پر نابہہ اور جیند کے باہم ایک بڑا جہگڑا پیدا ہوگیا جسکی تفصیل
یہہ ہے کہ بڈرکہان کے قریب نابہہ والون کا ایک بیڑ تہا جسمین سے گہوڑون کے
لئے گہاس لے آنے کی براتیون کو اجازت دی گئی مگر جب وہ وہان گئے
تو چودہری ہمیر سنگہ صاحب والئ نابہہ کا کوتبے خان (یعقوب خان) نامی
اہلکار براہ جہالت تواضع کی جگہہ مہمانون کے ساتہہ لاٹہی سہونٹے سے پیش آیا اور
یہہ مہاراج امر سنگہ بہادر و راجہ گجپت سنگہ صاحب کو سخت ناگوار گذرا اور اگرچہ اسوقت مہاراج
پٹیالہ کو تشریف لے آئے اور راجہ گجپت سنگہ صاحب بہی خاموش رہے مگر
چند روز بعد انہون نے اسکے بدلہ لینے کا ارادہ کیا اور بیمار شدید ہونیکا بہانہ کرکے
چودہری ہمیر سنگہ صاحب کو اپنی خبرگیری کے واسطے بلایا انکو دغا کی خبر تہی
اسلئے بے تکلف کوتبے خان کو ساتہہ لیکر بڈرکہان چلے گئے جہان پہنچتے ہی قید

گرے گئے اور کوتے خان قتل کیا گیا اور راجہ صاحب نے فوج بہیجکر قصبہ آملوہ اور بہادسون پر قبضہ کرلیا اور سنگرور کو جو یہان سے تین ہی چار کوس تہا جا گہیرا چہ مہینے تک تو چودہری صاحب کی زوجہ رانی دیسو نے لڑ بہڑ کر اسکو بچایا لیکن آخر ناچار ہوکر پٹیالہ آئین اور بمنت و سماجت مہاراج سے اپنے شوہر کی رہائی کی درخواست کی - چونکہ منظور تہا کہ ریاست نابہہ بالکل برباد ہو جاسے مہاراج نے رائے احمد صاحب رئیس کوٹ اور عمر خان صاحب رئیس کوٹلہ مالیر کو راجہ صاحب کے پاس بہیجکر چودہری صاحب کو قید سے چہڑا دیا اور اگرچہ چودہری صاحب نے اپنے داماد سردار صاحب سنگہہ رئیس گجرات کی مدد سے جس سے انکی بڑی لڑکی ستبہا کنور کی شادی ہوئی تہی آملوہ اور بہادسون کچہہ دنون بعد پہر لیلیا مگر سنگرور کے واپس لینے کا قابو نہ پایا اور وہ جیندہی کے قبضہ مین رہا پس اب راجہ جسونت سنگہ صاحب نے اس خیال سے کہ لڑائی سے نہین تو خیر حکمت و تدبیر ہی سے اسکو واپس لیوین راجہ سروپ سنگہہ صاحب سے یہہ اقرار نامہ لکہوا لیا تہا -

چونکہ ہماری کتاب مین اکثر ریاست جیند کا ذکر آیا ہے اسواسطے اس موقع پر اسکا کسیقدر حال لکہا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے -

واضح ہو کہ خاندان جہیند کی ابتدا ہی وہی ہے جو خاندان پٹیالہ کی ہے
اور یہہ سردار پہول کے بڑے بیٹے چودہری تلوک چند عرف تلوکا کے چہوٹے
بیٹے سردار سکہہ چین سنگہہ کی اولاد مین - سردار سکہہ چین سنگہہ کے تین بیٹے
سردار عالم سنگہہ راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر اور سردار بلاقی سنگہہ تہے - سردار
سکہہ چین سنگہہ نے کئی نئے گانون بسائے اور انمین سے موضع سکہہ چین
جسکا اپنے نام پر نام رکہا تہا سردار بلاقی سنگہہ کو اور موضع بالان والی سردار
عالم سنگہہ کو دیا اور خود موضع پہول مین اپنے منجہلے بیٹے راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر
کے ساتہہ رہے اور بہتر برس کے ہوکر ۱۷۵۸ع مین قضا کر گئے - سردار عالم سنگہہ
ایک بہادر شخص تہے انہون نے افواج شاہی کے ساتہہ بہت سی لڑائیون مین
بڑا نام پایا اور زین خان کے مارے جانیکے بعد بہت سا ملک حاصل کیا مگر اگلے
برس گہوڑے سے گر کر مر گئے - انکی تین زوجہ تہین جنمین سے ایک کے ساتہہ راجہ
گجپت سنگہہ صاحب بہادر نے کریوہ کر لیا اور اسطرح سے بالان والی کے علاقہ کے
مالک ہو گئے - راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر ۱۷۳۸ع کے لگ بہگ پیدا ہوئے تہے
اور بڑے بہادر اور اولوالعزم شخص تہے انہون نے ریاست جہیند کی بنیاد ڈالی
اور ۱۷۶۳ع مین زین خان کے مارے جانیکے بعد ایک بڑے قطعہ ملک پر

جسمین علاقجات جیند اور سفیدون بہی شامل تہے قبضہ کیا اور پانی پت اور کرنال تک تاخت وتاراج کرتے ہوے چلے گئے مگر مقامات مفتوحہ پر قابض رہنے کی انمین کافی طاقت نتھی اسلئے یہہ انکی دانائی تہی کہ حسب دستور سابق زر مالگذاری خزانہ شاہی مین داخل کرتے رہے - چنانچہ ۱۱۶۷ھ مین جو ڈیرہ لاکہہ روپیہ باقی رہگیا ساڈہورہ کے مقام سے مرزا شفیع خان انکو دغا سے گرفتار کرکے دہلی لیگیا اور یہہ تین برس وہان نظر بند رہے اور اپنے بیٹے سردار مہر سنگہہ کو اول مین دیکر جیند آئے اور جسطرح سے تین لاکہہ روپیہ جمع کیا اور دہلی جاکر بزور زر اپنی بیٹے کو بہی چہڑایا اور پچیسوین شوال ۱۱۸۶ ہجری کو شاہ عالم بادشاہ دہلی کے حضور سے راجائی کا لقب بہی حاصل کیا اور واپس آکر اپنا سکّہ جاری کردیا اور اُسمین وہی شعر کندہ کرایا جو ہماری سرکار کے سکّہ مین ہے مگر ضرب سرہند کی جگہہ جیند کا لفظ بدل دیا اور اب سے یہہ ریاست بہی خود مختار شمار ہونے لگی جب سردار مہر سنگہہ نے ۱۸۰۸ء مین قضا کی تب راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر نے اُنکے بیٹے سردار ہری سنگہہ صاحب کو سفیدون کا علاقہ دیدیا مگر وہ اٹہارہ برس کی عمر مین بحالت نشہ شراب ۱۸۰۹ء مین اپنے مکان کی چہت پر سے گرکر لاولد مرگئے -

راجہ کجپت سنگہہ صاحب بہادر کا بہت سا حال پہلے ہم لکہہ چکے ہین ۱۸۰۸ع مین جب سفیدون جاتے ہوئے اکیاون برس کی عمر مین اُنکا انتقال ہوگیا تب راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر اکیس برس کے سن مین اُنکے جانشین ہوئے اور بُڈرُکہان کا علاقہ اُنکے چہوٹے بہائی سردار بہوپ سنگہہ صاحب کو ملا۔

راجہ بہاگ سنگہہ صاحب کے بہی اکثر قابل الذکر حالات پہلے لکہے جا چکے ہین اور جو اَور لکہنے کے قابل ہین وہ یہہ ہین کہ اُنہون نے اپنے منجہلے صاحبزادہ کنور پرتاب سنگہہ کی محبّت کے سبب سے جسکی ماں طفولیت ہی مین گزر گئی تہی برخلاف اپنے ولیعہد کنور فتح سنگہہ صاحب کے ۱۸۱۱ع مین یہہ وصیّت نامہ لکہا کہ اُنکی وفات کے بعد کنور پرتاب سنگہہ ریاست کا مالک ہو اور کنور فتح سنگہہ صاحب کو منگرور اور بسیان کا پرگنہ ملے۔ مگر سرکار انگریزی نے اس وصیّت کو ناانصافی سمجہکر نامنظور کیا اور جب اگلے برس شراب خوری کی کثرت کے باعث سے (جسکو ایک دفعہ چہوڑ بہی چکے تہے) اُنپر فالج گرا اور زبان بند اور ہاتہہ پاؤن بیکار ہوگئے سرکار انگریزی نے اُنکے سب سے چہوٹے لڑکے کنور مہتاب سنگہہ کی والدہ رانی سبہرائی کو ضرورتاً منتظم ریاست مقرر فرمانا تجویز کیا کیونکہ کنور فتح سنگہہ صاحب جنسے راجہ صاحب بہت ناراض تہے اُنکی بیماری کے وقت مین اس کام کے

مقرر نہین کئے جاسکتے تہے اور اسی سبب سے انکی والدہ بہی مقرر نہین کیجاسکتی تہین
کنور پرتاب سنگھہ کو اسواسطے انتظام سپرد نہین ہوسکتا تہا کہ گورنمنٹ علانیہ یہہ حکم دیچکی تہی
کہ یہہ جانشین نہ بنائے جائین۔ کنور مہتاب سنگھہ ابہی بچے ہی تہے۔ پس اب صرف
ایک رانی سہرائی صاحب باقی تہین جنکے تقرر کی نسبت کوئی اعتراض نہین ہوسکتا
تہا اور انہون نے اقرار بہی کرلیا تہا کہ مین ولیعہد اور انکی والدہ کے مقاصد کی تائید
کرونگی۔ پس راجہ صاحب نے اس انتظام کی نسبت اشارون سے اپنی رضامندی
ظاہر کی اور سر ڈیوڈ اکٹر لونی صاحب نے انکو راجہ صاحب کے دوست بہائی لال سنگھہ صاحب
پولیٹکل کی موجودگی مین منتظم ریاست مقرر کیا مگر کنور پرتاب سنگھہ کو یہہ انتظام ناگوار
ہوا اور انہون نے رانی صاحب کے برخلاف تدبیرین کرنی شروع کین اور خفیہ ہی
خفیہ سپاہ جمع کرلی۔ رانی صاحب نے انکو لکہا کہ اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ تم بغاوت
کا ارادہ رکہتے ہو اور میری جان لینے کی فکر مین ہو دیکہو بغاوت کا نتیجہ اسکے سوا
کچہہ نہوگا کہ جو کچہہ تمہاری بسر اوقات کے لئے تمکو دیا جاتا ہے اس سے بہی
ہاتہہ دہو بیٹہوگے اور جو انتظام گورنمنٹ نے مقرر کیا ہے اس سے مخالفت کرتے کے
کامیابی کی امید کہنی نادانی ہے مگر ان باتون سے کنور صاحب کے دلپر کچہہ اثر
نہوا اور مہینہ اگست ۱۸۱۳ء کو انہون نے نعنید کے قلعہ پر حملہ کرکے قبضہ کرلیا اور رانی

صاحب اور اُنکے منشی جشی رام اور کئی آدمیونکو قتل کرڈالا۔

اب ایجنٹ سرکار انگریزی نے کنور فتح سنگہ صاحب کو منتظم ریاست مقرر کیا اور کنور پرتاب سنگہ کے گرفتار کرنے کو لودہیانہ اور ہانسی سے فوج روانہ ہوئی اور صاحب ایجنٹ کے لکہنے سے سات سو سوار ہمارے یہان سے بہی بہیجے گئے۔ مسٹر ولیم فریزر صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ دہلی اور کرنل آرنولڈ صاحب کو حکم ہوا کہ اگر ذرا بہی مخالفت پائی جاوے تو فوراً تدابیر جنگی عمل مین لاوین کنور صاحب یہ سنکر کہ سپاہ انگریزی میرے گرفتار کرنیکو آتی ہے بالان والی کیطرف چلے گئے اور اُس پر قبضہ کرلیا۔ پیچہے ہی پیچہے کئی ترپ انگریزی سوارون کے پہنچے جنکو یہہ حکم تہا کہ جب تک پیدل فوج نہ آوے تب تک بالان والی کو گہیرے رکہین اور کنور صاحب کو وہان سے بہاگنے ندین۔ چنانچہ جب پانچ کمپنیان پیادون کی معہ تین توپون کے تیسویں ستمبر کو لودہیانہ سے پہنچ گئین اور کنور صاحب نے دیکہا کہ یہان رہے تو پکڑے جاوینگے اسلئے پندرہ بیس ہزار روپیہ نقد اور قیمتی اسباب جو قلعہ مین تہا لیکر نکل بہاگے اور چکر کہاتے ہوئے نندپور ماکہووال کے گذر چالیس ہمراہیون کے ساتہہ ستلج سے عبور کرکے پہولا سنگہ اکالی سے جو دوسرے کنارہ پر معہ اپنی فوج کے پڑا ہوا تہا جا ملے اور دو مہینے تک اُسکے پاس رہے اور آخرکار اُسکو

اپنی مدد کیواسطے چڑہا لائے۔

سکہہ پہولا سنگہہ کی نہایت تعظیم کرتے تہے پس اُسکا آنا سُنتے ہی اُنکے دلون مین کہلبلی پڑگئی اور کنور صاحب چند آدمیون کے ساتہہ قلعہ بالان والی پر بہہ قابض ہوگئے لیکن جب ہماری سپاہ پہولا سنگہہ کے تعاقب مین روانہ ہوئی اور صاحب ایجنٹ کے اشارے سے کیتہل اور ناہبہ کی فوج نے بالان والی کو جا گہیرا اٹہائیسون جنوری سنہ ۱۸۱۵ کو کنور صاحب پکڑے گئے اور دہلی کو بہیجے گئے مگر وہ یہان صرف نظر بند تہے قید نتہے اسواسطے بہاگ کر لاہور چلے گئے مگر مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر نے خوف کہا کر سرکار انگریزی کے حوالہ کر دیا اور قید ہوکر پہر دہلی پہنچے اور اگلے برس ہی مین اُن کا انتقال ہوگیا۔

سنہ ۱۸۱۹ء تک کنور فتح سنگہہ صاحب منتظم ریاست رہے اور جب سنہ مذکور مین راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر کا انتقال ہوگیا مستقل رئیس ہوگئے۔ اِنکے عہد کی کوئی بات تاریخ مین لکہنے کے لایق نہین ہے۔ تینتیس ۳۳ برس کی عمر مین فروری سنہ ۱۸۲۲ مین سنگرور کے مقام جب انکا انتقال ہوا انکے ولیعہد راجہ سنگت سنگہہ صاحب بہادر گیارہ ۱۱ برس کے تہے جو تیئسویں جولائی سنہ مذکور کو مسند نشین ہوئے سنہ ۱۸۲۶ میں ہولی کے موقع پر لاہور گئے اور چند سردار امرتسر تک انگریزی تعظیم و تکریم سے

ساتھہ انکو لاہور لیگئے اور مہاراجہ رنجیت سنگھہ نے دوآبہ جالندہر مین انکو ایک جاگیر عنایت کی۔ اگلے برس جب یہہ پہر وہان گئے تب ہی انکو تخمیناً پچیس ہزار روپیہ کی آمدنی کا علاقہ ستلج کے اس پار ملا مگر یہہ پچہلی جاگیر کا ملنا سرکار انگریزی کی ناراضگی کا باعث ہوا وجہ یہہ تہی کہ اسمین ایک گانون ایسا تہا جسکو مہاراجہ رنجیت سنگھہ کہتے تہے کہ ہماری سرکار سے متعلق ہے مگر سرکار انگریزی نے اسکو تسلیم نہین کیا تہا۔ پس راجہ صاحب نے جو دفعتاً حملہ کرکے اُسپر قبضہ کرلیا اور اُسکے مالک سردار رام سنگھہ نے صاحب ایجنٹ بہادر کے ہان نالش کی تو راجہ صاحب سے جواب طلب ہوا اور حکم ہوا کہ فوراً اُسکو اُسکے مالک کے حوالہ کرین اور یہہ ہی پوچہا گیا کہ گورنمنٹ کی اطلاع اور اجازت کے بغیر سرکار لاہور کے ساتھہ آپنے ایسا ارتباط کیون پیدا کیا۔ ۱۸۳۴ع مین راجہ صاحب مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے حسب الطلب دسہرہ کے موقع پر پہر لاہور گئے اور یہہ بات گورنمنٹ کو اور ہی ناگوار گزری اور غالب تہا کہ راجہ صاحب کو سرکار موصوف کی ناراضی کا خمیازہ اُٹہانا پڑتا مگر قضا نے اس قصہ کا ناگہان اسطرح سے خاتمہ کردیا کہ دوسری نومبر کو جبکہ وہ تہیان کے مقام خاصے تندرست تہے اور شام کو حسب معمول سیر کر رہی تہی اور اچہے بہلے سوسے تہے صبح کو جب اُٹہے تو طبیعت کسلمند معلوم ہوی

اور دمبدم حالت غیر ہونے لگی اور لوگون کے کہنے سے جو پالکی مین سوار ہو کر نگرور کو روانہ ہوئے تو گانون کے دروازہ کے باہر نکلے تہے کہ دم نکل گیا اور ریاست راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر کی شاخ سے اُنکے چہوٹے بہائی سردار بہوپ سنگہہ کی شاخ مین منتقل ہوگئی جیساکہ ہم اُوپر لکہہ آئے ہین

سرکار انگریزی کی مہم افغانستان پر اور مہاراج کا گورنمنٹ کو روپیہ وغیرہ سے مدد دینا

اِس صدی کے شروع مین سلطنت افغانستان ہرات سے کشمیر اور بلخ سے سندہ تک تہی اور احمد شاہ دُرّانی کا پوتا زمان شاہ اُسپر قابض تہا لیکن زمان شاہ نے قوم بارک زئی کو اپنے سے ناراض کرلیا اور موقع پاکر اُسکے چہوٹے بہائی محمود شاہ نے وزیر فتح خان وغیرہ بارک زئی سردارونکی مدد سے زمان شاہ کو تخت سے اُتار کر اندہا کر ڈالا۔ اور آخر کار وہ لودہیانہ مین آگیا جہان سرکار انگریزی نے اُسکے لئے پنشن مقرر کردی تہی دنیا سے رخصت ہوا۔ سنہ ۱۸۰۳ء مین زمان شاہ کے دوسرے بہائی شجاع الملک نے محمود شاہ سے سلطنت چہین لی اور ۱۸۰۹ء تک اُسپر امن وامان کے ساتہہ قابض رہا مگر جب مسٹر الفنسٹن صاحب سفیر انگریزی جو عہدنامہ کرنیکے واسطے

بہیجے گئے تہے کابل سے چلے آئے تو محمود شاہ نے قابو پاکر اُسی فتح خان کی
مدد سے شجاع الملک کو سلطنت سے بیدخل کردیا۔ اور وہ کئی برس اِدہر اُدہر
پریشان حال پہرا کئے اور جب مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے پاس مدد کی اُمید سے آئے
انہون نے امداد کی جگہہ اُلٹا اُنکو قید کرلیا اور مشہور کوہ نور ہیرا (جسکو نادر شاہ ہندوستان
سے لیگیا تہا اور وہان سے احمد شاہ کے ہاتہہ آیا) سنگدلی کے ساتہہ اُنکو بے
آب ودانہ رکہکر اُن سے لیلیا اور آخرکار اپنے بڑے بہائی زمان شاہ کیطرح
اُنکو بہی سرکار انگریزی سے پنشن اور لودہیانہ مین رہنے کو جگہہ ملی۔

اب محمود شاہ کی کیفیت سُنیئے کہ اُسکے بیٹے کامران نے اوّل اُسکو مارڈالا
اور پہر فتح خان وزیر کو جسکی بدولت اُسکے باپ کو سلطنت ملی تہی اوّل اندہا کیا اور پہر
کبہی کان کبہی ناک اور کبہی ہیہ اُنگلی کبہی وہ اُنگلی کٹوا کر مرواڈالا اور اس سبب سے
فتح خان کے بہائی دوست محمد خان وغیرہ جو کابل وقندہار اور اور کئی
صوبون کے حاکم تہے باغی ہوگئے اور کامران کو اُنسے شکست کہاکر اُلٹے پانون
ہرات کو بہاگنا پڑا جہان اپنے جیتے جی حکمران رہا۔ اب اگرچہ کابل وقندہار وغیرہ
دوست محمد خان اور اُسکے بہائیون کے قبضہ مین تہے مگر اس انقلاب مین بلخ
کو شاہ بخارا اور ڈیرہ جات کو مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے دبالیا اور سندہ کا صوبہ بہی جو

کنارہ پر تہا خودسر اور آزاد ہوگیا۔

شاہ شجاع الملک بڑے اولوالعزم اور صاحب داعیہ شخص تہے اونکے رفقا ہی ابتک کابل مین بہت تہے پس اُنہون نے ایکدفعہ پہر قسمت آزمائی کا ارادہ کیا اور مارچ سنہ۱۸۳۴ء مین مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے ساتہہ عہد و پیمان کرکے جسمین بڑی شرط یہہ تہی کہ افغانستان کے جن صوبون پر اُنہون نے قبضہ کرلیا ہے شاہ اور اُنکا کوئی جانشین کبہی دعویدار نہوگا۔ پہر کابل پر چڑہائی کی اور سندہ کی میرونکو شکست دیتے ہوئے قندہار جا پہنچے اور اُسکو فتح کرلیا مگر تہوڑے ہی عرصہ بعد دوست محمد خان نے شکست دیکر وہان سے نکال دیا اور اُنکو اُلٹے پانون لودہیانہ مین آنا پڑا اور موقع پاکر مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے پشاور پر بہی قبضہ کرلیا اور ہرچند دوست محمد خان نے اُسکے واپس لینے کیواسطے کوشش کی مگر کامیاب نہوا۔

یہہ حالات دیکہکر روسیون کو بہی اِن اطراف مین اپنے پنجے پہیلانے کی ہوس ہوئی اور اُنہون نے محمد شاہ بادشاہ ایران کو ابہارکر ہرات کیطرف فوج روانہ کرادی۔

گورنمنٹ ہند مدت سے چاہتی تہی کہ مابین ایران اور ہندوستان کوئی سدراہ قایم کیجائے تاکہ مغرب کیجانب سے فرانس اور روس کے حملہ کا

جو اُسوقت اندیشہ تہا اُسکی روک ہوجاے - پس اب جو فوج ایران نے ہرات کو آکر گہیر لیا اور کپتان الگزنڈر برنس صاحب نے (جو بظاہر معاملہ تجارت مین عہدنامہ کرنیکو کابل بہیجے گئے تہے اور اصل قصد یہہ تہا کہ کچہہ ایسی تدبیر کیجاے کہ جس سے ایرانی آگے نہ بڑہ سکین اور دوست محمد خان اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ مین صلح قایم ہوجاے) ظاہر کیا کہ دوست محمد خان روسیون کے ساتہہ بالکل ہمصلاح ہے اور اُنہون نے اُس سے پکا وعدہ کرلیا ہے کہ ہم تمکو پشاور واپس دلادینگے اِس سے گورنمنٹ کو زیادہ تر کہٹکا ہوگیا اور اسکے دفعیہ کیواسطے یہہ تجویز ہوئی کہ شاہ شجاع الملک کو لیجاکر پہر تخت کابل پر بٹہایا جاوے - مہاراجہ رنجیت سنگہہ کو بہی اس منصوبہ مین شامل کرلیا گیا اور سرکار انگریزی اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ اور شاہ شجاع الملک کے باہم ایک عہدنامہ لکہا گیا - جسکی بڑی شرطین یہہ تہین کہ شاہ شجاع الملک یا اُنکا کوئی جانشین اُن علاقون پر دعوی نکریگا جو مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے دبالیے ہین اور شاہزادہ کامران حاکم ہرات پر جو اُنکا بہتیجا ہے حملہ کیا جائیگا اور نہ اُسکے مقبوضہ ملک سے کچہہ تعرض ہوگا اور تینون سرکارون کے دوست اور دشمن ایک دوسرے کے دوست اور دشمن ہونگے اور سندہ کا

ملک ہمیشہ میران سندہ کے قبضہ مین رہیگا سرکار افغانستان کو
اُس سے کچھہ علاقہ نہوگا اور سندہ کے میرون سے یہہ عہد ہوگیا کہ فوج
انگریزی کو اپنے ملک مین سے افغانستان کیطرف جانے دین۔

جب یہہ تجویز پختہ ہوگئی مہاراج نے گورنمنٹ کو اطلاع دی کہ
ہر ایک طرح کی مدد دینے کو جو ہمسے ہوسکتی ہو ہم حاضر ہین اور پچیس لاکھہ روپیہ
بطور قرض گورنمنٹ کو دیا اور بلحاظ اُس تعلق کے جو اس ریاست کو شاہ
عالیجاہ احمد شاہ کے ساتھہ تہا گورنمنٹ کی اجازت سے راقم کے والد حکیم
سید سعادت علی صاحب مرحوم کو جو اُسوقت میر منشی کے عہدہ پر سرفراز
تہے چند تحایف دیکر بطور سفیر بمقام فیروزپور شاہ کیخدمت مین بہیجا تاکہ پرانا تعلق
یاد دلاکر مہاراج کے اخلاص اور خیرخواہی کا یقین دلائین۔ گورنمنٹ نے اس
خیرخواہانہ ارادہ کی نسبت شکریہ ادا کیا اور شاہ نے بہی نہایت خوشی سے تحفے
قبول کئے۔ اُسوقت بہت سے اونٹ بہی فوج کی باربرداری کیواسطے
کابل بہیجے گئے تہے جنکی نسبت جنرل پارسنس صاحب کمیسری جنرل نے
اپنا شکریہ لکہا اس عہد و پیمان کے بعد سر ولیم میگناٹن اور الگزنڈر برنس
اور سر جان کین صاحب کمانڈرانچیف احاطہ بمبئی نے ساڑہے تین

ہزار فوج اور ایکسو ونتالیس توپون کے ساتہہ درہ بولان کی راہ سے شاہ
کو قندہار لیجاکر آٹہوین مئی ۱۸۳۹ء کو تخت پر بٹہادیا اور تیئسوین جولائی کو غزنی
اور ساتوین اگست کو کابل بہی فتح ہوگیا اور تیسری ستمبر کو شاہ کا بڑا بیٹا تیمور
بہی جسکے ساتہہ پانچ ہزار اپنی اور چہہ ہزار مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کی فوج تہی
درہ خیبر کی راہ سے کابل مین پہنچگیا۔ اور مایوس اور خراب و تباہ ہوکر
اگلے برس چوتہی نومبر کو دوست محمد خان بہی از خود حاضر ہوگیا اور قید کرکے
ہندوستان کو بہیجا گیا۔

جب سب طرح سے انتظام ہوگیا اور شاہ کی حکومت بخوبی جمگئی
سر ولیم میگناٹن صاحب کا ارادہ ہوا کہ الگزنڈر برنس صاحب کو اپنی جگہہ
چہوڑکر اور اُس فوج کو جو ابتک کابل مین تہی ساتہہ لیکر ہندوستان کو اپنے
عہدہ گورنری بمبئی پر جو اُنہی اُنکو ملا تہا چلے آئین کہ اتنے مین ایک روز امین اللہ خان
اور عبد السلام وغیرہ چند افغان سردارون نے جو برنس صاحب
وغیرہ بعض جوان انگریزی افسرون کی حرکات عیاشی اور بدکلامی کی شاہ
سے نہایت شکایت کی مشہور ہے کہ شاہ کے مونہہ سے دربار مین بیٹہے
یہہ نکلگیا ،، از شما ہیچ نمی آید ،، یعنی تم لوگون سے کچہہ بن نہین پڑتا۔

پس انکا یہہ کہنا تہا کہ یکایک دوسری نومبر ۱۸۴۱ کو دن نکلتے ہی پٹہانون نے بلوہ کر دیا اور برنس صاحب اور اَور انگریزون کو جو شہر مین رہتے تہے قتل کر کے برنس صاحب کا سر بازار چارچتہ مین لوگون کے دیکہنے کیواسطے لٹکا دیا۔ اب اگر چہاونی سے فوج فوراً شہر مین چلی آے تو انتظام کر لینا کچہہ مشکل نہ تہا مگر فوج کے سردارون سے ایسی سو تدبیری ہوئی کہ وہ بجاے اسکے کہ شہر مین آکر انتظام کرین سپاہیون کے ادہر اُدہر بہیجنے بلانے اور بیفایدہ جوڑ توڑ لگانے مین اپنا وقت ضایع کرنے لگے اور جنرل الفنسٹن اور برگیڈیر شلٹن صاحب نے میگناٹن صاحب کو یہہ صلاح دی کہ اب یہان رہنا مناسب نہین جسطرح ہو سکے جلال آباد چلے اور وہان سے ہندوستان کو روانہ ہو جاے۔ یہہ دیکہکر کابل اندر باہر تمام پہاڑی افغانون سے بہر گیا اور بائیسوین نومبر کو دوست محمد خان کا مشہور اور نامور بیٹا محمد اکبر خان بہی والی بخارا کے قیدخانہ سے بہاگ کر انمین آشامل ہوا اور اُسمین اور میگناٹن صاحب مین صلح کی بابت پیام سلام ہونے لگے اور تیئیسوین دسمبر کو جو چہاونی کے باہر دونون کی ملاقات ہوئی تو اکبرخان نے کسی بات پر برآشفتہ بگڑکر تپنچہ مارکر اُنکو مار ڈالا اور اُنکے ہمراہی آٹہہ سات انگریزون کو گرفتار کر لیا اور یہہ دیکہکر

انگریزی فوج کے سردارون کے رہے سہے اوسان جاتے رہے
چونکہ دوست محمد خان ہندوستان مین سرکار انگریزی کی قید مین تہا تمام
خزانہ اور توپخانہ اور بہت سے انگریزون کو اُسکی عوض محمد اکبر خان کو اُول مین
دیکر چھٹی جنوری ۱۸۴۲ء کو صرف چھہ توپون کے ساتہہ جلال آباد کو چل پڑے۔
بُت خاک کے مقام اگرچہ بہت لوگ بلوائیون کے ہاتہہ سے مارے گئے جنکو
محمد اکبر خان بظاہر تو منع کرتا تہا مگر پشتو مین یہہ کہتا تہا کہ ایک ہی زندہ جانے
نپائے۔ لیکن جب آٹہوین کو درہ خورد کابل مین پہنچے جسکے دونون طرف
بہت اُونچے اُونچے پہاڑ کھڑے ہین اور جو ندی اُسمین بہتی ہے وہ درہ کے موڑون کے
سبب سے اٹہائیس بار اُترنی پڑتی ہے۔ برف کی کثرت اور قدم قدم ندی کے غضب کے ٹہنڈے
پانی جسمین پانون ڈالتے ہی بیکار ہو جائین اور پہاڑون پر سے گولیون اور پتہرون کی بوچھار
سے اگلی منزل تک پہنچتے پہنچتے تین ہزار سے زیادہ آدمی ضایع ہو گئے اور چونکہ یہی آفت اگلی منزلون
مین بہی تہی میدان تک پہنچتے پہنچتے الکیفتہ کے اندر سولہ ہزار پانسو [16500] مین سے صرف دو سو ستر [270]
سپاہی اور چار ہزار بہیر کے آدمی باقی رہ گئے جنکو محمد اکبر خان نے لوٹ کہسوٹ کر
ہندوستان کو رخصت کیا اور انگریزون مین صرف ڈاکٹر بریڈن صاحب
اسیطرح بچکر نکل آئے مگر جنرل سیل صاحب جلال آباد کو اور جنرل ناٹ صاحب

قندہار کو تہامے رہے۔

اس حادثہ کی خبر کے پہنچنے پر سرکار انگریزی نے اپنے نام اور عزت کیواسطے دوبارہ فوج کشی کی یہہ فوج درہ خیبر سے کابل کو گئی اور جنرل پالک صاحب سولہوین اپریل کو جلال آباد مین اور پندرہوین ستمبر کو اکبر خان کو شکست دیتے ہوے کابل مین جا داخل ہوے اور انتقام کی یادگار کے طور پر مشہور بازار چہار چتہ کو بارود سے اڑا دیا اور جنرل ناٹ صاحب بہی غزنی کو فتح کرتے ہوے وہان پہنچگئے چونکہ انکے پہنچنے سے پہلی مارچ ہی مین دوست محمد خان کے ایک رشتہ دار نے شاہ شجاع الملک کو رات کیوقت قلعہ بالا حصار کو جاتے ہوے مار ڈالا تہا اسلئے جنرل پالک صاحب کو بجز اپنے قیدیون کے چہڑانیکے جنہین مردون کے سوا تیرہ ۱۳ میمین اور انیس ۱۹ بچے تہے اور جنکو محمد اکبر خان نے بامیان کیطرف بہیجدیا تہا تاکہ تورانی سردارون کے پاس غلامی کیواسطے بطور تحفہ بہیجے جائین اور کچہہ کام باقی نتہا۔

غریب قیدیون کی تقدیر اچہی تہی جو انکے محافظ صالح محمد خان نے بیس ہزار روپیہ نقد اور ہزار روپیہ ماہوار کی پنشن کے وعدہ پر انکو صحیح و سالم انگریزی فوج مین پہنچادیا اور وہ انکو اور سلطان محمود غزنوی کے مقبرہ کے صندل کے

کواڑون کو جنکو وہ سومناتہ کے مشہور مندر سے سنہ ۱۰۲۴ء مین اُتار کر لیگیا تہا بطور نشان فتح کے ساتہہ لیکر ہندوستان کو چلے آئے اور امیر دوست محمد خان کو وطن جانے کی اجازت ہوگئی۔ اس موقع پر بہی پانچ لاکہہ روپیہ حسب الطلب سرکار انگریزی کو اس ریاست سے بطور قرض دیا گیا۔

ضلع ہریانہ اور بہٹیانہ کی سرحد کے تنازعہ معروف مقدمہ نیلی[1] کی ابتدا اور خاتمہ کا ذکر

مہاراجہ امر سنگہ بہادر نے جو فتوحات ملک ہریانہ اور بہٹیانہ مین جو اب ضلع حصار اور سرسہ کے نام سے مشہور ہے بہٹی راجپوتون کو زیر کرکے حاصل کی تہین مہاراجہ صاحب سنگہہ بہادر کی خورد سالی اور مختلف بغاوتون کے سبب سے دیوان نانون مل مدار المہام ریاست کو اُنکے قابل اطمینان استحکام دینے کی فرصت نہ ہوئی۔ علاوہ برین (چالیسہ) یعنی سمت ۱۸۴۰ مطابق سنہ ۱۷۸۳ء کے مشہور قحط اور نواب محمد امین خان بہٹی کے بیٹون قمر الدین خان اور خان بہادر خان کی مار دہاڑ اور لوٹ کہسوٹ نے اس ملک کو ایسا صدمہ

[1] ضلع ہریانہ اور بہٹیانہ کے لوگ دریائے گہگر کو نالی یا نیلی کہتے ہین چونکہ یہہ دریا اکثر ان دیہات کے قریب ہوکر گذرتا ہے جنکا تنازعہ تہا اسواسطے یہہ مقدمہ بہی اُسکے نام سے مشہور ہوگیا۔ ۱۲ مولف

پہنچایا کہ ویران مطلق اور بے چراغ ہوگیا۔ یہانتک کہ قصبہ ہانسی حصار ٹوہانہ توشام سرسہ اور فتح آباد مین بہی اُلّو بولنے لگے اور سوائے چند بڑے بڑے گانوؤن کے جنمین زبردست قومین آباد تہین کہین آبادی کا نام و نشان نرہا۔ ان بہٹی سرداروں کا دستور تہا کہ جب کسی سے لڑنے یا کہین لوٹ کہسوٹ کیواسطے جاناچاہتے تو اپنی رعایا قوم وٹّو۔ جویا۔ پچہادہ کی اطلاع کیواسطے جو ہی اُنکی گویا فوج تہی ڈہول بجواتے جسکی آواز سنکر اپنے اپنے مسکنون سے یہہ لوگ آکر جمع ہو جاتے۔ اِس قزاق گروہ کو کٹک کہا جاتا تہا اور چونکہ یہہ لوگ اُنکے تنخواہ دار نوکر نہوتے تہے اسواسطے یہہ قاعدہ تہا کہ لوٹ مین سے جو مال ناقص اور کم قیمت ہوتا علحدہ نکالکر نوّاب کو دیدیتے جسکا نام اُنکی اصطلاح مین چہنٹ مشہور تہا اور باقی آپسمین تقسیم کرلیتے۔ اسوقت فتح آباد خان بہادر خان اور سرسہ قمر الدین خان کے قبضہ مین تہا اور حصار سے سرسہ تک قریب پچاس میل کے فاصلہ مین جہان اب بیسیون گانون نظر آتے ہین صرف بڑے بڑے گیارہ گانون آباد رہگئے تہے ۱۸۰۹ء تک اس ملک کی یہی حالت رہی وجہہ یہہ تہی کہ سلطنت دہلی مین خود ہی طاقت نتہی اور مہاراج صاحب سنگھ بہادر کی خورد سالی کے سبب سے اس ریاست مین ایسی ہل چل پڑی ہوئی تہی کہ جس سے

ایسے ویران اور غیر آباد ملک کیطرف توجہ کرنی محال تہی مگر جب مرہٹون کے دہلی مین بخوبی پانون جمگئے جارج طامس معروف جہاج صاحب نے جسکا حال ہم پیچہے لکہہ آئے ہین جہجر سے آکر شہر ہانسی کو پہر بسایا اور قلعہ کی مرمت کی اور مہم حصار تو شام اور برواله وغیرہ پر قبضہ کیا اور ۱۷۹۹ء مین قمرالدین خان کی مدد کیواسطے رانیان گیا اور بہٹنیر اور گڈہی بن گوہر کو بیکانیر والون سے اُسکو چہڑا دیا اور اُسکے عوض مین بائیس ہزار روپیہ نذرانہ لیکر چلا آیا۔ اگرچہ اُسکی رعب و داب کے باعث سے چار برس ملک مین کسیقدر امن رہا اور ہریانہ کے اکثر مقامات پر وہ قابض ہو گیا مگر جس جس جگہہ بہٹیون کا قبضہ تہا اُنپر وہ بدستور قابض رہے اور اُنکی آزادی کی نسبت طامس صاحب نے کچہہ مزاحمت نکی ۱۸۰۱ء مین ہریانہ مرہٹون اور ۱۸۰۳ء مین سرکار انگریزی کے قبضہ مین آیا۔ مگر ۱۸۰۹ء تک وہی چند دیہات جو آباد تہے سرکار انگریزی کے قبضہ مین تہے۔ اور فتح آباد اور سرسہ بہٹیون کے پاس تہا۔ ۱۸۰۹ء کے اختتام پر جب نوابان دوجانہ کے مورث اعلے نواب عبدالصمد خان نے جو گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے ہریانہ کا ناظم تہا اور ہانسی مین رہا کرتا تہا نظامت سے استعفا دیا اُسوقت بہی ملک مین بڑی بے انتظامی ہو رہی تہی اور چہوٹے چہوٹے گانون اُجڑ کر

بڑے بڑے گانوؤن مین پناہ کیواسطے چلے گئے تہے اور قصبہ بہوانی
باغی تہا اور خان بہادر خان فتح آباد والہ بدستور لوٹ مارکرتا اور دیہات
مقبوضہ سرکار انگریزی کو تکلیف دیتا تہا اسلئے سرکار انگریزی نے اُسپر فوج کشی
کی اور فتح آباد کو اُس سے چہین لیا۔ لیکن تاہم مغرب کیجانب سرسہ سے
ریگستان بہاول پور اور ستلج تک جو ملک ہے اُسپر بہٹی بدستور قابض رہے
اور آخرکار جب ۱۸۱۰ء مین ہمدانی خان تحصیلدار فتح آباد کے ساتہ بستی
بہیمان کے رہنے والے شفیع نامے ایک پیادہ کا دنگہ ہوگیا اور پیادوں نے
فتح آباد کو لوٹ لیا اور قمر الدین خان کے بیٹے ضابطہ خان کی اسمین
سازش پائی گئی۔ تب سرکار انگریزی نے اُسپر فوج کشی کرکے سرسہ پر بہی قبضہ
کرلیا۔ اگرچہ ۱۸۰۳ء سے ۱۸۱۸ء تک مختلف اوقات مین اسملک کے آباد
حصّون پر سرکار انگریزی قابض ہوئی مگر اس پندرہ برس کے عرصہ مین ہماری
جانب سے بہی بہٹیون کو مغلوب کرنے اور علاقہ کے آباد کرنیمین برابر کوشش
ہوتی رہی۔ چنانچہ ۱۸۱۹ء مین زیر اہتمام لالہ دیوی سہائے کہتری ریاست
کے ایک مشہور عہدہ دار کے جسکی سماوہ ابتک موضع گوڑہا مین موجود ہے۔
گوڑہا مین جو سرسہ سے صرف چودہ میل کے فاصلہ پر تہا۔ ہمارے سپاہیون کی

ایک چوکی قایم ہوئی اور دوسرے سال کسیقدر سوار بہی وہان تعین ہوئے اور مختلف تدبیرون سے مُلک کے آباد کرنیمین کوشش ہوتی رہی یہانتک کہ سنہ ۱۸۱۲ع مین آبوہر کا پرگنہ بہی اکثر آباد کیا گیا جو گوڑہا سے ساٹہہ میل شمال مغرب کیطرف ہے اور وہانکی گڑہی کی مرمت کرائی گئی اور اگرچہ یہہ سب کچہہ حکام انگریزی کی آنکہون کے سامنے ہوتا رہا مگر کسی نے ہمکو کبہی نہین پوچہا کہ تُم یہہ کیا کرتے ہو۔ اور سنہ ۱۸۰۹ع سے سنہ ۱۸۳۵ع تک بلا روک ٹوک ہم اپنے مقبوضات پر قابض رہے۔ لیکن سنہ مذکور مین مسٹر ولیم فریزر صاحب نے اس بنیاد پر کہ گورنمنٹ انگریزی مرہٹون کی قایم مقام ہے اور اس سبب سے اُس تمام قطعہ مُلک کی مستحق ہے جسپر مرہٹے قابض ہے گورنمنٹ کو ہمارے مقبوضات پر دعوی کرنے پر مایل کیا اگرچہ صاحب موصوف نے سنہ ۱۸۱۸ع مین بہی جب اِس ضلع کے حاکم تہے گورنمنٹ کو اسباب مین رپوٹ کی تہی مگر اُسپر کچہہ التفات نہوا تہا۔ علی ہذا ان سے پہلے اس ضلع کے حاکمون مسٹر گارڈنر صاحب اور مسٹر مروڈن صاحب کی رپوٹون پر بہی کچہہ توجہہ نہوئی تہی مگر اب جو صاحب موصوف دہلی کے رزیڈنٹ ہوگئے اپنی تحریک پر کامیاب ہوئے اور مسٹر راس بیل صاحب

کلکتہ حضار ہمارے اور گورنمنٹ کے درمیان بطور ثالث مقرر کیئے گئے
اور تصفیہ کیواسطے گورنمنٹ نے یہہ قاعدہ قرار دیا کہ سنہ ۱۸۰۹ء مین جہان
جہان پٹیالہ کا قبضہ تہا وہ پٹیالہ کو دیا جاوے اور جو کچہہ اس ضلع کے
پہلے فرمان روایون کے قبضہ مین تہا وہ گورنمنٹ کا حق سمجہا جاوے
اور ضلع فتح آباد اور سرسہ جو سنہ ۱۸۰۹ء مین سرکار انگریزی کے قبضہ مین
آئے انکی نسبت بہی اسی قاعدہ کے موافق عمل کیا جاوے۔ آغاز حال مین
اگرچہ مسٹر بیل صاحب کا منشا ہماری نسبت برا نہ تہا مگر جب مہاراج
نے اس ثالثی کو نامنظور کیا اور بلالحاظ ہماری رضامندی کے گورنمنٹ نے
حکم دیا کہ تحقیقات کی روسے جو نتیجہ نکلے اُسکے موافق فیصلہ کیا جائے اور
صاحب موصوف نے تحقیقات شروع کی۔ چونکہ بعض وجوہ سے صاحب
موصوف کو یہہ خیال ہوگیا کہ اہلکاران ریاست اُنکی آزادانہ کارروائی
مین مزاحمت اور حرج کرتے ہین اسلئے ناراض ہوکر اُنہون نے اٹکل پچو
ایک ایسی رپورٹ کردی جو ہمارے حق مین نہایت ہی مضر تہی اور ایک
وسیع قطعہ زمین جو سو میل سے زیادہ طول اور پندرہ بیس میل سے زیادہ
عرض مین تہا اور جسکو ہمنے بہت سے صرف مال وجان کے ساتہہ ہاتہہ

محنت اور کوشش سے ابتک اپنے قبضہ مین رکہا اور آباد کیا تہا ہماری حکومت
سے نکالکر اپنی سرکار کے ماتحت کرلیا۔ اس فیصلہ کی نسبت ہماری طرف سے
بڑی داد فریاد ہوئی اور آخرکار شروع جنوری سنہ ۱۸۴۰ع مین گورنمنٹ نے مسٹر
کانولی صاحب کو اس مقدمہ کی نظر ثانی کیواسطے مقرر فرمایا۔ صاحب موصوف
کی تحقیقات سے مسٹر ہیل صاحب کی کارروائی صریحاً غلط ثابت ہوگئی اور
۲۶۶ ۹۰۰۰۰
منجملہ دوسو چہیاسٹہ گانون جسمی ڈیڑہ لاکہہ روپیہ سالانہ کے نوہ ہزار روپیہ
۱۲۹
کی آمدنی کے ایکسو انتیس گانون ہمکو واپس ملنے تجویز ہوے۔ اگرچہ اس فیصلہ
کی نسبت بہی ہمکو سخت عذر تہا کیونکہ ہم اس تمام متنازعہ زمین کو بالکل اپنا حق
سمجہتے تہے مگر گورنمنٹ نے جب یہہ کہا کہ اگر اس فیصلہ کو منظور نہین کروگے تو یہہ گانون
بہی نہین دیئے جاوینگے بناچاری قبول کرنا پڑا اور اسوقت سے کہ جب سے سرکار
انگریزی نے ان دیہات پر اپنا قبضہ کرلیا تہا بعد منہائی فیصدی بیس روپیہ خرچہ
انتظام کے انکی آمدنی بہی اپریل سنہ ۱۸۴۲ع مین ہمکو ملگئی اور اس طرح سے سرحد
ہریانہ کا فیصلہ ہوگیا۔

اب بہٹیانہ کی کیفیت سُننے کہ جب مسٹر ہیل صاحب کے فیصلہ
کی رو سے مُلک کا اسقدر وسیع قطعہ سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگیا تو مہاراجہ

رانیان اور تہوہر حصارسے علیحدہ کئے جاکر ایک نیا ضلع ضلع سرسہ کے
نام سے قایم کیا گیا مسٹر کانولی صاحب نے اسکی بابت جو رپوٹ کی
اگرچہ ناواقفی کے سبب سے اُسمین دیہات کے نام اور تعداد صحیح لکہی گئی مگر
اُنہون نے یہہ لکہا کہ جسقدر ترتیب دیہات ریاست کے قرب مین واقع
ہو وہ چہوڑ دیا جائے کیونکہ اُن دیہات کے باشندے ضرور اپنے قریب
کی افتادہ زمینون مین اپنے ڈنگر چراتے ہونگے - گورمنٹ نے اس تجویز
کو منظور کیا اور پیمایش کرکے دیہات متنازعہ کے تقسیم کردینے کا حکم دیا ۱۸۴۲ء
مین یہہ پیمایش ختم ہوئی اور کپتان رابنسن صاحب سوپرنٹنڈنٹ ضلع
بہٹیانہ نے اپنی رپوٹ مین لکہا کہ منجملہ ایکسو چوالیس [۱۴۴] گانون کے بائیس [۲۲] گانون
پٹیالہ کو واپس دیئے جائین چونکہ اسکی نسبت بہی سرحد ہریانہ کی طرح ہمارے
بہت سے اعتراض تہے اسلئے خط و کتابت مین چار برس گذر گئے یہانتک
کہ سرکار لاہور کے ساتہہ لڑائی شروع ہوگئی اور مہاراج کا انتقال ہوگیا - پہر پنجاب
کی دوسری لڑائی ہوئی اور یہہ مقدمہ اگرہ یعنی گورمنٹ مغربی و شمالی سے لاہور
یعنی صدر پنجاب کو منتقل ہوگیا اور ان وجوہ سے حکام کو اسکے تصفیہ کی فرصت
نہوئی آخرکار مسٹر جارج کارنک بارنس صاحب کمشنر ممالک این روے

تتاج سے نے جنسے اس ریاست کا پولیٹیکل تعلق تہا سنہ [illegible] مین اسکی نسبت یہہ رپوٹ کی
کہ اگرچہ ریاست کا کچہہ حق نہین ہے مگر چونکہ قاعدہ مجوزہ گورنمنٹ منظور ہو چکا ہے
اسواسطے پٹیالہ کو کچہہ نہ کچہہ دینا ضرور چاہیے اور چونکہ کانولی صاحب کی تجویز
سابقہ مین کچہہ تشریح نہین کی گئی تہی کہ کسقدر گانون واپس دیئے جاوین اسواسطے
صاحب موصوف نے لکہا کہ منجملہ دیہات متنازعہ مین [illegible] گانون پٹیالہ کو
دیئے جاوین اور اگر یہہ کافی نسمجہے جاوین تو سات اور دیئے جاوین اور یہہ
گانون اسطور پر انتخاب کیئے جاوین جس سے سرحد کی صورت نہ بگڑے اور بیٹ
کی امین مین بہی خلل واقع نہو چنانچہ جو دیہات اس لین کے قریب تہے انکا
سرکار انگریزی کے قبضہ مین رہنا تجویز کیا مگر صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب نے
اس راے سے اتفاق نکیا اور اپنی راے مین یہہ لکہا کہ کرنل ہمپنڈ صاحب بہادر
ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ کے مراسلات اور مہاراج کے جوابات سے ثابت
ہوتا ہے کہ مہاراجہ صاحب بہادر نے مسٹر کانولی صاحب کے فیصلہ کو منظور
نہین کیا اور اگرچہ یہہ حکم ہوا تہا کہ اگر ریاست اس فیصلہ کو منظور کرے تو جو تجویز بابت
واپسی دیہات کے ہوئی ہے وہ منسوخ سمجہی جاوے مگر اسپر عمل نہین ہوا
بلکہ کئی دفعہ اسمین مباحثہ ہوا اور کئی دفعہ ریاست کو اپنے دعوون کے پیش

کرنے کی اجازت دیگئی - علاوہ برین خود گورنمنٹ کی کاروائی مین بہی کسیقدر تاخیر ہوئی - پس ان وجوہ سے ریاست کو دیہات مجوزہ کی آمدنی ۱۸۴۳ء سے دینی واجب ہے اور اگرچہ انتظام ۱۸۴۳ء کی گورنمنٹ پابند نہین کیونکہ سواے کپتان رابنسن صاحب کی رپوٹ پر کچہہ حکم نہین ہوا تہا مگر تاہم اس بات مین کچہہ شک نہین کہ مسٹر کانولی صاحب کے فیصلہ کی روسے جسکو گورنمنٹ قبول کرچکی تہی اکتالیس[1] گانون جو صاحب موصوف نے تجویز کئے تہے پٹیالہ کو دئے جانے چاہئین اور اگر ریاست کے علاقہ مین سے پرٹ کی لین کے جانے سے کچہہ حرج ہو تو جن دیہات مین سے لین گئی ہو انکی مساوی آمدنی کے اور گانون معاوضہ مین دیئے جاوین -

گورنمنٹ اعلے نے اس تجویز کو منظور کیا اور اکتالیس[2] گانون معہ بقایا آمدنی ازابتداے ۱۸۴۳ء لغایت یکم مئی ۱۸۵۶ء جب کہ راقم آنریبل جان کالون صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کیخدمت مین بمقام نینی تال ریاست کی طرف سے وکیل[1] تہا دیدینے کا حکم ہوا اور چہبیس[2] گانون ضلع سرسہ سے اور چار ہزار ایکسو تینتالیس روپیہ کی آمدنی کے باقی ماندہ

---

[1] اگرچہ ریاست کا پولیٹکل تعلق متعلق پنجاب کیوقت سے گورنمنٹ اضلاع شمالی و مغربی

پندرہ[۱۵] دیہات کے معاوضہ مین اسپال بدرہ ۔ بہینی ۔ ساہو کے اور منڈیر پانچ گانون بہدوڑ کے علاقہ مین سے جواب سے قریب تین ہی برس پہلے ریاست کے تحت سے نکالکر ضلع لودہیانہ کے متعلق کرلیا گیا تہا جسکا ذکر ہم آیندہ لکہینگے ہمکو ملگئے اور یہہ طول طویل جہگڑہ جسکی ابتدا ۱۸۰۸ء سے تہی ختم ہوگیا۔

بہای اودے سنگہہ صاحب والی کیتہل کی وفات اور سرکار انگریزی کا ریاست کو ضبط کرنا

خاندان[۵۴] کیتہل کے اخیر رئیس بہای اودے سنگہہ صاحب نے جب پندرہوین[۱۵] مارچ ۱۸۴۳ء مطابق پہاگن سدی چودہوین[۱۴] سمت ۱۸۹۹ کو لا ولد قضا کی سرکار انگریزی

---

۵۴ خاندان کیتہل خاندان پہول کے جد اعلے سدہو کے چہٹے بیٹے ڈاہر نامی کی اولاد مین ہے۔ ڈاہر کا پوتا بہای بہگتو ایک خدا پرست شخص ہوا جسکو سکہون کے چوتہے گرو

---

۲ سے موقوف ہوکر گورنمنٹ پنجاب کو منتقل ہوگیا تہا مگر اس سبب سے کہ یہہ تعدد دایر تہا جسکا متن مین ذکر ہے اور ضلع سرسہ گورنمنٹ موصوف کے ماتحت تہا اسواسطے دستور سابق کے موافق ہمیشہ کی طرف سے صاحب کمشنر دہلی اور گورنمنٹ اضلاع شمالی و مغربی کی خدمت مین ایک باقاعدہ بطور وکیل کے رہتا تہا چنانچہ سب سے اخیر وکیل جو گورنمنٹ موصوف کی خدمت مین بہیجا گیا مرزا تہا اور ستمبر ۱۸۵۵ء مین جب مینی تال سے رخصت لیکر پٹیالہ چلا آیا پہر وہان کوئی وکیل نہین بہیجا گیا

نے موافق اُس قاعدہ کے جو ریاست جیند کے معاملہ مین قرار دیا تہا تجویز کیا
کہ اسقدر مُلک جو بہای گوربخش سنگہہ بانی ریاست کے قبضہ مین تہا اُس سو تنے
کے قرابت داران جدّی کو دیا جا کر باقی ضبط کیا جائے - اور مسٹر گریٹ ہیڈ
صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ اسکی تعمیل کیواسطے کیتہل گئے - چونکہ بہای

گرو رام داس اور اُنکے صاحبزادہ گرو ارجن صاحب کی خدمتمین جنکی وفات
ماہ جیٹھ سمت ۱۶۶۳ مین ہوئی بہت رسوخ تہا - اور انہون نے اسکو عزتاً بہائی کا لقب دیا تہا
جو اسکی اولاد مین ابتک بطور فخر چلا آتا ہے بہای بہگتو کی اولاد کی کئی شاخین ہوئین مگر
یہان ہم صرف اُس شاخ کا ذکر کرتے ہین جو ریاست کیتہل کی بانی ہوئی - بہائی بہگتو
کا بیٹا بہای گورا اور اُسکا بیٹا بہائی دیال سنگہہ ہوا تب تک یہہ لوگ صرف درویش
اور مذہبی شخص تہے گردیال سنگہہ کے بیٹے بہائی گوربخش سنگہہ نے جو مہاراج الا سنگہہ بہادر کے ہمعصر
اور دوست بہی تہے درویشی اور دینداری کے ساتہہ سپہ سالاری کی صفت کو بہی شامل کیا
اور مہاراج کی امداد اور مہربانی سے بہت سا مُلک حاصل کیا - اُنکی وفات کے بعد ریاست
اُن کے پانچ بیٹون بڈہا سنگہہ - دہنا سنگہہ - تخت سنگہہ - دیسو سنگہہ اور سکہا سنگہہ مین
تقسیم ہوئی اور انہون نے حتی المقدور اُسکے وسعت دینے مین کوشش کی - بہائی
دیسو سنگہہ جو زیادہ شجاع اور لیق تہے سنہ ۱۷۶۷ مین بہیکہہ بخش خان اور نعمت خان نامی
پٹہانون کو مغلوب کر کے قصبہ کیتہل پر قابض ہوئے جسکے نام پر یہہ ریاست مشہور ہوئی
یہہ ایکدفعہ اپنے بڑے بہائی بڈہا سنگہہ کی رو سے تہانیسر پر بہی قابض ہو گئے تہے

ریاستونکا خاندان کیتہل سے ایک بہت بڑا تعلق تہا اور اس سبب سے بہی کہ خود ہمارے لئے ایک بری نظیر قایم ہوتی تہی ہم اس قاعدہ پر عمل ہونا نہین چاہتے تہے اور ہمارا منشا تہا کہ موافق اُن نظایر کے جو خاص اس خاندان کی بابت موجود تہین اور جنکی تائید خود سرکار انگریزی نے کی تہی اس مقدمہ کا فیصلہ ہو اور تمام کمال

مگر سردار بہنگا سنگہہ نے اُسکو ان سے پہر چہڑا لیا سمت ۱۸۲۰ مین فتح پور بونڈری کا علاقہ انکے قبضہ مین آیا اور اب یہہ ریاست بہی ایک بڑی ریاست شمار ہونے لگی اسی برس انکا انتقال ہوگیا انکے بہاگ سنگہہ اور لال سنگہہ دو بیٹے تہے جنمین سے وہ بڑے کو بہت چاہتے تہے اور چہوٹے سے ناراض تہے اور اسکو قید کر رکہا تہا مگر لوگ بہاگ سنگہہ ظلم اور تشدد کے سبب اُن سے ناخوش تہے اور بہائی لال سنگہہ صاحب کو پسند کرتے تہے پس جب بہائی دیسو سنگہہ صاحب کا انتقال ہوا بہائی لال سنگہہ صاحب نے سپاہ کی مدد سے قید سے نکلکر بہاگ سنگہہ کو اپنی جگہہ بہایا اور جب کچہہ عرصہ بعد وہ قید سے چہوٹا تو بہٹیون کی کمک کے مقابلہ مین مارا گیا۔ انکے زمانہ مین اس ریاست کو بڑا فروغ حاصل ہوا اور اِن رؤسا ستلج کی ریاستون مین پٹیالہ کے بعد یہی ریاست سب سے بڑہ کر گنی جانے لگی انہون نے مارچ سنہ ۱۸۰۹ء مین بہ اتفاق راجہ بہاگ سنگہہ صاحب والی جیند اور ہمارے اہلکار سردار چین سنگہہ کے ہندوستان تک تمام لارڈ لیک صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے تہے سرکار انگریزی کے ساتہہ توسل پیدا کیا اور جب جنوری سنہ ۱۸۰۵ء مین لارڈ موصوف بہرتپور کے ساتہہ لڑائی مین مصروف تہے جو مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کی پناہ دہی کے سبب سے ہوئی تہی اور ہلکر کے ایک سردار امیر خان نے

علاقہ جو بہای اودے سنگہ صاحب کے قبضہ مین تہا بہای سکہا سنگہ کے بیٹے بہای گلاب سنگہ کو ملے اسلئے ہماری تینون ریاستون کے معتمد صلاح و مشورہ کے واسطے وہان گئے ہوئے تہے مگر ٹیک سنگہ وغیرہ سردارون کی نادانی اور کوتہ اندیشی سے دسوین اپریل سنہ مذکور کو سپاہ

نے پانی پت کے نواح مین بڑا فساد کر رکہا تہا انہون سے کرنل اکٹر لونی صاحب کے اشارہ سے باتفاق راجہ بہاگ سنگہ صاحب والی جیند کے اُسکو لڑکر شکست دی اور اُسکا سر کاٹ کر صاحب ممدوح کے پاس دہلی بہیجا جسکی لارڈ لیک صاحب بہادر نے بڑی تعریف کی۔ پہر کرنل اکٹر لونی صاحب سے اجازت لیکر کرنل برن صاحب کی مدد کو گئے جو اُن سکہہ سردارون کے ساتہ لڑائی مین مصروف تہے جنہون نے ہلکر اور نواب محمد امیر خان والی ٹونک کے اشارہ سے سال بہر سے دریاے جمن کے قرب وجوار مین فساد مچا رکہا تہا۔ اسوقت قریب چہہ ہزار کے سکہہ ملانہ مین جمع ہوئے تہے جنکو کرنل برن صاحب نے دو مہینے کی دوا دوش مین جمنا کے اِس کنارہ سے مار کر نکالا اور ان خدمات کے صلہ مین مادہوہٹی اور گوہانہ کا علاقہ دو لاکہہ روپیہ کی آمدنی کا سرکار انگریزی سے اُنکے حین حیات عطا ہوا۔ اِنکی زندگی تک ریاست کیتہل کا برتاو ہمارے ساتہ نہایت دوستانہ رہا مگر جب اِنکا انتقال ہوگیا اور اِنکا بڑا بیٹا بہای پرتاب سنگہ بہی دس برس کی عمر مین قضا کر گیا اور ریاست اُنکے چہوٹے بیٹے بہای اودے سنگہ کے قبضہ مین آئی جو سمت ۱۸ مین پیدا ہوئے تہے۔ اِنکی بدبخت مزاجی اور ناتجربہ کاری کے سبب سے اُسمین بہت

کیتہل اور اُس رسالہ کے سواروں مین جو مسٹر گریٹ ہیڈ صاحب کے ساتھہ
آیا تہا گہوڑون کی گہاس کی بابت تکرار ہو کر دنگہ ہو گیا اور کئی آدمی اودہر اودہر
کے مارے گئے اور گریٹ ہیڈ صاحب کے گہوڑے کے گولی لگی اور وہ بہاگ
کر پہوئیہ مین (جو کیتہل کے قریب پندرہ میل دریاے سرستی کے کنارہ

غرق اگیا اور مختلف طور کے جہگڑے کہڑے ہو گئے اور سرحد پر نہایت فساد رہنے
لگا اور اگرچہ اسکے انسداد اور دفعیہ کے واسطے باتفاق ریاست جیند و نابہ سمت ۹۰ اب
مطابق ۱۸۳۳ء مین ایک عہدنامہ بہی لکہا گیا جسکا ذکر پہلے لکہ آئے ہین لیکن اُسسے
کچہہ فایدہ نہوا اور برابر سرحد پر لڑائیان اور کُشت و خون ہوتے رہے خصوصاً سمت ۹۶ و ۹۷
مین بہت فساد بڑہ گیا جسکے انسداد کیواسطے سرکار انگریزی کو ضرورتاً تاکیدی احکام جاری
کرنے پڑے اور آپس کی کشاکشی کی وجہ سے جو انہون نے کئی جگہہ دریاے سرستی
مین بند لگوا دیئے اس سے بہارا نقصان ہوا اور جو دیہات اُس کے مغربی کنارہ
کے قرب و جوار مین آباد تہے اور جنکی زراعت اور کشتکاری کا دار و مدار صرف اُسی کے
پانی پر تہا قریب بربادی کے پہونچ گئے جو ابتک بہی اُسی حالت مین ہین کیونکہ ریاست
کیتہل پر قابض ہو کر سرکار انگریزی نے بہی اگرچہ انصاف تہی مگر اپنے فواید کے لحاظ سے اُنکو
بدستور قایم رکہا - بہای اودے سنگہہ صاحب ایک سخت متعصّب اور بیرحم شخص تہے اور
اگرچہ مرنے سے چہہ برس پہلے مسکرات کی کثرت استعمال کے باعث سے اُنپر فالج گرا
جسکے سبب سے وہ برائے نام زندہ اور درحقیقت مردہ چارپائی کے سوار ریاست کرتے

ہندوون کا ایک مشہور تیرتہہ ہے اور اُسوقت ریاست کیتہل کی قلمرو مین
تہا) چلے آئے اور بہای اودے سنگہ صاحب کی والدہ مای صاحب کنور
اور انکی دونون رانیان سورج کنور اور مہتاب کنور بہی اپنی جان کے
خوف سے وہین چلی آئین اور ٹیک سنگہ کرنال سے فوج انگریزی کے آنیکی
خبر سنکر بہت سامال و اسباب لیکر لاہور کو جانیکے ارادہ سے کیتہل سے نکل بہاگا
مہاراج نے جو تعزیت کیواسطے کیتہل جانیکے ارادہ سے گہڑام مین
ٹہرے ہوئے تہے جب اس واقعہ کی خبر سُنی فوراً مفسدون کے گرفتار کرنیکو

رہے مگر مزاج کی سختی مین مطلق فرق نہین آیا اُنکے مسندنشین ہونیسے پہلے اس خاندان کی
دوسری شاخین وقتاً فوقتاً ختم ہوکر اُنکا علاقہ ریاست مین شامل ہوتا رہا چنانچہ ۱۸۱۹ء مین
سرکار انگریزی کے عہد مین ہی جب بہای لال سنگہ صاحب کے چچیرے بہائی کرم سنگہ
خلف دہنا سنگہ کی زوجہ بہاگ بہری نے جو لاولد تہی قضا کی تو لکراہ کا علاقہ جو بہائی
کرم سنگہ کے قبضہ مین تہا اور ابتک انکی زوجہ اُسپر قابض تہی باجازت سرکار انگریزی بہائی
لال سنگہ صاحب کے تصرف مین آیا اور انکی وفات کیوقت صرف بہائی سکہا سنگہ کی شاخ باقی
تہی یعنی اُنکے بیٹے گلاب سنگہ اور سنگت سنگہ موجود تہے اور اُرنولی کا علاقہ اُنکے قبضہ مین تہا
اگرچہ بڑائی کے سبب سے بہای گوربخش سنگہ کے ترکہ کے جو صرف وہی دیا جانا تجویز
ہوا تہا بہائی گلاب سنگہ مستحق تہے لیکن چونکہ ان دونون بہائیون مین بروقت پیشی
دعوی ریاست ایک خانگی عہد و پیمان اس مضمون کا ہو گیا تہا کہ بروقت کامیابی دو حصے

واسطے فوج ماموری کی چنانچہ بعد ایک خفیف سے مقابلہ کے وہ سامانہ
کے قریب موضع ڈہنٹہہ سے گرفتار ہوکر صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ
کے حوالہ کیا گیا اور چار ہاتہی اور دو توپین اور ڈیڑہ لاکہہ روپیہ نقد اور بہت سا
مال واسباب جو اُسکے اور اُسکے ہمراہیون کے پاس سے ملا تہا صاحب موصوف
کے پاس بہیجدیا گیا۔

اگرچہ سرکار انگریزی کو پہلے ہی منظور تہا کہ اُس فائدہ سے جو مذکورہ بالا
قاعدہ پر عمل کرنیسے حاصل ہونیوالا تہا دست بردار ہو مگر اِس ناگہانی فساد نے
اَور بہی حرج کردیا اور گورنمنٹ نے قریب ایک لاکہہ روپیہ سال کی آمدنی کا
علاقہ جسکو بہائی گوربخش سنگہہ صاحب کا پیدا کیا ہوا تصوّر کیا گیا تہا بہائی گلاب

بہائی گلاب سنگہہ اور ایک حصّہ بہائی سنگت سنگہہ کوسطے اسواسطے جو علاقہ ملنا تجویز ہوا تہا بہ اتفاق
اُنہوں نے باہم تقسیم کرلیا اور سرکار انگریزی نے بہی اسکو جایز رکہا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ جو حکومت اور
خودمختاری ریاست کیتہل کو حاصل تہی وہ انکو نہوئی اور انکی حالت بہی انہین چہوٹے چہوٹے
زمینونکی سی ہوگئی جنسے مہم ستلج کے بعد سرکار انگریزی نے حکومت لیکر ایک معمولی جاگیردار
بنا دیا ہے۔ اب بہائی گلاب سنگہہ کا بیٹا بہائی جسمیر سنگہہ اور بہائی سنگت سنگہہ کا بیٹا
بہائی انوکہہ سنگہہ بقید حیات موجود اور اپنے اپنے علاقہ ارنولی اور سدہووال پر
قابض ہین۔ ۱۲ مولف

کو دیکر باقی قریب چار لاکہہ روپیہ سال کی آمدنی کا علاقہ معہ شہر کیتہل اور تمام خزانہ اور مال و متاع کے ضبط کرلیا اور ہرچند بہائی گلاب سنگہہ نے بہت ہاتہہ پانوُں مارے مگر کچہہ شنوائی نہوئی اور ۱۸۴۳ء کے خاتمہ پر اس معاملہ کا بالکل خاتمہ ہوگیا۔

دیکہو اس دنیا مین تبدیل حالات اور مرور ایام سے کیا کیا مختلف نتیجے پیدا ہوتے ہین مثلاً خیال کرو کہ ایک وہ زمانہ تہا کہ سرکار انگریزی نے جب اس چہوٹی سے ریاست کو ضبط کرنا چاہا تو اُسکے نوکرون نے اسکو گوارا نکیا اور بمقابلہ پیش آئے اور ایک یہہ وقت ہے کہ بڑودہ سی ریاست کے رئیس مہاراجہ ملہار راؤ گائکواڑ کو معزول کرکے مدراس کو بہیجدیا گیا اور کسی نے چون بہی نکی۔

سرکار انگریزی کی لڑائی سپاہ لاہور سے اور مہاراج کا گونمنٹ کو مدد دینا

مہاراجہ شیر سنگہہ کو جب اجیت سنگہہ وغیرہ سرداران سندہانوالیہ نے پندرہوین ستمبر ۱۸۴۳ء کو قتل کر ڈالا سلطنت لاہور مین ایسے حادثے اور انقلابات واقع ہوئے کہ جنکے سبب سے جزو کل اختیار فوج کے ہاتہہ مین چلا گیا اور وہ سلطنت جسکو اُس مشہور و معروف شخص (رنجیت سنگہہ) نے اپنی قوت بازو سے

قایم کیا تہا بہت جلد تباہ و برباد ہوگئی یعنی مہاراجہ دلیپ سنگہہ کی والدہ
رانی جندان اور بڑے بڑے سرداروں نے جو ابتک قتل ہونیسے
بچے ہوے تہے جب دیکہا کہ فوج کسی طرح قابو مین نہین آسکتی اور ایک دن
ہمکو بہی اُسکے ہاتہہ سے قتل ہونا پڑیگا تو اُنہون نے یہ تدبیر کی کہ سرکار انگریزی کے
ساتہہ لڑنے پر اُسکو آمادہ کیا تاکہ خانگی قتل و قمع چہوڑکر وہ ایک دوسرے جہگڑے
مین پڑ جاے اور اِسطرح سے اُسکی صفر اشکنی ہوجاے۔ فوج تو نہایت
درجہ مغرور ہوی ہی تہی کیونکہ بہت عرصہ سے اُسنے کوئی زک نہ اُٹہائی تہی
اور جو معاملہ افغانستان مین پیش آیا اُس سے سپاہ انگریزی کی وقعت اُسکے دل
سے بہت کم ہوگئی تہی پس فوراً سرکار انگریزی کے ساتہہ زور آزمائی پر آمادہ
ہوگئی اور قریب ساتہہ ہزار سپاہ نے تین حصّونمین تقسیم ہوکر زیر حکم سردار لال سنگہہ
اور سردار تیج سنگہہ اور سردار شیام سنگہہ کے بڑے جوش و خروش
اور کرّ و فر سے تیئیسوین نومبر ۱۸۴۵ء کو ستلج کیطرف کوچ کردیا اور اگرچہ پہلے کچہہ
خیال تہا کیونکہ ادہر سے کوئی ایسی بات وقوع مین نہ آئی تہی جو مخل دوستی
سمجہی جاے مگر جب اُنہون نے خواہ مخواہ برخلاف عہدنامہ ممالک انگریزی
پر حملہ کرنیکے ارادہ سے کوچ کردیا تو ناچاری ادہر بہی جنگ کی تیاری ہوئی

اوراین سوے ستلج کے تمام چھوٹے بڑے رئیسونکو بھی حکم ہوا کہ اپنی اپنی فوج لیکر حاضر ہون پس مہاراج جو سپاہ لاہور کا ڈھنگ دیکھکر سمجھہ چکے تھے کہ ایک روز اُسکا سرکار انگریزی کے ساتھہ ضرور بگاڑ ہوگا اور اسی دور اندیشی سے اُنہون نے رفتہ رفتہ فوج مین سکھون کی نسبت مسلمانون اور اور قوم کے ہندوون کی تعداد زیادہ کردی تھی اور سردار سوای سنگھہ سکھون کو بدل کر بخشی کا عہدہ ملک کالا ڈوگر کو دیدیا تھا اس واقعہ کے پیش آتے ہی تہ دل سے گورنمنٹ کو مدد دینے کیواسطے آمادہ ہوگئے اور اگرچہ بیماری کے سبب سے جو تپ اور ورم جگر سے بیمار تھے بذات خود نہین جا سکے مگر فوج کے بھیجنے اور اور ضروریات کے بہم پہنچانے مین نہایت کوشش کی چنانچہ دو ہزار سوار اور دو ہزار پیادے اور دو سو زنبورچی اور چھہ بڑی توپین روانہ کین اور رسد اور باربرداری کا تانتا باندھ دیا اسوقت لارڈ ہارڈنگ صاحب گورنر جنرل بہادر ہند شملہ پر تھے پس فوراً نیچے اترے اور باتعلق لارڈ گف صاحب کمانڈر انچیف کے ڈبل کوچ کرتے ہوئے اٹھارہوین دسمبر کو مدکی جا پہنچے جو فیروزپور سے لودہیانہ کے رخ پندرہ میل کے قریب ایک گانون ہے اور جاتے ہی لڑائی کا بگل بجوا دیا۔ سکھون کی فوج جو تعداد تیس ۳۰ ہزار کے تھی اور بتیس ۳۲ توپین بھی اُسمین تھین بڑی تیزی اور تندی سے مقابل ہوئی

اور ایسے جان توڑ کر لڑے کہ لارڈ گف صاحب کو بہی اندیشہ ہو گیا مگر سپہ سالار
کی خود غرضی نے جو اپنی شکست کا خود آرزو مند تہا بازی بگاڑ دی یعنی جب سردار
لال سنگہہ نے دیکہا کہ میری فوج بڑہتی جاتی ہے فوراً سوارون کی فوج کو جو بقدر
آٹہہ ہزار کے تہی ساتہہ لیکر علحدہ ہو گیا جنمین سے ایک نے ہی پلیٹہ کا لا نخیا اور
نہایت نامردی اور بزدلی کے ساتہہ بہاگ گئے اور اگرچہ پیادہ فوج نے جسکو
فرنچ جنرلون نے تعلیم کیا تہا نہایت جرات اور استقلال سے اپنی جان کہپائی
مگر آخر کو شکست ہو گئی۔ اور سترہ توپین اُنکی میدان مین رہگئین اسی طرح جب
الکینسوین کو اسی کے قریب موضع پہیرو کے میدان مین دوسری لڑائی ہوئی
سردار تیج سنگہہ جسکے ساتہہ بارہ پلٹنین اور دس رجمنٹین اور سو توپین تہین
جبکہ وہ بڑی شدّت اور صلابت سے لڑ رہے تہے اپنی خاص فوج کو ساتہہ لیکر
نکل بہاگا اور یہہ دیکہکر باقیماندہ فوج کا جی چہوٹ گیا اور سپاہ انگریزی نے حملہ کرکے
اُسکو تتّر بتّر کر دیا اور ستر توپین اور بہت سا میگزین اُٹہا لیلیا۔

ان لڑائیون مین سپاہ انگریزی مین سے دو ہزار تین سو ستّاون آدمی
زخمی ہوے اور نو سو چہہ مارے گئے جنمین جنرل سیل صاحب جلال آباد والے
اور میجر جارج براڈفٹ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ ہی شامل تہے

ہماری سرکار کے وکیل سید سرفراز علی صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ
جب اٹہارہویں کی لڑائی مین براڈفٹ صاحب ران مین گولی لگ کر
گہوڑے سے گرے اور مینے اور کپتان ایبٹ صاحب اور مولوی
سید رجب علیخان میرمنشی محکمہ ایجنسی نے زخم باندہکر انکو گہوڑے پر چڑہایا تو
اگرچہ ہمنے انکو گورے اور گوپیونکی بوچہار مین جانیسے روکا مگر قضا چند قدم انکو
اور آگے لیگئی اور وہ بہادر شخص دوسری گولی کہاکر اپنی جان اپنی قوم اور سلطنت
پر قربان کرگیا۔

مہاراج کی وفات

اس لڑائی کے دو روز بعد تیئسوین دسمبر روز سہ شنبہ کو مہاراج نے
سینتالیس برس دو مہینے کی عمر مین انتقال فرمایا۔ یہہ بڑے ذی رعب
عالی حوصلہ۔ مستقل مزاج سخن پرور رئیس تہے۔ محلات کی پردہ نشینی کا
دستور جسکو اس ملک مین ایک شایستگی کا نتیجہ سمجہا جاتا ہے اس خاندان مین
انہین کے عہد مین جاری ہوا۔ اس خاندان مین سب سے پہلے انہین کی
ملاقات نواب گورنر جنرل بہادر ہند سے چہبیسوین دسمبر ۱۸۱۵ء مطابق پوہ
بدی ایکادشی سمت ۱۸۷۲ کو کرنال کے مقام ہوئی۔

بہادر گڈہ کا قلعہ انہین کے عہد مین بنا تہا - انکو درویشون سے خواہ
ہندو ہون یا مسلمان بہت اعتقاد تہا اور اگرچہ اپنے مذہب کے بڑے پابند
تہے مگر مزاج مین تعصب بالکل نہ تہا اور انکی بے تعصبی کا نشان وہ بڑی مسجد
ہے جسکو نواب سیف خان نے ۱۰۸۸ ہجری مین بنوایا تہا اور خاص
مہاراج کے محل کے دروازہ کے آگے موجود ہے اور مہاراج نرایندر سنگھ
صاحب بہادر کی زبان سے مینے سنا ہے کہ مہاراج کرم سنگھ صاحب
بہادر انکو بطور نصیحت یہہ فرمایا کرتے تہے کہ کسی غیر مذہب شخص کے فرشی

ف یہہ قلعہ پٹیالہ سے چار میل شمال مشرق کیطرف سیف آباد کو اُٹھا کر بنایا گیا تہا اسکی بنیاد
پندرہوین نومبر ۱۸۳۷ء کو رکہی گئی تہی اور اگرچہ اس تاریخ سے مہاراج کرم سنگھ بہادر
کی وفات تک آٹھہ برس کے عرصہ مین اسکا بیرونی اور اندرونی حصار اور خندق وغیرہ
سب بن کر تیار ہو چکا تہا مگر مہاراج کے رہنے کا محل سمت ۱۹۰۱ مین مہاراج نرایندر سنگھ
صاحب بہادر کے عہد مین بن کر ختم ہوا - یہہ قلعہ تو رنگل کا ہے اور کچہہ کم دس لاکہہ
روپیہ اسکی تعمیر مین خرچ ہوا تہا - اسکی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ سکہون کے نوین
گورو گورو تیغ بہادر صاحب دلی کو جاتے ہوئے کچہہ دنون نواب
سیف خان بانی سیف آباد کے پاس ٹہرے تہے جسکی جگہہ یہہ قلعہ
بنایا گیا ہے - ۱۲ - مولف

بیٹھے ہوئے کی حالت مین کہانے پینے سے رئیس کو پرہیز کرنا نہین
چاہیئے کیونکہ دو حال سے خالی نہین ہے یا تو اُس شخص کو اُٹھادیا جاے
یا خود علحدہ جاکر اکل وشرب کیا جاسے اور یہہ دونون باتین رئیس کے
مناسب حال نہین ہین کیونکہ پہلی صورت مین اُس شخص کی ذلّت اور
دل شکنی ہوتی ہے اور دوسری وقار اور تمکنت کے خلاف ہے جو
ریاست کیواسطے ایک لازمی امر ہے مگر افسوس ہے کہ اُنکی زندگی کا
آخری حصہ لوگون کے حق مین تکلیف کا باعث ہوا جسکے بانی مبانی چند
مکّار اور بداندیش شخص تہے جو لوگون کی طرف سے جادو ٹونے اور
اور اسی قسم کے تہمت ڈالتے رہتے تہے یہی سبب تہا کہ باوجود اُنکے مذکورہ
بالا اوصاف کے لوگون کو اُنکے انتقال کا زیادہ افسوس نہین ہوا۔

مہاراج نرندر سنگھہ صاحب بہادر کی مسند نشینی اور لاہور کی لڑائی کا خاتمہ

رسوم ماتم کے طے ہونیکے بعد مہاراج نرندر سنگھہ صاحب بہادر
ماگہہ بدی چھٹہ سمت ۱۹۰۲ مطابق اٹہارہوین جنوری ۱۸۴۶ء کو اکیس برس کے
سن مین مسند نشین ہوئے۔ سرکار انگریزی کیطرف سے صاحب ایجنٹ

گورنر جنرل بہادر انبالہ بسبب کاروبار جنگ کے اس موقع پر نہین آسکے لیکن
مسٹر ایڈورڈس صاحب بہادر انڈر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ ہند
جو کلکتہ سے فیروزپور کو نواب گورنر جنرل بہادر کے لشکر مین شامل ہونیکو جاتے
تھے مبارکباد کا خلعت لیکر آئے اور سرکار دولتمدار انگلشیہ نے بنظر خیرخواہی
اور عمدہ خدمات ریاست کے خلعت کی رسم مین جو گورنمنٹ سے ایسے موقع پر ادا کرنا
تہا ایسی ترمیم کی جو زیادہ تر اس ریاست کی عزت کے مناسب حال تھی
اور کمان جو مہاراج اپنے ہاتھ سے اور ایکسو ایک اشرفی جو ریاست کا
میر منشی مہاراج کیطرف سے ملاقات کے موقع پر نواب گورنر جنرل بہادر کو بطور
نذر دیا کرتا تہا وہ بہی معاف کر دیا۔

اوّل ہی اوّل جو مشکل مرحلہ مہاراج کو طے کرنا پڑا اسخت اور عظیم مہم کی
خدمات تہین جنمین مسند پر بیٹھتے ہی انکو مصروف ہونا پڑا یہہ ایسا موقع
تہا کہ اگرچہ این سوے ستلج کے تمام رئیس بخوبی یہہ جانتے تہے کہ گورنمنٹ انگریزی
کے فایدہ سے انکا فایدہ ہے اور سکہونکی فوج اگر غالب ہوئی تو وہ تمام
ملک کو بیچراغ کر دیگی اور کسیکو بہی اچہوتا نچہوڑیگی مگر تاہم ناعاقبت اندیشی
اور اشتراک مذہب و قومیت کے سبب سے سلطنت لاہور کی ہمدردی کا

جوش اتفاق کے سکہونکے دلونمین عموماً تہا اور اس سبب سے ریاست مین انتظام
قایم رکہنا آسان نتھا چنانچہ راجہ دیواندر سنگہہ صاحب والی نابہہ
اسی آفت مین مبتلا ہوکر ریاست سے معزول ہوئے اور ریاست کی
چوتہای ضبط ہوی۔ راجہ اجیت سنگہہ[۵۷] لاڈوہ والہ بہی اسیطرح خراب ہوا اور
اسکی ریاست بہی برباد ہوی۔ روپڑ کی ریاست بہی اسیطرح تباہ ہوی اور
وہان کا رئیس سردار بہوپ سنگہہ قید ہوا۔ کیتہل کی ریاست اور لاڈوہ

۵۷ سردار گوردت سنگہہ اور صاحب سنگہہ امرتسر سے دس میل جنوب کی طرف کے رہنے والے سانسی گوت کے جاٹ تہے ۱۷۶۳ء مین زین خان کے قتل ہونیکے بعد زمین تہانیسر لدہ اور لاڈوہ انکے قبضہ مین آیا جسکو انہون نے باہم بانٹ لیا۔ جب کرنال کے قریب سردار صاحب سنگہہ آغا شفیع کے ساتہہ لڑائی مین مارا گیا۔ سردار گوردت سنگہہ اسکے حصہ پر بہی قابض ہوگیا۔ اسکو مہاراجہ رنجیت سنگہہ والی لاہور نے ۱۸۰۸ء مین بدووال کا علاقہ عنایت کیا تہا۔ اسکے مرنیکے بعد اسکا بیٹا اجیت سنگہہ ریاست کا مالک ہوا۔ اسنے تہانیسر مین دریاے سرستی کا پل تعمیر کرایا اور سرکار انگریزی سے راجای کا لقب حاصل کیا۔ اس لڑای کے موقع پر جسکا ذکر متن مین ہے یہ لاہور کی فوج کے ساتہہ ہوکر اٹہائیسوین جنوری کو عالی وال کے مقام سرکار انگریزی کی سپاہ سے لڑا اس سبب سے ریاست ضبط کی گئی اور وہ قید کرکے الہ آباد کو بہیجا گیا مگر یہان کے جیلخانہ سے پہرہ والا کو مار کر بہاگ گیا

بہت سے سکھہ سردارون کو نقصان عظیم پہنچے مگر مہاراج کرم سنگھہ صاحب
بہادر کا عاقلانہ اور دور اندیشانہ چلن مہاراج کیواسطے نہایت عمدہ ہادی
تہا اور چونکہ اُنکی تربیت اچھی ہوئی تہی اور اُنکی ذات مین قدرتی دانائی
اور دور اندیشی اور استقلال تہا اسلئے اُنہون نے فوراً سمجہلیا کہ اس معاملہ
کا نتیجہ کیا ہونے والا ہے اور وہ اُن مشکلات پر بخوبی غالب آئی جو ایکطرف
اُنکو اپنے ملک اور فوج کے انتظام کے قایم رکہنے اور دوسری طرف اس
عظیم مہم کی خدمات کے بجالانے مین پیش آئین اور اگرچہ ایکدفعہ دو سوارون
نے جو بدووال کے قلعہ مین تہے یہہ نمک حرامی کی کہ سکہون کی فوج نے
جو قلعہ پر دہاوا کیا اور فوج انگریزی مغلوب ہوی یہہ دشمنون سے مل گئے
اور ایسا ہی قلعہ گنگرانہ کے محاصرہ کے موقع پر جب محصورین قلعہ
چہوڑ کر بہاگے فوج کے ایک دستہ نے جو وہان متعین تہا اُنکے گرفتار
کرنے مین کوتاہی کی مگر باقی فوج اپنی خدمات کے بجالانے مین ثابت قدم
رہی ۔

اس مہم کے کام کے سر انجام مین اگرچہ سردار اودے سنگھہ دیوان

گیا اور مدت تک خواب وخستہ پہرتا رہا اور خیال کیا جاتا ہے کہ کشمیر مین جا کر مرگیا ۔ ۱۲ ۔ مولف

اور ملک کالا بخشی اور مولوی محمد فضل رحمان اور سردار سوای سنگہہ جنا تہلیہ۔ اور لالہ نہال چند اور اور اہلکار بہی شریک تہے مگر سب سے بڑہکر ذمہ داری میرے والد حکیم سیّد سعادت علی صاحب مرحوم کی تہی جو اپنے عہدہ میر منشی ریاست کے لحاظ سے معاملات بیرونی کے سرانجام کے ذمہ دار تہے اور یہہ ان اہلکارونکی دانشمندی اور تجربہ کاری کا نتیجہ تہا کہ سرکار انگریزی نے ریاست کی خدمات اور خیرخواہی کا اعلیٰ طور سے اعتراف کیا اور پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ کی آمدنی کا علاقہ جو ریاست نابہہ مین سے لیا گیا تہا اور ایک عمدہ مکان جو راجہ اجیت سنگہہ لاڈوہ والہ کی ملکیّت ہی ہر دوار مین تہا دوام کیواسطے عطا فرمایا۔

لارڈ ہارڈنگ صاحب کا پٹیالہ تشریف لانا اور مہاراج کا محصول راہداری معاف کرنا اور اسکے نتایج اور گورنمنٹ کے ساتہہ ایک نئے معاہدہ کا ہونا

اشتہار مورخہ سویم مئی ۱۸۰۹ء کی روسے جسکا ذکر ہماری اس کتاب مین پہلے آچکا ہے این روئے ستلج کے رئیسون پر یہہ بات فرض تہی کہ لڑائی کیوقت سرکار انگریزی کی فوج کے ساتہہ اگر شریک ہون اور

اپنے اپنے علاقہ سے رسد پہنچائین مگر اس مہم کے موقع پر بعض رئیس تو کہلے بندون سرکش اور باغی ہو گئے بلکہ مقابلہ کیا اور رسد کے پہنچانے مین بہی ہمارے سوا سب سے کم و بیش تاخیر وقوع مین آئی اور گورنمنٹ نے اسکی سزا مین پٹیالہ جیند نابہہ فریدکوٹ کلسیہ رائکوٹ دیالگڈہ اور ممدوٹ[15]

۱۵ یہہ ریاست ضلع فیروزپور مین واقع ہے اسکا رقبہ بحساب انگریزی مین سو چون میل مربع اور آبادی پینتالیس ہزار اور آمدنی قریب ایک لاکہہ کے ہے رئیس حال کے دادا قطب الدینخان اور اُسکے بہائی نظام الدین خان نے ۱۸۰۰ء مین رائکوٹ کے رئیس سے اسکو فتح کر لیا تہا جب ۱۸۰۷ء مین مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے قصور کو فتح کیا قطب الدینخان ممدوٹ مین چلا آیا اور تہوڑے سوار بطور خدمت سرکار لاہور کو دینا منظور کیا اور نظام الدین خان کے بیٹے فتح دین خان کو مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے ضلع گوگیرہ مین جاگیر عطا کی اور اُسسے بہی اسیقدر سوارون کا لینا ٹہہرایا لیکن فتح دین خان ہمیشہ ممدوٹ کے ملک کا خواہان رہا اور آخر کار ۱۸۳۱ء مین حسب اجازت مہاراجہ رنجیت سنگہہ اوسنے اپنے چچا پر حملہ کر کے اسکو ملک سے نکالدیا جس سے تہوڑے روز بعد وہ امرتسر کے مقام مر گیا اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے فتح دین خان کو ممدوٹ سے واپس طلب کر کے جمال الدین خان کو باپکے علاقہ پر قابض کیا ۱۸۴۵ء مین قبل از جنگ ستلج جمال الدین خان کو سرکار انگریزی نے یہہ کہدیا تہا کہ اگر ہمارا خیرخواہ رہیگا تو تیرا قبضہ مستقل کر دیا جائیگا مگر تاہم وہ مدکی اور پہیرو کی لڑائی مین سکہون کا طرفدار ہو کر لڑتا رہا اور مہم کے آخر مین سرکار انگریزی کا

کے سواسب ڈیرون سے فوجداری اور پلیس کا اختیار لے لیا اور محصول
راہداری ہی (جس سے تجارت کا بڑا نقصان تہا) حکماً موقوف کرادیا اور
نابہ کے سوا جسکو ایک سزا یہہ ہی دیگئی کہ خاص شہر نابہہ کے سوا یہہ محصول حکماً
موقوف کرایا گیا باقی ان آٹہہ ریاستون کیواسطے یہہ تجویز ہوئی کہ محصول تعمران سے
ہی موقوف کرایا جائے لیکن اسکا مناسب معاوضہ دیا جائے پس فروری
۱۸۴۷ء مین جو لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر گورنر جنرل ہند براہ مہربانی
پٹیالہ مین مہاراج کے مہمان ہوئے اور کرنیل میکیسن صاحب ایجنٹ گورنر
جنرل انبالہ نے مہاراج کو گورمنٹ کے اس منشا کی اطلاع کی مہاراج نے
ازراہ عالی حوصلگی و دانائی یہہ محصول جو قریب نوہ ہزار روپیہ ۹۰۰۰۰ سالانہ کے تہا
یک قلم موقوف کردیا اور نواب گورنر جنرل بہادر کو لکہا کہ چونکہ گورمنٹ کا
یہہ منشا ہے کہ اسکے ملک مین سے عموماً محصول راہداری موقوف ہو جائے اور

یہہ جہکتا دیکہکر اُسنے کچہہ خدمات کین جنکے صلہ مین وہ مستقل رئیس اپنے علاقہ کا مانا گیا
اور ۱۸۴۸ء مین ملتان کی لڑائی کیوقت اسکو نوابی کا خطاب ملا اب اختیار کے بڑہنے
کے ساتہہ اسکا ظلم ہی بڑہگیا۔ کوئی گناہ یا شقاوت جو انسان سے کئے شرم کا باعث ہو
ایسی نہ تہی کہ جسکے ارتکاب مین اسکو تامل ہوتا۔ یہہ شخص اپنے اونے قصوروان پر لوگون کو
تہخانون مین بے آب و دانہ بند رکہکر مارڈالتا تہا اور گہربار لوٹ لیتا تہا۔ جیتے آدمی

اسکا مناسب معاوضہ ریاستون کو دیا جائے چونکہ یہہ امر باعث ترقی تجارت
اور رفاہ عام ہے اسلئے ہم بغیر لینے کسی معاوضہ کے یہہ محصول معاف
کرتے ہین جس سے لارڈ ہارڈنگ صاحب نہایت خوش ہوے
اور دس ہزار روپیہ کی آمدنی کا علاقہ نہ بطور معاوضہ بلکہ بطور یادگار اس
فیاضی کے عطا فرمایا اور اکتالیس کشتی کا خلعت اور سترہ توپ کی سلامی
مقرر فرمائی - اور چونکہ اس لڑائی سے پولیٹکل معاملات کی صورت بہت
بدل گئی تہی اور اُس حالت مین جو سنہ ۱۸۰۹ء سے سنہ ۴۵ء کے اختتام تک
تہی اور حالت موجودہ مین زمین و آسمان کا فرق ہوگیا تہا مہاراج کی درخواست
سے ایک نئی سند کا دیا جانا بہی منظور فرمایا مگر ایک علحدہ اقرارنامہ کی روسے
بعض ایسی نئی شرطین ریاست پر عاید کی گئین کہ جنسے اختیار اور آزادی
مین کسیقدر کمی ہوگئی جنکا مفصل حال اُس سند اور اقرارنامہ سے جو ہم بیان

مین دست انداز ہوتا تہا - چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عزت دار کے گہر مین جو بہ سپاہی
کے ارادہ سے رات کو چلا گیا تو عورت کے وارثون نے خوب گت بنائی اور اسکو ایک
کوٹہری مین بند کرکے اُس ضعیفہ کو لیکر جنہنے اس ظالم کے آنیکی اطلاع پہلے ہی انکو کردی
تہی اسکی عملداری سے باہر چلے گئے - اسکے بیٹے محمد خان اور خان بہادر خان بہی باپ کے
قدم بقدم چلنے مین کچہہ کم نہ تہے پس اسکے ظلمون سے رعیت نہایت تنگ ہوئی اور

نقل کرتے ہین واضح ہوگا۔

نقل سند

ازانجا کہ درین ایام فرحت آغاز میمنت انجام بندگان حضور فیض گنجور نواب مستطاب معلی القاب لارڈ گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ چنان تجویز فرمودند کہ بجلدوی خیرخواہی ہا و حسن خدمات مہاراجہ دھیراج راجشیر مہاراجہ راجگان نرندر سنگھ مہندر بہادر والی پٹیالہ کہ بوقت محاربات سرکار آنجہ با سرکار ابد پایدار کمپنی انگریز بہادر تقدیم رسانیدند قدرے ملک بطور پاداش وحصول امتیاز مہاراجہ صاحب موصوف در ہیچمان عطا کردہ شود و مہاراجہ صاحب موصوف درخواست حصول تسلی از سر نو بابت ملک موروثی خود وعطیہ سابقہ اہالیان این سرکار گردون وقار گذرانیدند نظر بران بندگان حضور فیض معمور لارڈ گورنر جنرل بہادر را منظور گردید کہ نوشت مرقومہ ذیل بہ عہدنامہ

انکی فریادی عرضیون سے گورنمنٹ کا دفتر بھر گیا جسکی بشستہ مین تحقیقات ہوئی اور یہ معزول کیا گیا اور ریاست ضلع فیروزپور مین شامل کر دی گئی۔ مینے اپنی سرکار کے وکیل کی زبانی سنا کہ جب مسٹر وایس صاحب کمشنر ممالک این روے ستلج نے ممدوٹ جا کر اسکو [illegible] تو بہت سے لوگ کہ جنکی حالت قید کی سختی سے مردہ کی سی ہوگئی تھی تہ خانون مین سے طوق اور زنجیرون مین جکڑے ہوئے نکالے گئے۔ اسکا بھائی جلال الدین خان [illegible]

صاحب بہادر ممدوح بطور سند دادہ شود تاکہ مہاراجہ صاحب موصوف و

جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ باطمینان

و خاطر جمعی تمام بر ملک مقبوضہ موروثی خود و عطیہ سرکار فیض آثار انگریزی بدستور

قدیم حکمران باشند۔ علاقجات مہاراجہ صاحب بہادر مندرجہ فہرست

مشمولہ سند ہذا مع ابواب حکومت فوجداری و پیداواری معاملہ ہمیشہ بدستور

در قبضہ و اقتدار و اختیار مہاراجہ صاحب و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر

نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ بحال و لایزال دائماً و خالداً بالاستقلال باشد

و جاگیرداران و ذیلداران و متوسلان و توابعان حسب سررشتہ قدیم رجوع و حاضر و

فرمان پذیر مہاراجہ صاحب بہادر باشند و مہاراجہ صاحب بہادر در آبادی

رعایا و رفاہ حال برایا کوشیدہ بداد رسی مظلومان و ملہوفان از راہ جہی

دقیقہ از دقایق فرو گذاشت نسازند و سبیل رعایا آنکہ مہاراجہ صاحب موصوف

اودہ سیاہی نشان شخص تھا اُسنے ملتان کی لڑائی مین سرکار انگریزی کی خدمات

کی تہین اسواسطے بروقت معزولی جمال الدین خان کے سرکار کا منشا تہا کہ اسکو گو

بہائی کا جانشین کرے لیکن اُسنے بہائی کے ساتہہ جلاوطنی کو ریاست پر ترجیح دی مگر جب

جمال الدین خان ۱۸۶۳ء مین مرگیا اور جمال الدین خان کے بیٹون اور جلال الدین خان

مین ریاست کی بابت جہگڑا ہوا۔ سرکار نے انکے باپ کی وصیت کے موافق انکو محروم الارث

وجانشینان مہاراجہ صاحب راسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ ملک مستقل خود را
دانستہ از ادائی مال واجب انحراف نورزند و در اطاعت و فرمان برداری
مہاراجہ صاحب بہادر و افزونی زراعت حاضر و سرگرم باشند۔ مہاراجہ صاحب
بہادر گرفتن محصول سایر و راہداری در ملک قلمرو خود کہ بالکل معاف نمودند نظر
بر رفاہ رعایا و برایا ہمیشہ بہ تو موقوف خواہد ماند و مہاراجہ صاحب در قلمرو خود
دربارہ صبیہ کشی و بردہ فروشی و ستی شدن ممانعت کلی دانند و ہرگز شدن ندہند
واحیاناً اگر احدے بعدم اطلاع اہلکاران مہاراجہ صاحب بہادر مرتکب حرکات
ممنوعہ مرقوم الصدر گردد اہلکاران مہاراجہ صاحب بہادر از روی عدالت دربارہ اش
تجویز سزا سے سنگین نمایند کہ موجب عبرت دیگران باشد و سرکار گردون وقار
کمپنی انگریز بہادر در وجہ نذرانہ و معاملہ ابواب حکومت و معاوضہ افواج وغیرہ
بوجہ من الوجوہ چہ حال و چہ استقبال مطالبہ و مواخذہ از مہاراجہ صاحب و جانشینان
مہاراجہ صاحب بہادر مع تابعان مرقوم الصدر نخواہند کرد زیراکہ مہاراجہ صاحب بہادر

کرکے ریاست جلال الدین خان کو دی مگر اسکو حکومت کا اختیار نہین دیا گیا۔ اب
اسکا بیٹا نظام الدین خان جو چودہ برس کی عمر مین ہے زیر نگرانی صاحب ڈپٹی
کمشنر ضلع فیروزپور کے تربیت پاتا ہے اور وہی ریاست کا مستحق ہے
مولف

پیوسته بدوستی و دولتخواهی و جانفشانی و خیراندیشی سرکار کمپنی انگریز بهادر بدل
و جان حاضر و مصروف خواهند ماند و شکایت هیچگونه نالش رعایا و توابعان مهاراجه
صاحب بهادر در سرکار فیض مدار کمپنی انگریز بهادر نخواهد شد۔ اگر افواج غنیم از
از اطراف و جوانب باراده تصرف ملکی عزیمت این طرف دریای بیاس
و ستلج نماید بمقتضاے رفاقت و مصادقت آنست که مهاراجه صاحب بهادر مع جمعیت
موجوده خود باتفاق صاحبان عالیشان بهادر بمدافعت فوج غنیم پردازند و در این
امر باطاعت و رفاقت سرکار دولتمدار دقیقه فروگذاشت نه نمایند و در بجا آوری
حسن خدمات از سرانجام رسد غله وغیره اجناس و بار برداری وغیره
مطلوبه تهاون بکار نبرند و مهاراجه صاحب تیاری سڑک ها و مدام مرمت
آن براے آمد و رفت لشکر ظفر پیکر از انباله وغیره چهاونی تا فیروزپور در حدود
خود به بلندی و عرض حسب تجویز صاحب گڈه کپتان ها و این کامکه بذمه
خود گرفته اند انتظام و بندوبست آن معرفت علاقه داران و اهلکاران خود
می نموده باشند و نیز جاے فرودگاه لشکر فیروزی اثر سرکار انگریزی
بر هر منزل گاه علحده مقرر کرده شود تا که آینده احدے را دعوی بابت نقصان
زراعت نباشد۔ فقط۔ المرقوم ۲۲ ستمبر سنه ۱۸۴۷ء

نقل اقرارنامہ

ازانجا کہ درین ہنگام بندگان حضور فیض معمور نواب مستطاب معلی القاب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ از راہ وفور عنایت و مزید مرحمت و جلدوی خیر خواہی ہا و حسن خدمات این جانب کہ بوقت محاربہ سرکار لاہور با سرکار ابد پایدار کمپنی انگریز بہادر بتقدیم رسانیدم قدرے ملک بطور یادگار و حصول عزت و امتیاز اینجانب و پشتہان عطا فرمودہ چہ در بارۂ آن و در باب ملک موروثی اینجانب و عطیہ سابقہ اہالیان سرکار گردون وقار انگریز بہادر سند مکمل مرحمت فرمودند لہذا اقرارنامہ ہذا از طرف خود و از طرف جانشینان خود بدفعات مفصلہ ذیل می‌گذرانم۔

اوّل اینکہ در آبادی رعایا و رفاہ حال برایا کوشیدہ بدادرسی مظلومان و ملہوفان از راہ واجبی دقیقہ از دقایق فروگذاشت نسازم۔

دوم اینکہ گرفتن محصول سایر و راہداری کہ در ملک قلمرو خود بالکل موقوف نمودم نظر بر رفاہ رعایا و برایا ہمیشہ بدستور موقوف خواہد ماند

سوم اینکہ در بارہ صبیہ کشی و بردہ فروشی و ستی شدن ممانعت کلی داشتہ ہرگز شدن ندہم و احیاناً اگر احدے بعدم اطلاع اہلکاران

اینجانب مرتکب حرکات ممنوعہ مرقوم الصدر گردد اہلکاران اینجانب

او روے عدالت درباره اش تجویز سزاے سنگین خواہند نمود کہ موجب

عبرت دیگران باشد۔

چہارم اینکہ اگر افواج غنیم از طرف و جوانب باراده تصرف ملکی عزت

اینطرف دریاے ستلج نماید باقتضاے مصادقت اینجانب مع جمعیت

موجوده خود باتفاق صاحبان عالیشان بہادر بمدافعت فوج غنیم پردازم

و درین امر باطاعت سرکار دولتمدار دقیقہ فروگذاشت نسازم و در بجا آوری

حسن خدمات و سرانجام رسد غلہ وغیره اجناس و باربرداری وغیره مطلوبہ

تہاون بکار نبرم۔

پنجم اینکہ تیاری سڑک ہا و مدام مرمت آن براے آمد و رفت لشکر

ظفر پیکر انگریزی از انبالہ وغیره چہاونی تا فیروزپور در حدود خود بہ بلندی

و عرض حسب تجویز صاحب لاٹ کپتان با موازین کار کہ بذمہ خود گرفتہ ام

انتظام و بند و بست آن معرفت علاقہ داران و اہلکاران خود می نموده

باشم و نیز جاے فرودگاه لشکر فیروزی اثر سرکار انگریزی بر ہر منزل علحده

مقرر کنم تا کہ آینده احدے را دعوی بابت نقصان زراعت نشود۔

ششم اینکہ اینجانب وجانشینان اینجانب بر رعایا و توابع گاہے حکم سزائے از قبیل قطع عضو نہ نمائیم و ہر مقدمہ کہ دران سزائے قصاص بر احدے از رعایا و توابع اینجانب بہ تجویز و تشخیص اہلکاران اینجانب در آید رجوع آن بہ پیشگاہ صاحب ایجنٹ بہادر خواہد شد و بدون اطلاع و اجازت صاحب ایجنٹ بہادر سزائے مذکور از طرف اینجانب و جانشینان اینجانب ہرگز بعمل نخواہد آمد و این دفعہ در سند عطیہ بندگان حضور نواب گورنر جنرل بہادر حسب درخواست و استدعائے اینجانب مرقوم و مندرج گشتہ۔

مذکورہ بالا معاہدہ کی نسبت مولف کی رائے اور ہندوستان کے رئیسونکی خدمت مین ایک قابل توجہ اور خیرخواہانہ التماس

دنیا کی سلطنتون کا خواہ وہ ایشیائی ہون یا یوروپین شخصی ہون یا جمہوری شایستہ ہون یا ناشایستہ یہہ دستور ہے کہ حتی الوسع اپنی مطیع اور تابع ریاستون سے اپنے قوانین اور طور و طریقے کی تقلید کی خواہشمند ہوتی ہین اور اُن باتون کو جو اُنکی طبیعت اور طرز حکومت کے برخلاف ہون ہمیشہ مکروہ جانتی اور اُسکی موقوفی اور امتناع مین ہمیشہ سعی کرتی ہین۔ پس انگلش گورنمنٹ بھی جو ایک یوروپین اور اُنہین

ہی ایک نہایت شایستہ سلطنت ہی اور جسکے قوانین ریاست نہایت
عمدہ اصول پر مبنی ہین اور جسکو انسان کی حفظ جان اور آزادی کا بہت بڑا
خیال ہے اس قاعدہ سے مستثنے نہین ہے اور اُس سے کبھی یہہ توقع
نہین کیجا سکتی کہ جن باتون کو وہ رحم و انسانیت اور تہذیب او شایستگی
کے خلاف جانتی ہو مثلاً بردہ فروشی اور ستی وغیرہ اپنے بس چلتے اُنکا
ایک لمحہ کیواسطے بہی اپنی مطیع اور ماتحت ریاستون مین جاری رہنا
پسند کرے چنانچہ اس عہد و پیمان سے ہی یہہ بات بخوبی ظاہر ہے اور
یہہ سمجہنا بڑی غلطی ہے کہ اُسکا یہہ فعل حسد کے سبب سے تہا کیونکہ اگر یہہ بات
ہوتی تو اب سے چند ہی سال بعد ریاست کو قصاص کا اختیار عام دیا
جاتا اور سند مین جو مئی سنہ ۱۸۶۰ع مین عطا ہوئی یہہ شرط درج نہوتی بلکہ یہہ سمجہنا
چاہیئے کہ ہماری عدالتون کی ناشایستگی اور قوانین مین اعتدال کا نہونا
اسکا باعث تہا کیونکہ گورمنٹ نے جب دیکہہ لیا کہ اُسکی تقلید سے ریاست
مین اکثر وہ قواعد جاری کر دیئے گئے ہین جو خاص اُسکی عدالتون کے
معمول بہا ہین اور قوانین سیاست کا ایک مجموعہ مرتب ہوکر جاری
ہوگیا ہے اور عدالتین بڑی تاکید سے اُسکی تعمیل کی پابند کی گئین ہین

اور اُسکو معلوم ہوگیا کہ ریاست اس روک کے اصلی مقصد کو سمجھ گئی ہے
اور اُسکو امید ہوگئی کہ آیندہ اُسکے طور طریقے اور طرز حکومت کی تقلید
کو ہی سب سندون اور عہدنامون سے زیادہ پختہ اور مضبوط سمجھا جائیگا
تو قصاص کے عام اختیار دینے مین کچھہ بھی تامل نکیا اور اپنے ایجنٹ
کے استصواب کی شرط منسوخ کردی۔

پس ہمارے ہندوستان کے رئیسونکو سمجھنا چاہیئے کہ اگرچہ کسی تابع
اور مطیع ریاست کا اپنی متبوع سلطنت کے کارپردازونکی خاطر و مدارات
کرنا اور اُن سے بانکسار پیش آنا اور حتی الوسع اُنکی رضاجوئی مین کوشش
کرنا ایک عمدہ اور قرین مصلحت امر ہے لیکن انگریزی گورنمنٹ اسپر قناعت
نہین کرسکتی اور وہ اس سے کچھہ بڑھکر اُنسے چاہتی ہے جسمین سراسر
ریاستون ہی کا بھلا ہے وہ کیا ہے" اُسکی طرز حکومت اور قوانین سیاست
کی تقلید" اور ہماری رائے مین جو ریاستین ایسا کرتی ہین یا کرینگی وہ ہمیشہ
آباد اور سرسبز رہینگی ورنہ اکثر خراب اور برباد ہوگئی ہین اور ہو جائینگی
دیکھو کوئی ریاست اودہ سے زیادہ انگریزونکی خوشامد اور اطاعت
کریگی پھر کیون غارت ہوگئی اور اُسکا ملک سرکار انگریزی نے اپنے قبضے

مین لیلیا اور تمہاری آنکھون کے سامنے ملہار راؤ بڑودہ کے راجہ کو کیون معزول کیا گیا اور اُسکی جگہہ اُسکے خاندان مین سے ایک اور شخص گدی پر بٹھایا گیا۔ پس اب بہی اگر ہمارے مُلک کے روسا اس بات کو نہ سمجہین اور اپنی اُسی حالت خواب خرگوش مین پڑے رہین تو نہایت افسوس ہے۔ اے ہماری ملک ہندوستان کے پیارے رئیسو جاگو جاگو بہت سو چکے ہو رات گذر گئی اور دن نکل آیا اب سونے اور غفلت کی گہری نیند مین پڑے رہنے کا وقت نہین ہے پس ہوشیار ہوا ور آنکہین کہولکر دیکہو کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے اور اُسنے کیا کیا نئے نئے رنگ بدلے ہین۔ مغربی شایستگی دریا کی طرح ہندوستان پر اُمڈی چلی آتی ہے۔ انگریزی قوانین نے رعیّت کے ہر طبقہ کو بلا قید مذہب و ملت یکسان فائدہ پہنچایا ہے اُنکو قانون کی حدود کے اندر ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔ اُنکی جان اور مال۔ مذہب اور عزّت ہر طرح سے محفوظ ہے۔ اُنکو بڑی کوشش سے تعلیم دیجاتی ہے ہُنر اور فن سکہلائے جاتے ہین وقت کی ضرورت کے موافق عمدہ عمدہ قوانین تجویز اور جاری ہوتے ہین اور اُنکی تعمیل بڑی احتیاط سے کرائی

جاتی ہے پس تمہاری ریاستین جو ٹاپو ونکی طرح اُس بڑی سلطنت کے اندر واقع ہین اور اُنکے باشندے اپنی ہمسایہ انگریزی رعیت کے لوگون کو نہایت آرام وراحت مین دیکھتے ہین کیا اُنکو کبھی یہہ خیال نہ آیگا کہ ہمکو بھی ویسا ہی آرام اور راحت ملے "نہین" ضرور آیگا اور بہت جلد آیگا" پھر تمہاری رعیت غریب سہی - وفادار سہی ہتھیار بھی اُسکے پاس نہ سہی جو بغاوت اور سرکشی کر سکے مگر کیا وہ بالاتر سلطنت سے حضور مین فریاد بھی نہین کر سکتی اور گورنمنٹ کبتک اُسپر توجہ نکریگی اور کبتک عہدنامونکا پاس کریگی اور تمکو تمہارے کامون مین آزاد چھوڑے رہیگی - پس مقتضای دانشمندی یہہ ہے کہ تم عہدنامہ کے چار کوڑی کے کاغذ پر زیادہ بھروسہ نکرو اور سب سے زیادہ مضبوط اور مستقل عہدنامہ اپنے انصاف اپنی دانائی اپنی عمدہ چال چلن کو سمجھو اور جیسا آرام سرکار انگریزی نے اپنی فیاضی اپنے انصاف اپنے رحم - اپنے شایستہ قوانین - اپنی صلح کُل اور غیر متعصب حکومت سے اپنی رعایا کو دیا ہے اُس سے زیادہ تم اپنی رعیت کو دو - گورنمنٹ کی تقلید سے اچھے اچھے قوانین اپنے ملک مین جاری کرو - قانون کی حدود کے اندر رعایا کو آزادی بخشو - اُسکی تعلیم و تربیت مین کوشش کرو

اُسکے حفظ صحت اور تندرستی کا بندوبست کرو- ملک مین ہنرمندی اور تجارت پہیلاؤ- زراعت کی ترقی کے ذریعے قایم اور جاری کرو تاکہ تمہاری رعیت تم سے رضامند رہے اور تمہارا خزانہ پُر اور مُلک سرسبز اور آباد ہو اور خدا اور وہ سلطنت جو اسوقت تمپر حاکم ہے تم سے راضی رہے اور تمہاری حکومت اور ریاست کو استقلال اور استحکام ہو آیندہ جو مناسب جانو وہ کرو وما علینا الا البلاغ ۵ باز کشادم بہ طبیبے دکان ٭ داروے دل دارم و داروے جان ٭ ہر کہ دلش تنگ نیاید ز پند ٭ داروے تلخش دہم و سودمند ٭ وانکہ خوشامد طلبد نیز ہست ٭ لیک شکر رخنہ تپ را نبست ٭-

پنجاب مین مکرر فساد کا ہونا اور اُسکے فرو کرنے مین ریاست کا سرکار انگریزی کو روپیہ سے مدد دینا

آغاز ۱۸۴۸ع مین پنجاب مین پہر فساد شروع ہوا اور سکہون نے انگریزونکو اپنے ملک سے مار کر نکالدینے کے واسطے پہر ہتیار سنبہالے اور ملک کا نقشہ کچہ سے کچہ ہوگیا یعنی آخر ۱۸۴۷ع مین دیوان مولراج حاکم ملتان نے جب لاہور مین آکر اپنا استعفا پیش کیا اور اگنیو صاحب اور لفٹنٹ انارسن صاحب

اسسٹنٹ رزیڈنٹ لاہور اس غرض سے ملتان بہیجے گئے کہ اُس صوبہ کو دیوان مولراج سے لیکر سردار کاہنہ سنگہہ ناظم جدید کے سپرد کردین انیسوین اپریل ۱۸۴۸ع کو جب وہ انتظام کرکے قلعہ سے باہر آئے دروازہ کے متصل ایک سپاہی نے اگنیو صاحب کو تلوار سے زخمی کیا اور اس سے تہوڑی ہی دور آگے یہی سانحہ انڈرسن صاحب کو پیش آیا اور مجرم بہاگ گئے اور انکے ملازم انکو اُٹہاکر خیمون مین لے آئے اور مولراج باغی ہوگیا اور دوسرے روز دن نکلتے ہی لشکر انگریزی پر قلعہ سے گولے پڑنے لگے اور انکے ساتہہ کے سب سپاہی مولراج سے جا ملے اور اگلے دن کو مولراج کی فوج نے قلعہ سے نکلکر ان غریب زخمی انگریزونکو مار ڈالا اور سردار شیر سنگہہ اٹاری والہ جو اس سرکشی کے دبانیکے واسطے ملتان بہیجا گیا وہ مولراج سے ملگیا اور اُسنے اس لڑائی کو جنگ مذہبی مشہور کیا اور اسکا باپ چتر سنگہہ ہزارہ مین باغی ہوگیا اور پنجاب مین عام سرکشی ہوگئی اور بڑی خونریز لڑائیان ہوئین اور آخرکار سکہون کو گجرات کے متصل چلیان والے کی مشہور لڑائی مین شکست ہوکر سلطنت لاہور کا خاتمہ ہوگیا اور تمام ملک مقبوضہ مہاراجہ دلیپ سنگہہ شامل ممالک محروسہ کیا گیا اس مہم مین مہاراج نے تیس لاکہہ روپیہ سرکار انگریزی کو

قرض دیا اور اسطرح سے انگریزون کے دل پر اپنی دوستی اور خیرخواہی کا گویا سکہ بٹہا دیا۔

مہاراج کا جوالا مکہی اور مہا مایا کے درشن کو تشریف یجانا

ستمبر ۱۸۵۸ء مین مہاراج جوالا مکہی اور مہا مایا کے درشن کیواسطے تشریف لیگئے جو دو آبہ باری مین جوالا مکہی اور کانگڑہ مین دیوی کے دو مشہور مندر ہین اور قریب پچاس ہزار روپیہ کے وہان چڑہایا۔

اس موقع پر اگر جوالا مکہی کی کیفیت جو زمانہ حال کے اہل علم نے لکہی ہے بیان کیجائے تو خالی از فایدہ نہوگی۔ اسلئے ہم کتاب جام جہان نما اور اور کتابون سے انتخاب کرکے کچہہ حال لکہتے ہین۔

سنسکرت مین جوالا آگ کو کہتے ہین اور مکہہ مونہہ کو یس جن پہاڑون سے آگ نکلتی ہے وہ سنسکرت مین جوالا مکہی اور انگریزی مین والکنو کہلاتے ہین ایسے پہاڑ دنیا مین کئی ہین اور مورخون نے انکے جوش و خروش کے عجیب و غریب حالات لکہے ہین جنکو پڑہکر بڑی عبرت ہوتی ہے مگر پہاڑون ہی پر کچہہ موقوف نہین ہے کہین کہین مسطح زمین مین بہی خدا کی قدرت

کلہ یہہ عجیب وغریب منظر موجود ہے چنانچہ ترجستان مین بحیرہ
کاسپین کے مغرب کیطرف باکو نام ایک شہر ہے وہان تمام زمین
مین آتشی مادہ موجود ہے اور جہان کہین سوراخ یا دراڑ مین اُنمین سے
شعلے نکلتے ہین اور شہر کے لوگ نلون کے ذریعہ سے انکو اپنے مکان
مین لاکر روشنی اور کہانا پکانے کا کام لیتے ہین اور شہر کے قریب جہان
یہہ آتشی ہوا افراط کے ساتھہ نکلتی ہے چار بڑے بڑے نل لگا رکہے
ہین جنمین سے بڑی بہبک اور تیزی کے ساتھہ شعلے نکلتے رہتے ہین
اور اُنکے چارون طرف آدہ کوس کے دَور مین پتہر کی دیوار بنی ہوئی
ہے اور اُسکے اندر بہت سی کوٹہریان ہین جنمین ہندو فقرا جاکر رہتے ہین
اور یہہ دستور ہے کہ جب کوئی اُنمین سے مرتا ہے ایک حوض مین جو اسی
کام کیواسطے بنا ہوا ہے گہی سے نہلا کر اسی آگ سے اُسکو جلا دیتے
ہین اور یہہ دیول اُس زمانہ کا بنا ہوا ہے جبکہ وہان کے لوگ آتش پرست
تھے اور گبر کہلاتے تھے اور بقول راجہ شیو پرشاد صاحب سی
ایس آئی - اسی کا نام مہا جوالا یا بڑی جوالا ہے - مگر اس مندر مین جو
دو آبہ باری مین جوالا مکہی کے نام سے مشہور ہے یہہ بات نہین ہے

اس مین صرف ایک ہی سوراخ ایسا ہے جسمین سے ہاتہہ بہر کا اونچا
شعلہ نکلتا ہے باقی سب چہوٹے چہوٹے ہین جنمین سے چراغ کی
لو کے موافق شعلے نکلتے ہین اور سواے ایک کے جسکو ہنگلاج کی
لاٹ کہتے ہین اور کبہی کبہی بند ہی ہوجاتے ہین اور کبہی تہوڑے
اور کبہی زیادہ نکلنے لگتے ہین اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب کوئی انمین سے
بند ہوجاتا ہے تو سوراخ کے موہنہ پر جلتی ہوی بتّی لگانے سے پہر نکلنے
لگتا ہے - مندر کے احاطہ مین شمال مغرب کیطرف جو ایک چہوٹا سا
حوض ہے جسکو یہان کے لوگ گورکہہ ڈبی کہتے ہین اور پہاڑ پر سے
قریب فٹ بہر کی چوڑی نالی اسمین آکر پڑتی ہے اسکے پانی کا یہ خاصہ
ہے کہ ذرا ہاتہہ سے ہلا کر جلتی ہوی بتّی پاس لیجائین تو فوراً اسمین سے
ایک شعلہ سا نکل آتا ہے - راجہ شیو پرشاد صاحب لکہتے ہین کہ ان حالات
سے زمانہ حال کے علم کیمیا کے جاننے والے یہ خیال کرتے ہین کہ یہہ
آتشی ہوا گندہک وغیرہ کسی دہات کی کان مین پیدا ہوکر گوشہ شمال و مغرب
سے پہاڑ کے اندر ہی اندر اگر زمین کے سوراخون مین سے جہان اب
مندر بنا ہوا ہے راستہ پاکر باہر نکل آتی ہے اور گورکہہ ڈبی مین پانی کے

کہونے کا یہہ باعث ہے کہ اس ہوا کا راستہ اسکے نیچے سے ہے جس سے وہ خیال کرتے ہین کہ اگر پانی نہوتا تو یہان ہی شعلہ نکلتا اور یہہ دلیل لاتے ہین کہ مندر کے اندر ہوم کُنڈ کے شمال مغرب کیطرف جو اس ہوا کے آنیکا راستہ ہے فرش کے پتہر گرم اور جنوب مشرق کیطرف جو اسکے راستہ سے کنارہ پر ہین ہمیشہ ٹہنڈے رہتے ہین۔ انگی اصطلاح مین ایسی ہوا کو ہیڈروجن گیاس کہتے ہین اور اُنہون نے تجربہ کیا ہے کہ بوتل مین تہوڑا سا لوہچُون ڈالکر پانی مین ملا ہوا گندہک کا تیزاب اُسپر ڈالا جائے تو وہ ہیڈروجن گیاس بنجائیگا اور جو چیز یہان ان سوراخون مین سے نکلتی ہے وہی اُس بوتل مین سے نکلنے لگیگی اور جس طرح سے یہان شعلہ کے بند ہوجانے پر بتی دکہلا کر اُسکو پہر جلا لیتے ہین اسیطرح بوتل کے مونہہ کے پاس جلتی ہوئی بتّی کرین تو اُسمین سے ہی ویسا ہی شعلہ بہڑک اُٹہیگا۔

چہارمی لوگون کا ریاست سے علیحدہ ہوجانا اور اُسکا سبب

این روے ستلج کے چہوٹے چہوٹے رئیسون سے جب گورنمنٹ نے اختیار حکومت لے لیا اور اُنکی حالت عام رعایا کی سی ہوگئی اور گورنمنٹ

کو اُنکے اُن تعلقات کا جو بڑے او خود مختار رئیسون کے ساتھہ تھے
از سر نو انتظام کرنا پڑا اس سے ریاست کے چہامی دیہات کے متعلق
بڑے بڑے پیچیدہ اور دقیق مقدمات پیدا ہوے - یہہ دیہات شمار مین
ستانوہ تھے اور اُنمین سے نو ۹ مین سِل والے - دس مین گڑانگان والے
سات مین گدہیڑے والے - چار مین بُراس والے - آٹہہ مین ٹوڈر مزعہ
والے - انتالیس ۴۹ مین چونہی بہملی والے - پندرہ ۱۵ مین (جنمین قصبہ بنوڑ بہی
شامل تہا) فیض اللہ پور والے - پانچ مین لدہران والے چہوٹے چہوٹے
سکھہ سردار ریاست کے ساتھہ حصہ دار تھے - اور اگرچہ اُسوقت سے
جبکہ سکھون نے زین خان کو مار کر صوبہ سرہند پر اپنا دخل و تصرف کرلیا
تہا ابتک یہہ لوگ ماتحت ریاست کے تھے لیکن ۱۸۰۹ء کے بعد کبہی
جنگی خدمت کے موقع پر سرکار انگریزی بہی اُنکے نام کبہی براہ راست اور
کبہی ریاست کی معرفت شرائط اشتہار مورخہ سوم مئی سنہ مذکور کے
موافق بذاتہ حاضر ہونیکا حکم دیتی رہتی تہی اور اگرچہ ۱۸۲۱ء مین سرکار انگریزی
نے اِن لوگون کے ہر طرح کے معاملات کا تصفیہ ریاست کے متعلق
کردیا تہا مگر سرکار موصوف کی اِسوقت تدبیر مملکت یہہ تہی کہ جسطرح اور جس

ڈہب سے ممکن ہو اپنی قلمرو کو بڑہائے پس پنجاب کے ضبط ہوتے ہی کرنل میکسن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل اور کمشنر انبالہ نے گورنمنٹ کو یہہ رپورٹ کی کہ انکو ریاست پٹیالہ سے کچہہ تعلق نہین ہے - اگر یہہ چاہین تو ریاست سے علحدہ ہونیکے مستحق ہین اور حکام بورڈ پنجاب کی تحریک سے گورنمنٹ نے اس بات کو منظور کرلیا اور یہہ حکم ہوا کہ چہارمی دیہات دعویدارونکو بلحاظ حصہ و تقسیم مناسب دیدیئے جائین مگر جو دیہات ان چہوٹے چہوٹے حصہ دارون کے حصّہ مین آئین اُنمین حق حاکمی کے پاتے رہنے کے سوا جسکو وہ پہلے پاتے تہے انکو کچہہ اختیار و استحقاق نہوگا اور وہ ہر طرح سے سرکار انگریزی کے ماتحت رہینگے - یہہ حکم سنتے ہی چہارمی لوگون نے ریاست سے علحدہ ہونیکی خواہش ظاہر کی اور ریاست اور شخص چہارمی کی تجویز حصص کیواسطے لفظ چہارمی کے معنی کی تنقیح ضرور ہوی - ریاست اس لفظ کی یہہ تعبیر کرتی تہی کہ گانون کے محاصل مین سے حصہ حاکمی کی چوتہائی کا جو مستحق ہو وہ چہارمی ہے اور تین ثلث کی ریاست مستحق ہے - اور یہی معنی صحیح بہی تہے مگر یہہ وجہ پیش رکہکر کہ پنجاب مین اس لفظ کے یہہ معنی مانے جاتے ہین کہ کل گانون کی ایک چوتہائی کا جو مالک ہو وہ چہارمی ہے سرکار انگریزی نے بعد ایک

طول طویل مباحثہ کے ان دیہات کی تقسیم اسی قاعدہ کے موافق کردی اور جو دیہات حصہ داران مذکور کے قبضہ مین آئے انپر اپنا دخل کرلیا۔

ان لوگون کا ریاست سے علحدہ ہوجانیکے واسطے خواہشمند ہونا اور سرکار انگریزی کی ماتحتی کو قبول کرنا ہمکو یہہ بتاتا ہے کہ ہماری حکومت کے تلوّنات شخصیہ اور اہلکارون کی بدسلوکی سے جو جزوی اور ناپایدار فایدونکی خاطر انکے تکلیف دینے پر اکثر مایل ہوجاتے تھے انکو ہماری جانب سے مایوس کررکھا تھا اور اسیواسطے وہ ہمارے تحت سے نکلنا اور ایک ایسی حکومت کے تحت ہونا چاہتے تھے جو غیر متلوّن اور پابند قوانین ہو اور یہہ سکہاتا ہے کہ جب خدا ریاست اور حکومت دے اور اپنی بہت سی مخلوق پر اختیار اور اقتدار بخشے تو چاہیئے کہ ان سے غایت درجہ کے انصاف اور رعایت سے پیش آئے اور انکے حقوق کا ویسا ہی لحاظ کرے جیسا اپنے حقوق کا کرتا ہے اور اس غرض سے کہ رعایا کو اُسکے طرز سلوک کی نسبت اعتماد ہو۔ رعایا اور سرکار کے حقوق کے امتیاز کے لئے صاف اور صریح قاعدے بنائے اور ایمانداری کے ساتھ انپر عمل کرنیسے عام پر ثابت کردے کہ اسکی حکومت منصفانہ اور اسکا طرز سلوک ناقابل گرفت اور اُسکے وعدے ناقابل الانحراف ہین تا کہ رعیت

اُسکو اپنے حقوق کا حامی اور محافظ سمجھکر اُسکے نقصان کو اپنا نقصان اور اُسکے فائدہ کو اپنا فائدہ سمجھے اور جب کبھی موقع آوے اپنی وفاداری ظاہر کرنیسے باز نرہے کیونکہ جو سلطنتین ایسا نہین کرتین اور جبر و قہر سے رعایا کو اپنے قابو مین رکہنا چاہتی ہین یا جنکی رعایا کو شخصی تلونات کی وجہ سے اپنے حفظ حقوق کا بہروسہ نہین ہوتا یا جنمین رعایا اور سرکار اور خود رعایا کے باہمی حقوق کے لئے مستقل قاعدے اور قانون مقرر نہین ہوتے یا کہ ایمانداری سے اُنپر عمل نہین کیا جاتا وہ ہرگز ہر دل عزیز اور عام پسند نہین ہوتین اور نہ رعیّت اُنکے ساتہہ وفاداری ظاہر کرتی ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے سچ کہا ہے ؎

رعیّت چو بیخ ست سُلطان درخت ٭ درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

کاش اگر ریاست کے اہلکاران وقت اِس اصول کا لحاظ کرکے اپنے قول و فعل کی نسبت اِن لوگون کا اعتماد حاصل کرتے تو ہمکو چہوڑکر وہ کبہی ایسی سرکار کی ماتحتی کے خواہشمند نہوتے جو رنگ۔ روپ قوم اور مذہب رسم و رواج مین بالکل اُنسے متباین تہی اور ایک معزز اور مقتدر لوگون کا گروہ اور ایک سرسبز اور آباد دیہات کا مجموعہ ریاست سے علحدہ نہوتا۔

بی بی بسنت کنور صاحبہ کی شادی اور مہاراج کا ہر دوار وغیرہ

تیرتہون کے اشنان اور درشن کو تشریف لیجانا

اپریل ۱۸۵۶ء مین مہاراج نے اپنی دختر نیک اختر بی بی بسنت کنور صاحبہ کی شادی کی جو رانا بہگونت سنگہہ صاحب بہادر والی دہولپور کے ولیعہد سے منسوب تہین اور چودہ لاکہہ روپیہ اسمین خرچ ہوا۔ اس تقریب مین علاوہ برادری کے راجے اور سرداروں کے سر ولیم گوم صاحب بہادر کمانڈر انچیف اور بہت سے صاحبان انگریز بہی شریک ہوئے تہے اور پانچہزار روپیہ سرکار انگریزی کی طرف سے برسم تنبول پیش کیا گیا تہا۔ اس شادی مین رانا صاحب بہادر نے کئی لاکہہ روپیہ باڑہ کی رسم مین خرچ کیا جہان باڑہ دیا گیا تہا وہ اگرچہ بہت بڑا اور وسیع میدان تہا جسکو فوج سے گہیر لیا گیا تہا مگر توبہی کئی آدمی پیاس اور گرمی کے سبب سے مر گئے

چونکہ ہندو مذہب مین لڑکی کی شادی کے بعد گنگا مین نہانے کا بڑا ثواب ہے اسواسطے مہاراج جیٹہہ بدی آٹہمی سمت ۱۹۱۳ مطابق گیارہوین مئی ۱۸۵۶ء کو منزل بمنزل ہردوار تشریف لیگئے اور جیٹہہ سدی اکادشی کو اشنان کیا اور پہر رکہی کیش ہوتے ہوئے بدری نارائن کے درشن کو تشریف لے گئے۔

رکھی کیش کے مقام گنگا بہت عمیق اور زور شور سے بہتی ہے اور پاٹ
ہی بہت بڑا ہے اور ایسا موقع ہے کہ پانی کی تیزی اور پتہرون کے سبب
سے کشتی نہین چل سکتی اور پل کا بنانا بہی کسی ایسے ویسے انجنیر کا کام
نہین ہے اسواسطے پل کے عوض یہان ایک جہولا[ل] بندہا ہوا ہے جو
لچھمن جہولہ کے نام سے مشہور ہے اور اسپر لوگ ادہر اُدہر آتے جاتے
ہین اور گزر کے وقت طوالت کے سبب سے یہہ ایسا لرزتا ہے کہ یہہ

ل جہان دریا پہاڑون کے اندر بہت زور سے بہتے ہین اور پتہرون کے سبب
سے کشتی کو بہی خوف ہوتا ہے وہان لوگ جہولے یا چھینکے کے ذریعہ سے پار اترتے
ہین جہولا اسے کہتے ہین کہ دریا کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک کئی مضبوط رستے
برابر برابر باندہ کر تختون سے پاٹ دیتے ہین جنکی چوڑان اکثر ہاتہہ دو ہاتہہ سے زیادہ نہین
ہوتی اور سہارے کیواسطے دونون جانب برابر برابر رسیان باندہ دیتے ہین لیکن چھینکا
اس سے بہی بدتر ہے وہ صرف ایک رستا ہوتا ہے اس کنارہ سے اُس کنارہ تک
بندہا ہوا جسمین لوہے کے قلابہ کے ساتہہ ایک چھینکا لٹکا دیتے ہین اور آدمی کو اوسمین
بٹہاکر اُس رسی سے جسکا ایک سرا اُس چھینکے مین بندہا ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے
کنارہ والون کے ہاتہہ مین اپنی طرف کہینچ لیتے ہین جب چھینکا بیچ مین پہنچتا ہے
جہکولون سے ہلنے لگتا ہے اور نیچے دریا لہراتا اور پتہرون سے ٹکراتا ہوا نظر آتا ہے تو انجان
آدمی کا تو پتہ پانی ہوجاتا ہے مگر جنکو عادت ہے وہ برابر اسپر آتے جاتے ہین ۱۲ لطف

معلوم ہوتا ہے کہ گویا اب قعر دریا مین چلا جایگا لیکن مہاراج نے ہمارے
اور ہندوستانی رئیسونکی طرح کچھہ خوف نہین کیا برابر عام لوگونکی طرح
پا پیادہ اسپر سے گذر گئے اور سری نگر[۱] ہوتے ہوئے نہایت صعوبت
اور دشوار گذار پہاڑی راستے عین موسم برسات مین طے کرکے بدری ناراین
پہنچے جو الموڑہ سے اسی میل شمال کیطرف دریاے بشن گنگا کے داہنے
کنارہ سطح سمندر سے دس ہزار تین سو فٹ بلند پہاڑ پر ایک مشہور تیرتھہ ہے
سردی کے سبب سے اس پہاڑ کی چوٹیان ہمیشہ برف سے لدی رہتی ہین
اور اسیواسطے اسکو ہمالہ کہتے ہین جو ایک سنسکرت زبان کا لفظ اور دو لفظون
ہیم اور آلہ سے مرکب ہے (جسکے معنے ہین برف کا گھر) اس سفر مین اکثر
مہاراج کو کئی کئی میل پیدل چلنے کا بھی اتفاق ہوا - وجہ یہہ تھی کہ اکثر ہمراہی
لوگ پیادہ ہوتے تھے اور لمبے کوچون کے سبب سے جو فرودگاہون
کے دور دور ہونیکی وجہ سے مجبوراً کئے جاتے تھے لوگون کو نہایت تکلیف
ہوتی تھی پس مہاراج انکی دلداری اور تسکین کے واسطے کسیقدر خود بھی پیدل

---

[۱] یہہ وہی مقام ہے جہان کے راجہ پرتھی سنگھ کے پاس دارا شکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ نے سنہ ۱۰۶۹ء مین عالمگیر کے خوف سے پناہ لی تھی - ۱۲ مولف

چلتے تھے۔ اس سفر مین چونسٹھہ ہزار روپیہ گنگا وغیرہ تیرتہون پر خیرات کیا گیا اور ایکہزار روپیہ کا دایمی سدابرت بدری نارا ین مین مقرر ہوا اور اُسی راستہ سے لوٹ کر ٹیہری[۱۵] ہوتے ہوئے بہوگپور کے راستہ سے جو دہر کی دون مین ایک نہایت حقیر اور چھوٹا سا گانون ہے بوڑیہ پہنچے۔ بہوگپور کے مقام راقم نے دیکھا کہ جس چھپر کے نیچے مہاراج ٹہرے ہوئے تھے بارش مین چھلنی کیطرح ٹپکتا تہا اور کوی خشک جگہہ بیٹھنے کو نتھی اور ہرچند تمام ہمراہی اس سفر کی صعوبت کے شاکی تھے مگر وہ ویسے ہی خوشدل

۱۵ یہہ پہاڑی شہر چونتیس[۳۴] درجے تیئس[۲۳] دقیقے عرض شمالی اور اٹہتر درجے اٹہائیس دقیقے طول شرقی پر سمندر سے دو ہزار دو سو فٹ بلند گنگا کے بائین کنارہ پر آباد اور ریاست گڑہوال کا دارالحکومت ہے۔ اس علاقہ کو بہی گورکہون نے اپنے قبضہ مین کرلیا تہا لیکن ۱۸۱۵ء مین جب سرکار انگریزی نے انپر فتح پائی تب راجہ سودرشن شاہ کو اُنکی ریاست پر بحال کرکے اُسکے علاقہ کا وہ حصہ جو دریاے الکہنندا و مندآکنی کے ملنے کے مقام سے اوپر کی جانب مشرق کیطرف تہا اور دہرہ دون اور پرگنہ رام گنگا اپنے پاس رکہکر باقی ایک لاکہہ روپیہ کی آمدنی کا علاقہ اُسکو دیدیا جو اب ریاست گہڑوال کہلاتا ہے مہاراج کے وہان تشریف لیجانیکے وقت راجہ سودرشن شاہ صاحب زندہ تھے اور بڑے احترام اور خاطر تواضع سے پیش آے تھے۔ ۱۲ مولف

تھے جیسے انکی ہمیشہ عادت تہی مہاراج نے بوڑیہ مین اپنے سالے سردار جیون سنگھہ کے ہان انکی خاطر سے ایک روز قیام فرمایا اور پہر پٹیالہ تشریف لے آئے۔

مہاراج مہندر سنگھہ بہادر ولیعہد کی ولادت

اسی برس ستمبر مہینے کی سولہوین تاریخ کو برنالہ کے مقام مہاراج مہندر سنگھہ

---

[1] ریاست بوڑیہ کا بانی سردار نانون سنگھہ ہوا جو چہاول ہٹدن کا رہنے والا تہا جو مانجہہ کے علاقہ مین ایک گانون ہے۔ یہہ بہنگیونکی مثل مین سے تہا جب ۱۷۶۳ء مین سکہون نے زین خان پر عروج کیا یہہ بہی معہ اپنے بہتیجے بہاگ سنگھہ اور اپنے رفیق سردار رائے سنگھہ کے اسلاک مین آیا اور ۱۷۶۴ء مین بوڑیہ پر قابض ہوگیا جسکو سال بہر پہلے زین خان کا ایک ماتحت عہدہ دار بہیکہی نراین نامی چہوڑکر چلا گیا تہا اور اُسوقت معاریہ سکہون نے اپنا قبضہ کرلیا تہا اورنگ آباد کے پٹہانون نے نروایون سے سازش کرکے نانون سنگھہ اور بہاگ سنگھہ کو دغا سے اورنگ آباد کے قلعہ مین بُلایا اور قتل کروالا۔ اسکے تعاقب مین رای سنگھہ اور نانون سنگھہ کے بہتیجے سردار بہاگ سنگھہ نے پٹہانون کے علاقہ پر حملہ کیا اور انکو مار کر انکے علاقہ کے دوسو چار گانون پر قابض ہوگئے اور انکو آپسمین تقسیم کرلیا۔ جگادہری معہ دیال گڑہ کا علاقہ معہ چوراسی گانون کے رائے سنگھہ کے حصہ مین آیا اور بوڑیہ معہ ایکسو تیس گانون کے سردار بہاگ سنگھہ کو ملا اسنے ۱۸۰۱ء مین قضا کی اور اسکا بیٹا سردار شیر سنگھہ اسکا جانشین ہوا جو ۱۸۰۹ء مین کرنل برن صاحب کے ساتہ لڑائی مین ہمراہ تہا۔

صاحب بہادر ولیعہد کی ولادت کی خبر پہنچی لیکن چونکہ پہلے کئی لڑکے
پیدا ہو کر جاتے رہے تھے اور جیتے جاگتے فرزند کی بڑی تمنا تھی اسلئے
جوتشیون کے کہنے سے کئی مہینے تک مہاراج نے اس بات کو چھپائے
رکھا مگر بقول شخصے مصرع چھپائے سے چھپتا نہیں آفتاب
لوگون نے قرینون سے اس مولود مسعود کی ولادت کو تاڑ لیا اور چپکے چپکے
آپسمین مبارک سلامت ہونے لگی اور آخر کار چودہوین [14] جنوری ۱۸۵۳ء کو
ایک نیک ساعت مین جسکو پنڈتون نے تجویز کیا تھا اسکا اظہار کیا گیا اور
بڑی خوشی منائی گئی۔

موضع بجوانہ علاقہ ریاست جیند کی بغاوت اور مہاراج کا راجہ صاحب بہادر کو مدد دینا

۱۸۵۵ء کے شروع مین راجہ سروپ سنگھ صاحب بہادر والی جیند
نے تشخیص جمع کیواسطے پرگنہ جیند کی پیمایش کرانی شروع کی تھی لیکن

کے مقام مارا گیا اسکا علاقہ اسکے بیٹون سردار جیمل سنگھ اور سردار گلاب سنگھ کے باہم تقسیم ہوا
جیمل سنگھ کے ۱۸۱۲ء مین لاولد مرنیسے سردار گلاب سنگھ تمام علاقہ کا مالک ہوا۔ اسنے ۱۸۱۸ء مین وفات
پائی اور انکے بیٹے سردار جیون سنگھ صاحب منکا متن مین فی الحال ریاست پر حکمران ہوئے جو ضلع انبالہ مین ایک معزز
سردار ہین۔ اس ریاست کی آمدنی قریب چالیس [40] ہزار اور آبادی قریب تینتیس [33] ہزار کے ہے۔ مولف

کنور سین تحصیلدار کی بدزبانی اور کج خلقی سے موضع تجوانہ کے نمبردار
نگاہیا وغیرہ ایسے ناراض اور افروختہ ہوئے کہ اُنہون نے کنور سین کو
قتل کر کر اُسکی لاش کو معہ اُن کاغذات کے جو اُسنے مرتب کئے
تھے جلا ڈالا اور باغی ہو گئے اور اپنے بہائی بند زمیندارون کو اپنے
ساتھہ شریک کرلیا اور یہہ فساد ایسا بڑہا کہ قرب وجوار کے علاقون مین
شورش اور غدر پہیل جانیکا اندیشہ ہوگیا۔ راجہ صاحب بہادر کے
پاس جب یہہ خبر پہنچی وہ فوراً سنگروسی جیند کو تشریف لیگئے اور اول
ایک اطلاعنامہ اور جب اُسکی تعمیل نہوئی تب ایک اشتہار باغیون کے
نام براد حاضر ہونے اور اطاعت قبول کرنیکے جاری کیا مگر چونکہ وہ راجہ
صاحب بہادر کی طاقت سے واقف تھے اور اپنے بہائی بند زمیندارون
کی کثرت اور جمعیّت اور گانون کے پختہ اور مستحکم مکانون پر اُنکو بڑا گھمنڈ
تہا وہ ان احکام کو کچھہ خیال مین نہ لائے اور گنوارون نے اس واقعہ
اور راجہ صاحب اور اُنکی فوج کی کمزوری اور ہجو کے گیت جوڑ لئے اور
مسٹر جارج کارنک بارنس صاحب کمشنر انبالہ نے جنکو ریاستہاے
این روئے ستلج کا پولیٹکل کام سپرد تہا فساد کے فرو کرنیکے واسطے تاکید

تاکید کرنی شروع کی لیکن ساتھہ ہی یہہ لکھا کہ کشت و خون تو کیا اگر کیسکی
نکسیر بھی پہونچےگی تو بہت برا ہوگا وجہ یہہ تھی کہ انکو یہہ ظن تھا کہ صرف تحصیلدار
کے ظلم کے سبب سے زمیندار باغی ہوئے ہین اگر انکو راجہ صاحب کیطرف سے
انصاف کی توقع دلائی جائیگی تو وہ ضرور مطیع ہو جائینگے اور فساد موقوف
ہو جائیگا اور انہون نے راجہ صاحب کو لکھا کہ اگر فساد جلد رفع نہوگا تو مین خود
موقع پر جاونگا۔ جس سے راجہ صاحب کو اور بھی مشکل پڑگئی اور انہون نے
ناچار ہوکر مہاراج سے امداد کی درخواست کی۔ مہاراج نے دو پلٹنین اور
دو ہزار سوار اور چار بھاری توپین چودھری امام بخش نایب بخشی کے ساتھ
فوراً بھیجدین اور راجہ صاحب کو لکھا کہ اگر ضرورت ہوگی تو بخشی رحیم بخش کو
بھی اور فوج دیکر بھیجدینگے یہہ فوج دو منزلہ کرتی ہوئی جبیند کے قریب پہنچگئی
تھی کہ یکایک حکم پہنچا کہ اپنی سرحد سے آگے نجائے۔ وجہ یہہ ہوئی کہ مسٹر بارنس
صاحب کمشنر کی مرضی نتھی کہ لڑائی ہووے۔ پس فوج بائیس روز یہان
پڑی رہی اور جب سر جان لارنس صاحب چیف کمشنر پنجاب نے
مہاراج کو لکھا کہ آپ مدد دیکر فساد فرو کرادین تب اسکو موقع پر جانیکی اجازت
ہوئی اور اسنے گانون کو جاکر گھیر لیا اور گولے مارنے شروع کئے۔ اب

اگر اسیطرح ایکدو روز توپخانہ سے گولے پڑتے رہتے تو گنوار گانون چہوڑکر خود بہاگ جاتے مگر کمیدان گلاب خان کی پلٹن سنے یہہ حماقت کی کہ بیموقع حملہ کرکے گانون مین گہس گئی اور باغیون سنے جو مکانون کی آڑ مین تہے تاک تاک کر گولیان مارنی شروع کین جنسے سترہ آدمی مارے گئے اور اسّی زخمی ہوئے اور خود گلاب خان بہی زخمی ہوا اور پلٹن کو ناچاری وہان سے لوٹ آنا پڑا اب پہر میر اولاد علی افسر توپخانہ نے گولے مارنے شروع کئے جنسے گانون کی کئی بڑی بڑی حویلیان گر پڑین اور اکیسوین اپریل کی رات کو بارہ بجے باغی گانون چہوڑکر بہاگ گئے اور یہہ فساد جسنے ریاست جیند کی ہوا بگاڑ دی تہی اور ملحق الحدود علاقون مین تہلکہ ڈالدیا تہا فرو ہوگیا۔

اگرچہ بظاہر یہہ معاملہ صرف ایک گانون کی بغاوت کا تہا مگر اس سبب سے کہ اُسملک کے باشندے بغاوت اور شورہ پشتی اور لڑنے مرنیکے لئے مشہور ہین اور جسطرح مسٹر بارنس صاحب چاہتے تہے اُسطرح فساد کا دبانا ممکن تہا نہ اندیشہ تہا کہ مبادا اسکی دیکہا دیکہی زیادہ فساد پہیل جائے اور گورنمنٹ کو سلب اختیارات ہر دو ریاست کیواسطے بہانہ ہوجائے کیونکہ لارڈ ڈلہوسی

صاحب کی گورنری کا زمانہ تہا اور سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کی انکسیشن پلسی بربناے بدنظمی ریاستہاے ہندوستانی بڑے زور و شور سے جاری تہی جس سے ہر ایک رئیس بجاے خود خایف اور اپنے اختیار حکومت کو چراغ سحری خیال کرتا تہا۔

مہاراج کا انگلستان جانیکے ارادہ سے کلکتہ جانا

سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کی اس تدبیر مملکت کے باعث ہی مہاراج کو انگلستان جانیکا خیال آیا تاکہ ارکان خاندان شاہی اور وزرا و امراے سلطنت سے شناسای حاصل کرکے پولیٹکل حالات کی نسبت اطمینان حاصل کرین۔ یہہ اولوالعزمی انہین کے مزاج مین تہی ورنہ کوی ہندوستانی رئیس ابتک ہندوستان سے باہر نہین گیا تہا بلکہ شاید کلکتہ تک ہی شاذ و نادر ہی کوی گیا ہو اور اس اعتبار سے ہندوستانی رئیسو نمین وہ اول شخص تہے جنہون نے اپنے ملک سی نکلکر ایسے دور دراز ملکونمین جانے کا ارادہ کیا۔

اسوقت اس ملک کے لوگ اس سفر کو سفر آخرت سے کم نہین سمجہتے تہے اور مجہکو یاد ہے کہ جب مین گہوڑے پر سوار پٹیالہ سے لشکر مین شامل